(الله)

جہانتک دیکھئے تعلیم کی فرمان روائی ہے
جو سچ پوچھو تو نیچے علم ہے اوپر خدائی ہے

حصہ اوّل

گلدستۂ دلکش

بار چہارم

مرتبہ

محمد عبدالرزاق تاجر کتب واقع پتھر گٹی روبروے کچہری دار القضا سرکار عالی

سنہ ۱۳۱۲ھ

مطبوعہ مطبع اعجاز محبوب
حیدر آباد دکن

گلدستۂ دلکش

حصۂ سوم چھپکر شایع ہاتون ہاتھ فروخت ہو رہا ہے قیمت ۵ر

حصۂ چہارم

عام شایقین کو اطلاع دیجاتی ہے کہ گلدستہ دلکش کا چہارم حصہ جسمین کہ نہایت عمدہ عمدہ غزلیات و مخمس مستزاد و نظم بابت اُن اُن نامور شاعرون کے جنکا تمام ہندوستانمین کیا بلکہ ہفت اقلیم مین چرچا ہے جمع کیگئی زیر طبع ہے۔ قدردان و قدر افزا نیقین سمجھ سکتے ہین کہ جو محنت اس گلدستہ کی مرتب کرنیمین کیگئی ہے اسپر قیمت صرف ۵ر جو کچھ چیز نہین اسلیئے کہ۔ سرمۂ مفت نظر ہون میری قیمت یہ ہے۔ کہ رہے چشم خریدار پہ احسان میرا

اور یہ گلدستہ انشاء اللہ تعالی قریب مین منصۂ ظہور پر جلوہ افروز ہوگا۔ قدردانون سے اُمید کیجاتی ہے کہ جسطرح گلدستہ دلکش کے حصہ اول و دوم و سوم کی امید سے زیادہ قدرافزائی فرمائے ہین جنکا تہ دلسے شکریہ ادا کیا جاتا ہے اسیطرح حصہ چہارم کو اپنی نظر وننسے گذرانین کیسلئے کہ یہ بھی ایک قسم کا یادگار ہے۔ اور ما سوای اسکے ایک مجموعہ جلسہ کچھری قصاید کا جسمین کہ زدت جوہری و رگرگہ و قاضی کی بیٹی کی اور دربار شاہ اور بہت سے عمدہ عمدہ روایتین و قصاید بخیر شریک کیے گئے ہاتون ہاتھ فروخت ہو رہا ہے قیمت ۳ر ۔ حصہ دوم جلسہ کچھری قابل دید قصاید ہین نہایت

ملتمسۂ

محمد عبدالرزاق تاجر کتب واقع پتھرگٹی روبروی کچھری دارالقضا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غزل مائل

مسجد ہے بت کدہ ہو دل ہے رگ گلو ہے
کس گھر میں تجھکو ڈھونڈوں ہر گھر میں تو ہی تو ہے

ہی شخص عکس یک ذات اسا تمین نہین گہات
آئینہ ہاتھ مین ہے خود اپنے روبرو ہے

نام خودی دیکھو کہا لے جام بقا کو پی لے
یہ لذت گلو ہے وہ لطف شستشو ہے

مستی کے خواہشین ہین مستونکی گوشہ نشین ہین
مستانہ لغزشین ہین ہونٹوں پہ ہائے ہو ہے

ناقوس کی فغانین آوازۂ اذان مین
تیرا ہی تذکرہ ہے تیری ہی گفتگو ہے

یہ کون گھر سے نکلا بے پردگی ہے پردہ
شہرت گلی گلی ہے آوازہ کو بکو ہے

ظاہر مین وصل پیدا باطن مین فصل پیدا
دل تجھمین تو ہے مجھمین دل تجھمین مجھمین تو ہے

فرماؤ تم ہو الحق کہتے ہو تم انا الحق
مائل زبان سنبھالو یہ کیسی گفتگو ہے

غزل سید

انسان نہین ہو خاک ہے جسمین کہ تو نہ ہو
زہ دل نہین ہے جسمین تیری آرزو نہ ہو

لذت کو چھوڑ صاف کنارہ سبھون سے کر
دشمن ہو نفس کا تو کسیکا عدو نہ ہو

رغبت ذرا بھی گلشن عرفان سے ہے جسے
ممکن نہین کہ اس کا بدن مشکبو نہ ہو

ہر دم مراقبہ مین رہے سر جھکا ہوا
وہ ہے بھی نماز کہ جسمین وضو نہ ہو

ٹکڑے کیا ہے یار نے دل تیغ ہجر سے
یہ چاک وہ ہے جسکا کبھی سے رفو نہ ہو

ہوسکے نہین حصول مقامات محویت
جبتک کہ سب کو چھوڑ کے دل ایکسو نہ ہو

پہ بزم معرفت ہے یہان زاہدان عصر
توحید کے بغیر کوئی گفتگو نہ ہو

درویش کو تصور کامل ضرور ہے
اندہا وہ ہے کہ جس کے خدا روبرو نہ ہو

مرشد وہ ہے کہ ایک نگہ مین کرے فنا
سجدہ وہ کیا ہے جسکی توجہ مین ہو نہ ہو

غزل فضل تلمیذ داغ

سلطان دکن سا کوئی خاقان نہین دیکھا
ایسا نہین دیکھا کوئی سلطان نہین دیکھا

وحشت مین میسر ہوا لطف اسیری
مجنون نے کبھی خانہ زندان نہین دیکھا

آتے ہی لیا لوٹ دل و جان و جگر کو
اے حضرت عشق آپسا مہمان نہین دیکھا

چھاتی سے لگا کر مجھے کہتی ہے قضا بھی
تجھسا کوئی کمبخت پر ارمان نہین دیکھا

کندن سا ترا رنگ ہے اے ماہ وش ایسا
اس روپ کا ہمنے زر جاپان نہین دیکھا

کب جھوٹی قسم غیر کے ملنے کی نہ کھائی
کس روز ترے ہاتھ مین قرآن نہین دیکھا

ہے آتش دوزخ سے سوا آتش ہجران
بچ رہنے کا اس سے کوئی سامان نہین دیکھا

اے فضل غم یار نکلتا نہین دل سے
ٹھہرا کوئی اس طرح کا مہمان نہین دیکھا

غزل داغ

اچھی صورت پہ غضب ٹوٹ کے آنا دل کا
یاد آتا ہے ہمین ہائے زمانہ دل کا

ان حسینوں کا لڑکپن ہی رہے یا اللہ
ہوش آتا ہے تو آتا ہے ستانا دل کا

[illegible] دل کو جو مٹھی مین دبا کر لایا
مین نے پوچھا تو کہا تب مجھسے بہانا دل کا

پھر بھی مہندی بھی لگانے نہین آتی انکو
کیونکر آیا تمہین غیرون سے لگانا دل کا

حور کی شکل ہو تم نور کے پتلے ہو تم
اور پھر یہ ہے تمہین آتا ہی جلانا دل کا

بعد مدت کے یہ اگلے داغ سمجھ مین آیا
وہ ہے دانا ہے کہا جسنے نہ مانا دل کا

دل لیتے ہی تکرار تو سو بار سحر کی
تیور ہیں بڑے انکے نظر ہی کہیں ٹھہرے
ابھی خستہ دلی پہ بھی تم نے نظر کی
بات اور ہی ہوتی ہے محبت کی نظر کی

وہ ابر ہٹا وہ نکل آیا مہ تاباں —
وہ زلف تیرے عارض پر نور سے سرکی

اے جان نکل جا تن بیجا میں آجا
ہونٹوں پہ ہے کمبخت ادھر کی نہ ادھر کی

دکھلاکے تباہی مری کہتے ہیں عدو سے
ہوتی ہے بری دل کی لگی ہوکے جگر کی —

ضد کرکے گیا کیا میرے پہلو سے وہ اٹھنا
پھر اوسپہ یہ کہنا کہ خطا ہے یہ سحر کی

وہ وصل کی شب آنیکو تیار تھے آزاد
کمبخت ترے آئی تری قسمت نے دگی

غزل داغ

نکل جائے یہ حسرت وہ نہیں ہے
بدل جائے یہ قسمت وہ نہیں ہے

وہی تم ہو طبیعت وہ نہیں ہے
وہی صورت ہے وہ سیرت نہیں ہے

بگاڑا دیکھکر میں حور کی شکل
خداوندا یہ صورت وہ نہیں ہے

ہمارا دل تو دیکھو ہاتھ رکھکر
وہی ہے یا محبت وہ نہیں ہے

ٹھگے دیتے ہیں تم دھوکا نہ کھانا
یہ تیری اب طبیعت وہ نہیں ہے

مرے مرقد پہ بولا ہاتھ ملکر
اوسکی ہے یہ تربت وہ نہیں ہے

یہاں قیدی ہیں تجھے دنیا نہیں آزاد
ہمیں جنت میں وہ راحت نہیں ہے

جو تم سمجھے تھے دلمیں چارہ سازی
علاج درد فرقت وہ نہیں ہے

گئی محفل کی رونق داغ کیا تھے
وہی تھا دم غنیمت وہ نہیں ہے

غزل امیر

ناوک ناز سے مشکل ہے بچانا دل کا
درد اوٹھ اوٹھ کے بتاتا ہے ٹھکانا دل کا

ہائے وہ پچھلی ملاقات میں بیمار کہنا
اور اوسکا وہ محبت سے بڑھانا دل کا

عشق میں صبر کہاں تاب کہاں ضبط کہاں
جان جاتا ہے نہیں ہمدم یہ جانا دل کا

بیٹھے رہنے دو قدموں پہ پڑے رہنے دو نچلی
دیکھو اچھا نہیں اے جان اوٹھانا دل کا

تھیں کلم ظرف تھا فرہاد ننگ صد تھا
دل لگی ہمتو سمجھتے ہین لگانا دل کا

یون نہ ہاتھ آئیگا یہ مال کبھی وزدخنا
سیکھ وزدیدہ نگاہی سے چرانا دل کا

ہر نگہ وصل مین اوس شوخ سے کہتی ہے امیر
جنکو ہو حکم اوڑادے وہ نشانہ دل کا

غزل نامعلوم

خواہ مخواہ کے لیے چلمن بھی لگاتی کیون ہو
بر مین چاند سی صورت کو چھپاتی کیون ہو

دو منٹ بھی نہین بیٹھے ہین کہ اب اگے چلے
ایسے آنے سے نہ آیا کرو آتے کیون ہو

تصفیہ ہونے بھی دو شرط نہ ہار اوا بنو
چھیڑ کر کے تم آپمین لڑاتے کیون ہو

کوئی بیمار اگر ہووے پریشان اے صنم
چارہ جوئی کرو تم اوس کو بھگاتے کیون ہو

حشر مین چاہینگے ہم اوسکی سزا تم ستم
خون ناحق کسی بیکس کا بہاتے کیون ہو

صدمہ ہجر نہ سہتا ہو تو پھر اے مائل
ہر کسی شخص سے تم دل بھی لگاتے کیون ہو

غزل داغ

ہجر کی ایک رات کیسی رات ہے
ایک مین ہون اور خدا کی ذات ہے

تمکو صحبت غیر سے ونسرات ہے
دیکھو اپنی بات اپنے ہاتھ ہے

شکوہ کے بدلے کیا شکر ستم
پھر خفا ہین کیا مزے کی بات ہے

شب کو جلگے بزم مین اونکو ہم
رات کا دن اور دن کی رات ہے

ضعف میں اوٹھتی نہین دست دعا
اب ہماری شرم اوسکی ہاتھ ہے

پھر جدا جانے کہان تم اور ہم کہان
عیش عشرت کی بھی یکسات ہے

جان کے خواہان ہین سب جان جہان
بیچ ہے بے پروا اوسکی ذات ہے

جب کہ مین اوس کو کہا تیرا ہو مین
بولے بسم اللہ اچھی بات ہے

داغ سے ہم بھی گئے ملنے کو آج
آدمی خوش وضع خوش اوقات ہے

غزل وزیر

گر یہ مشق خیال خط جانان ہوگا
پھر جو مین خطین لکھونگا خط ریحان ہوگا

سبزہ مین خط کے نکلنے سے نمایان ہوگا
وہ چشمہ ہی خط سے ابھی جو پنہان ہوگا

بعد مرنے کے مرے کوئی نہ گریان ہوگا
تیرے ہاتھوں میں پری رتبہ جنداں ہوگا

زلف جاناں کا مگر حال پریشان ہوگا
طائر رنگ حنا مرغ سلیمان ہوگا -

حال پوچھو نہ مری رونیکا بن جانے دو
ہاتھ جو ہیں گے مرے گبر و مسلمان سارے
اونسے تلواریں لگائیں ہیں مجھے ہنس ہنسکر
اپنے دروازہ کی زنجیر سے باندھے مرے ہاتھ
چاند ہالے میں مجھے دن کو نظر آئیگا
شاد ہوگا جو مجھے قتل کریگا ظالم
ہوگا بیدار وہیں سبزہ خوابیدہ قبر
رکھیگا منہ پہ جو آنچل وہ پری تصویر
پاؤں سو جائنگے تو خون ہمیں ہنگیگا او
مستعد قتل پہ تو ہوگا تو ہیں مرنے پر
بس لا ابھی ہی سے ترک سخن کر دیجئے
ہو کے پابوس سگ یار رہیگا جو ذریر

ابھی یہ حال بچھوڑ دیگا تو طوفان ہوگا
ایک میں دست صنم ایک میں قرآن ہوگا
گل پژمردہ مری قبر پہ خنداں ہوگا
اپنے دربار نہ کوئی اوسکے دربان ہوگا
میری آغوش میں جب وہ مہ تاباں ہوگا
وہیں زخم بھی رشک گل خنداں ہوگا
مرالاشہ جو لیے گور سے نالاں ہوگا
شعلہ حسن چراغ تہ داماں ہوگا -
نہ فراموش کبھی کوچہ جاناں ہوگا
خط جو گردن پہ کھنچیگا خط فرمان ہوگا
کوچ آخر تو سوے ملک خموشاں ہوگا
استخواں میرے ہما کھاکے پشیماں ہوگا

ہماری دل میں ہے کھٹکے محبت اپنی رہنے دو
جنہیں مشتاق اونکے دل میں حسرت اپنی رہنے
نہیں ہی اشتہا اتنی بہت غم کھاگیا ہوں
کسیکو جان کر بچتاوگے وہ مجھے کہتے ہیں
ڈرایا ہی منایا ہے یہ کہکر وصل میں اوسنے
شکایت نامہ آیا ہی جواب خط میں ای ہمدم
اوٹھ نہ جائیگی فتنہ محشر سے یہ فتنہ لگا ہونے
دہاں ہی بے نیازی داغ اس سے کیا غرض سکو

امانت دار کا گھر ہے امانت اپنی رہنے دو
کوئی دن اور بھی یہ ہمیں صورت اپنی رہنے دو
کہونگا اہل جنت سے یہ نعمت اپنی رہنے دو
تم اپنی ہی نہیں جھوٹی محبت اپنی رہنے دو
بگڑ جائیں گے ہم بس بس شکایت اپنی رہنے دو
ہے قسمت کا لکھا یہ خیر قسمت اپنی رہنے دو
ابھی تم اپنے قبضہ میں قیامت اپنی رہنے دو
یہ طاعت اپنی رکھو چھوڑ و عبادت اپنی رہنے دو

مخمور

یہ ہمنے دعا وصل کی شب تا بہ سحر کی
موت آئی نہ آئی کبھی آواز گجر کی

تھوڑی سی اگر خاک تیری راہ گذر کی
ملجاوے تو ہو جاوے دوا دیدۂ تر کی

مر جاؤں مگر آپ کی دہلیز نہ چھوڑوں
سر چھاتی سے ہٹاؤں تو قسم آپکے سر کی

انگور رکھی پر نظر تاک کے مارا
کیا خوب دوا آپ نے کی زخم جگر کی

ملتا نہ بہت دور یہاں تک بھی نہ آیا
ایک عمر تجسس میں تیرے ہمنے بسر کی

بیجرم کو مجرم جو بناتے ہو بناؤ
گو ہمنے خطا کچھ بھی نہیں کی تھی مگر کی

زاہد جسے اللہ پلاوے وہ نہ پیوے
یہ شئے نہیں تقدیر میں ہر ایک بشر کی

صد شکر کہ ہے عشق میں ثابت قدم اپنا
مر کر بھی ترے در سے پری لاش نہ سرکی

ایک وار میں جو رنگ کیا دلکو ہمارے
لی آبرو ابرو نے تری تیغ و تبر کی

تا حشر کرینگے وہ جفا اور وفا ہم
عادت کبھی چھوٹے گی ادہر کی نہ ادہر کی

مخمور ہیں ہم نرگس مخمور کا کشتہ
دی قبر میں مٹی مجھے میخانہ کی در کی

غزل داغ

دوستی کا ہو زمانے میں بھروسا کسپر
تو بھی مجھے چھوڑ چلا اے دل شیدا کسپر

اس کی تصویر جو یوسف کے مقابل رکھدو
دیکھیے گرتے ہیں پھر اہل تماشا کسپر

دیدہ باز اس کے حریفوں کو خدا نے بھی عجب
آپ بھولے ہوئے بیٹھے ہو مسیحا کسپر

دی قاتل وہی مخبر ہے وہی ہے منصف
اقربا میرے کریں خونکا دعوی کسپر

داغ جاتے ہیں مقتل میں پرے اہل سبب
دیکھیے وار کریں وہ ستم آرا کسپر

غزل وصل

مدعی جھوٹ تیرے عشق کا بھرتے دم ہیں
ای پری پوش ترے دیوانے اگر ہیں ہم ہیں

قیس و فرہاد بہت عشق کا بھرتے دم ہیں
مجکو دیکھیں تو کہیں اسکے بہت ہم کم ہیں

ترک ہو جاتی ہے جب دونوں ملاقات اپنی
دمبدم سورۂ اخلاص کا کرتے دم ہیں

ترش روئی ہی تیری تلخ ہے جان شیرین — کہ ہکن سے بھی سوا رنج و بلا مین ہم ہین
عجب سی کہانی قسم آپ نے جھوٹی اون سے — فضل تو جانسی بیزار ہین کہانی سم ہین

غزل نواب اکبر علیخان اکرم

جبین وہ ایسی چمک رہی ہی قمر کی جیتون جہپک رہی ہے — حیا پہ بجلی بھڑک رہی ہی جگر مین آتش بھڑک رہی ہے
وہ باغبان آئی ہین نکھر کر خجل ہین شمشاد و صنوبر — دماغ ہر گل کا ہی معطر چمن مین خوشبو مہک رہی ہے
مکان سی کیون نکلی آپ باہر غبار سی چل رہا ہی صرصر — چلو سنبھل کر بگڑ نہ جھونکا ہوا سی پلکین جھپک رہی ہے
جو تیر عاشق تھا اور شیدا پھانسی ہوتا ہی کو ہیچ اوسکا — ذرا تو دیکھے لگے وہ مسیحا گلی مین سانس اٹک رہی ہے
وہان ہی تت کو کہان سی پاوین گلیسی کنو پکڑ او نہین نگاوین — عجب نہین ہی کہ آج آوین کہ آنکھ کل سی پھڑک رہی ہے
ہوئی ہے کس گل کی آمد آمد کہ بلبلو نکی ہین نغمہ بیجد — بہار آئی چمن مین شاید کلی جو گل سی چٹک رہی ہے
لڑی ہی آنکھ تو کسکی جیتون کہ جب سی جی ہو رہا ہی سن — غشی ہی تاری شمر کا دامن اوٹھا کے بجلی چمک رہی ہے
نہ پوچھو اسکو بگانہ ہی زمانہ دیتا ہی خود گواہی — کسیکی دولت کسیکی شاہی جہا نمین کب تک چمک رہی ہے
ذرا تو کر رحم ای جفا جو خدا سی ڈرتا نہین ہی کیون تو — جو تیر ہر رگ رگ سی اپنی پرے وہ شرارت کی بھڑک رہی ہے
سنا جو غزلونکو میری پیہم تو بولا ہنسکر وہ ہمدم — کلام سن سن کے تیرا اکرم طبیعت اپنی پھڑک رہی ہے

غزل داغ

پھری ہی راہ سی وہ یہان آتے آتے — اجل مر رہی ہے تو کہان آتے آتے
مجھے یاد کرنے سے یہ مدعا تھا — نکل جاے دم ہچکیان آتے آتے
ابھی سن ہی کیا ہی جو بیباکیان ہون — انہین آئینگے شوخیان آتے آتے
سنا نا کہ دنیا سی جاتا ہے کوئی — بہت دیر کی مہربان آتے آتے
چلے آتے ہین دل مین ارمان لاکھون — مکان بھر گیا مہمان آتے آتے
نتیجہ نہ نکلا تھکے سب پیامی — وہان جاتے جاتے یہان آتے آتے
میرے آشیان کے تو تھے چار تنکے — چمن اڑ گیا آندھیان آتے آتے
قیامت بھی آتی تھی ہمراہ اسکے — مگر رہ گئے ہمعنان آتے آتے
سنبھلنے اونہین کچھ اوبھار تو ہوتا — نہ آتے آتے یہان آتے آتے

ہمیشہ رہا ہے یہ دل باغ صحرا
بہار آتے آتے خزاں آتے آتی

نہیں کھیل اے داغ یاروں سے کہہ دو
کہ آتی ہے اردو زبان آتے آتے

غزل داغ

وہ لیکر ہاتھ میں خنجر جب اپنے نکلے بیٹھے ہیں
کسیکے قتل پر شاید مصمم ہوکے بیٹھے ہیں

خدا کے واسطے اٹھو قدم گھر سے نکال اپنا
کہ لاکھوں منتظر در پر تیرے دشمن کے بیٹھے ہیں

خدا کرتا ہے کیا نازل بلا آج اپنے بندوں پر
کہ وہ تو صبح سے گویا قیامت بن کے بیٹھے ہیں

پھڑک کر دل مرا اچھلے ہی یوں کہنے لگا مجھکو
کہ میرے دوست ہوکر پاس وہ دشمن کے بیٹھے ہیں

ہوا ہے آج کیا یارب یہی رونا عالم کو
جو بکھرائے ہوئے بالوں کو جو گن گن کے بیٹھے ہیں

داغ اب تیرا دفن بھی نہیں گلشن سے جنگل کر
چڑھانے چادر گل کو لحد مدفن کے بیٹھے ہیں

غزل داغ

عذر آنے میں بھی ہے اور بلاتے بھی نہیں
باعث ترک ملاقات بتاتے بھی نہیں

سر اٹھاؤ تو سہی آنکھ ملاؤ تو سہی
نشۂ مے بھی نہیں نیند کے ماتے بھی نہیں

کیا کہا پھر تو کہو ہم نہیں سنتے تیری
نہیں سنتے ہیں تو ایسوں کو سناتے بھی نہیں

خوب پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہیں
صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

جب کہ دیکھا مجھے محفل میں یہ ارشاد ہوا
کون بیٹھا ہے اسے لوگ اٹھاتے بھی نہیں

سیکڑوں وعدہ کیا ایک بھی پورا نہ ہوا
تم بلاتے بھی نہیں جاؤ ہم آتے بھی نہیں

زیست سے تنگ ہو اے داغ تو کیا جینے سے
جان پیاری بھی نہیں جان سے جاتے بھی نہیں

ایضاً

نامہ بر کہتا ہے اب لاتا ہوں دلبر کا جواب
سن چکا ہوں چار دن آگے مقدر کا جواب

شیخ ہو حق کر رہا ہے رندان سنتوں کی ساتھ
آجکل ہے میکدہ اللہ کے گھر کا جواب

خلق کے اعمال نامے چھین لونگا حشر میں
گم ہوا ہے ہاتھ سے قاصد کے دلبر کا جواب

میرے دل ہی پر نگہ تیری اثر کر گئی
دو ہی جانب تھا اگر بھی تھا اثر کا جواب

غیر کی تعریف لکھی ساری خط میں اور مجھے
پھر یہ لکھتے ہیں کہ لکھو میرے دفتر کا جواب

بھلے تو میری گذارش سنکے وہ چپ ہو رہے
کیا کہوں پھر کیا ملا عرض مکرر کا جواب

خط تمہارا ہمکو بھیجو نہ بچا ہے فقط اپنی رسید
واہ کیا لایا ہے قاصد میرے دفتر کا جواب

امت عاصی کی بخشش کا کیا حق سے سوال
ہے کہاں کونین میں ایسے پیمبر کا جواب

لوگ کہتے ہیں فساد ہی بگڑ کر لکھے
پھر کھلا داغ اس اجڑے ہوئے گھر کا جواب

غزل وحید

نہیں ہے بے لطف یار ساقی شراب ہم لیکے کیا کرینگے
دل برشتہ ہے پاس اپنے کباب ہم لیکے کیا کرینگے

قسم ہے قاصد ہماری سر کی یہ نامہ دیکر زبانی کہنا
چلو بلایا ہے بندہ پرور جواب ہم لیکے کیا کرینگے

شکست فرما کے کہ شیشہ دل جو بہتر تجھے ہو تیرا حساب
تمہیں بتاؤ بھلا یہ مال خراب ہم لیکے کیا کرینگے

نہ پاس وہ طفل نوجواں ہے نہ ہمیں آئی ہے چرخ پیر جاناں
خدا سے ایسے مصیبتوں میں شباب ہم لیکے کیا کرینگے

وحید ہمکو ذلیل بہتر جو خلق سمجھے تو خوب بہتر
ہمیں تو ہے ننگ نام سے بھی خطاب ہم لیکے کیا کرینگے

غزل مائل

دیکھے خدا کو دور سے تو کیا مزا ملے
محشر میں عبد ہو تو گلے سے گلا ملے

اب میں کروں تلاش خدا تو سزا ملے
یہ بت کرے خدائی تو کیونکر خدا ملے

جو تھا خدا کے پاس وہ ہم لائے چھین کر
اب دور سے سلام کریں گر خدا ملے

دشمن بھی میرے ساتھ ہی دریائے عشق میں
مجھکو خدا ملے تو اسے ناخدا ملے

تم دل چرا چکے ہو ذرا ہوش میں تو آؤ
چوری کرو نہ پھر کبھی ایسی سزا ملے

مائل خدا یہ پوچھ رہا ہے جزا دے
دنیا میں کیا ملے تجھے عقبیٰ میں کیا ملے

غزل ظفر

کب سماتا جلوۂ دیر و حرم آنکھوں میں ہے
تیری صورت بس رہی ہے ای صنم آنکھوں میں ہے

اب تو اے صورت نما پیارے کہاں تک انتظار
آگیا سینے سے کھنچکر میرا دم آنکھوں میں ہے

ہر جگہ تیرے سوا کوئی نظر آتا نہیں
تو سمایا اپنی آنکھوں کی قسم آنکھوں میں ہے

روبرو تیرے رخ روشن کے حسن آفتاب
بے نمط مانند شمع صبحدم آنکھوں میں ہے

تبسے فرہاد شیرین جب اوٹھاوے سنگ کو
ہے نظر یوسف زلیخا کا صبر آنکھون مین ہے
اے ظفر کونین مین جسکو تماشا ہو نصیب
کیا ہے سرمہ اسکی وہ خاک قدم آنکھون مین ہے

غزل

میرا دل ہجر مین گھبراتا ہے دلبر دیکھتے جاؤ
تمہارے ہجر مین دم ہے لبون پر دیکھتے جاؤ
ہوا ہے قتل کے درپے ستمگر دیکھتے جاؤ
گلے پر بے گناہ چلتا ہے خنجر دیکھتے جاؤ
گئے ہو کیون دل اتنا سخت پتھر دیکھتے جاؤ
نتو پھر خدا بہر ہمین دیکھتے جاؤ
سوے ہو کیون خفا ہمسے چھپا کر منہ جو جاتے ہو
ذرا گیسو کو رخ پر سے ہٹا کر دیکھتے جاؤ
نہ سر اتنا اوٹھاؤ زندگانی ہے یہ دو دن کی
ذرا جھککر چلو کھاؤ گے ٹھوکر دیکھتے جاؤ

غزل مسکین

نعت احمد مین لکھون یہ میرا رتبہ کیا ہے
وصف خالق ہے جو فرماے تو بندہ کیا ہے
آگے خورشید جہانتاب کے ذرہ کیا ہے
حسن یوسف کو تیرے سامنے رتبہ کیا ہے
بندۂ حق ہون غلام شہ لولاک ہون مین
پوچھو تو مجھکو نکیرین نے سمجھا کیا ہے
جان تک گر چلی یون پوچھونگا ہنگام سلام
اے دل دیدہ کہو اور تمنا کیا ہے
لب چپٹ جاتے ہین کہتا ہے محمد جو کوئی
اور اس نام سے بڑھکر مجھے میٹھا کیا ہے
شب معراج مین خالق نے یہ حضرت سے کہا
آج میرے سامنے محبوب سے پردہ کیا ہے
جسنے ایکبار مدینہ کی زیارت کر لی
پھر اوسے روضۂ رضوان کی تمنا کیا ہے
طور سے حضرت موسی جو گرے غش کھا کر
جلوۂ یار یکبارا ابھی دیکھا کیا ہے
اے اجل مجھکو مدینہ کیطرف جانے دے
بات بنتی ہے میری تیرا بگڑتا کیا ہے
مین اوسی جذبۂ الفت کا اثر جب جانون
خود نبی مجھسے کہین تیری تمنا کیا ہے
جلوہ نور نبی سے مری سیری ہوگی
ملک الموت سے کہدو کہ تقاضا کیا ہے
ہمین نعت مین بجز نغمہ سرائی کر لو
ہم صفیرو دم فانی کا بھروسا کیا ہے
شافع روز جزا کا ہون مین مسکین بندہ
گو گنہگار ہون لیکن مجھے پروا کیا ہے
ہمکو واعظ نہ سنا فکر بہشت و دوزخ
ہم غلامان نبی ہین ہمین غم کیا ہے

کبھی کہتا ہے دل خستہ و مسکین مداح — ادھر چل اب سوے عرب ہند میں بیٹھا کیا ہے

غزل ہریہ

جھوٹ سچ باتوں سے باز آؤ خدا کیواسطے — چپ رہو بس منہ نہ کھلواؤ خدا کیواسطے

منہ سے بولو بت نہ بنجاؤ خدا کیواسطے — معجزہ عیسے کا دکھلاؤ خدا کیواسطے

قلب عاشق جل رہا ہے سوز غم سے خود بخود — آتش ہجران نہ بھڑکاؤ خدا کیواسطے

ہمنے تو تم پر جان دی تم بے رخی ہمسے کرو — آکے مجھکو دیکھ تو جاؤ خدا کیواسطے

اگلی پچھلی باتیں سب کھلجائینگی چپکے رہو — پس ہمارا منہ نہ کھلواؤ خدا کیواسطے

وصل کی شب مختصر ہے صبح ہجران ہے [illegible] — مجھکو باتوں میں نہ بہلاؤ خدا کیواسطے

اسطرف کروٹ تو لو دیکھو ہوئی جاتی ہے صبح — وصل کی شب ہے نہ شرماؤ خدا کیواسطے

ہے نظر کا پھیرنا چشم مروت سے بعید — مرتے ہیں دیدار دکھلاؤ خدا کیواسطے

دے رہے ہیں عشق میں مجھکو وہ دامن کی ہوا — ہوش آتا ہے نہ گھبراؤ خدا کیواسطے

اپنے دامن کی ہوا وہ دیکھکر کہتے ہیں [illegible] — عشق سے حیران کو ہوش میں آؤ خدا کیواسطے

غزل سید

بدنامی و ذلت کے سزاوار ہمیں ہیں — ہاں جرم محبت کے گنہگار ہمیں ہیں

مقتول ہمیں قاتل خونخوار ہمیں ہیں — برچھی ہمیں ناوک ہمیں تلوار ہمیں ہیں

سو بار چھوا ہاتھ سے اعضا میں تمہارے — اس گیسوے مشکین کے خطاوار ہمیں ہیں

یاروں نے محبت نہ سہی عشق کو چھوڑا — زندانی محبت کے گرفتار ہمیں ہیں

ہم ایسے گنہگار کہ بخشش سے ہیں مایوس — لیکن تری رحمت کے طلبگار ہمیں ہیں

صحبت سے رقیبوں کی کریں آپ تنفر — جو غیر ہے وہ غیر ہے پر یار ہمیں ہیں

گر گلشن توحید کی کچھ سیر تو چاہے — گل چیں ہمیں بلبل ہمیں گلزار ہمیں ہیں

سید کی یہ ہے عرض کہ زائر ہوے لاکھوں — محروم فقط سید ابرار ہمیں ہیں۔

غزل گوہر

جیسے وہ ہمسے محبت ہیں گھٹانے جاتے — اسقدر ہم بھی ہیں الفت کو بڑھانے جاتے

کسب بصلوت سے ہو حاصل مجھے دلبر صنم — ایک نظر دیکھ لیا کرتا ہوں آتے جاتے

کچھ وہ سنتا نہیں بے رحم ہماری فریاد — آبلے دل کے ہیں ہم روز دکھانے جاتے

غیر کو لا کے مرے سامنے بٹھلاتے ہیں — کس لئے آپ ہیں رونے کو رولانے جاتے

عشق کا بندہ ہے کچھ آپکا نوکر تو نہیں — ہر گھڑی تم جو ہو گو ہر کو دبانے جاتے

غزل فیض

چشم تر کی آبرو کھوتا ہوں میں — خلق ہستی ہے جہاں روتا ہوں میں

ان بتوں کی چاہ میں جاری ہے اشک — حوض پر کوثر کے منہ دھوتا ہوں میں

عہد پیری میں بھی غفلت ساتھ ہے — دن نکل آیا ابھی سوتا ہوں میں

اے چراغ صبح تو ہے زندگی — اب کوئی دم میں ہوا ہوتا ہوں میں

قد جانان گھر میں فیض آتا ہے یاد — تخم طوبے صحن میں بوتا ہوں میں

غزل امانت

لب جان بخش کی الفت میں لب پر جان آگئی ہے — مریض عشق مرتا ہے مسیحا کی دوہائی ہے

جگہ فضل خدا سے ایک مد کا فرکے ہے دل میں — فرشتہ جا نہیں سکتا جہاں اپنی رسائی ہے

ملاتا ہوں فلک کو بعد مردن اپنے نالوں سے — لحد میں پاؤں پھیلا کر زمیں سر پر اوٹھائی ہے

مری تربت کی سبزہ پر گماں بیجا ہے شبنم کا — لحد پر سوتیوں کی چرخ نے چادر چڑھائی ہے

رکھے اللہ عزت عشق میں کچھ بن نہیں پڑتی — اکیلا میں ہوں اس بت کیطرف ساری خدائی ہے

جلانا آتش افروزوں کا کیا مشکل ہے دنیا میں — مرے نالوں نے اکثر آگ دوزخ میں لگائی ہے

رخ رنگیں کا بوسہ غیر کی غیبت میں لیتا ہوں — اوڑا ہے باغ سے صیاد بلبل کی بن آئی ہے

پھنسی ہے عشق کے پھندے میں بیڑا جان امانت کی — مدد کو یا علی پہنچو کہ دم مشکل کشائی ہے

قتل کا سامان سب پیش ستمگر رکھ دیا — گوہم کچھ برچھی کٹاری اور خنجر رکھ دیا

ہاتھ جوڑے منتین کی اسپہ بھی مانا نہین / ہوکے پھر لاچار آخر پاؤن پر سر رکھ دیا

جتنا جی چاہے ستالو مار ڈالو یا جلاؤ / داد خواہی کو صنم ہنسنے خدا پر رکھ دیا

اُس پری نے رات کو رخسار پر افشان چنا / توڑ کر تارون کو یا اپنی جبین پر رکھ دیا

دیکھئے ثابت قدم مجھسا نہوگا یان کوئی / ہوکے راضی سر کو اپنے زیر خنجر رکھ دیا

قتل کرنے پر مرے جب وہ نہ آمادہ ہوا / راضی نامہ اوسکو آگے مین نے لکھکر رکھ دیا

ہم بھی گوہر یادگار یکہ جہان چھوڑینگے دلا / جیسے آئنہ سکندر نے بنا کر رکھ دیا

کرین ہم کسکی پوجا اور چڑھاوین کسکو چندن ہم / صنم ہم دیر ہم بت خانہ ہم بت ہم برہمن ہم

در و دیوار نظر و ہمین ہے اپنے آئینہ خانہ / کیا کرتے ہین گھر بیٹھے ہوے آپ اپنا درشن ہم

محبت ہے تو اپنے سے عداوت ہے تو اپنے سے / ہین آپ ہی دوست اپنے ہم ہین آپ ہی اپنے دشمن ہم

کب اوٹھتے ہین اوٹھا بیٹھے کسی شیخ و برہمن کے / در دلبر پہ اپنے مار کر بیٹھے ہین آسن ہم

جسے غیب آپ سمجھے ہین شہادت جسکو جانے ہین / بنا رکھے ہین اپنی دل لگی کو یہ گھر انگن ہم

ہدایت ہمسے ہے پیدا ضلالت ہمپہ ہے شیدا / کبھی ہین رہنما اپنے کبھی ہین اپنے رہزن ہم

نہ قیل و قال سے مطلب نہ شغل اشغال سے مطلب / مراقب اپنے رہتے ہین جھکا کر اپنی گردن ہم

رہا کرتے ہین پھرون محو نظارہ مین ہم اپنے / سراپا ہو رہے ہین آئنہ اپنے آپ درپن ہم

ہوا ہے فیض معلوم ایک نہین ہمین تھے وہ / جیا کرتے تھے جسکے نام کی دن رات سمرن ہم

غزل مونس

ہجر مین نالۂ خون بار کرون یا نکرون / چاک دامان شب تار کرون یا نکرون

یار آرام مین ہے وصل کی شب آخر ہے / متفکر ہون کہ بیدار کرون یا نکرون

سُنتے ہی وصل کا نکو جھکا لی گردن / ہے ابھی سوچ کہ اقرار کرون یا نکرون

جان پر کھیل کے کیون کر نہ عدم جاؤن مین / جستجو سے کمر یار کرون یا نہ کرون

ایک بوسہ پہ لوٹی آپ نے اپنی محبت / مین بھی دل دینے مین تکرار کرون یا نکرون

وہ جو در سے جو چھاتی تو مین اتنا پوچھون / بستر اپنا پس دیوار کرون یا نکرون

آنکھ پلکون سے ملون یا نہ ملون کہدیجیے / کچھ علاج دل بیمار کرون یا نکرون

عاشق نازہ اوٹھون نے تو نکا مونش | مین بھی پیدا کوئی دلدار کرون یا نکرون
اوسکی صورت کو تو بھی دیکھے کہے سمیا | ایسے یوسف کو بھلا پیار کرون یا نکرون

غزل مائل

مار و جو بھی تم جلاؤ بھی تم پھر تو کیا کہون ۔ | تم کو خدا کہون کہ خدا کو خدا کہون ۔
داور کے آگے اوس بت کافر کو کیا کہون | دونون کی شکل ایک ہے کسکو خدا کہون
یارب کسی کا دل نہ دکھے میری بات سے | کٹ کر گرے زبان جو کسیکو برا کہون
جو چیز دل مین چپ کے نکل آئی لیکے جان | اوسکو قضا کہون کہ تمہاری عطا کہون
منصور کی طرح مجھے سولی نہ دے کوئی ۔ | مقبول خاص عام ہون گر مین انا کہون
اس راہگذر مین ڈال کے دل چپکے کھڑا ہون مین | پوچھے وہ کسکا مال تو مین آپ کا کہون
سوچی ہے کیا حشر مین یہ یک رہا ہون مین | جو مجھکو بخشدے ہین اوسیکو خدا کہون
منکر نکیر جاتے ہین مائل مزار سے | حورون کو مین سلام کہون یا دعا کہون

غزل خاموش

تو نہ کر اپنے لئے تدبیر اپنے ہاتھ سے | کام کرتی ہے تری تقدیر اپنے ہاتھ سے
قلب اپنا صاف کر لے سونا روپیہ ہے یہی | پھینکدے پارس کتنین اکسیر اپنے ہاتھ سے
کبر سے رکھ رام رام اور شیخ صاحب کو سلام | حق نے کھینچی ہے یہی تصویر اپنے ہاتھ سے
عاشقون کے رمز گر چاہین کراما کاتبین | کیا ہے طاقت جو کرین تحریر اپنے ہاتھ سے
گور پر مجنون کے لیلی جاوے جب دامن کشان | لاش نکلیگی کفن کو چیر اپنے ہاتھ سے
ہے ادب منظور تجکو تو سمجھ اپنا گناہ | گو نہین کرتا ہے تو تقصیر اپنے ہاتھ سے
دامن آلودہ اگر خاموش ہے تو کیا ہے عجب | پاک کردین حضرت شبیر اپنے ہاتھ سے

غزل نامعلوم

حورین اللہ کے کرتے ہین عبادت کیسی | پڑ پڑی ہے ادسی بندونکی ضرورت کیسی
لاکھ جیلو نسی چلے آتے ہین آنیوالے | اس سے بڑھکر ہو تمہین اور بھی فرصت کیسی
آپ غماز ہی۔ مخلوق سے ڈرتی کیون ہو | آئی پھر وصل کی فرمایئے نوبت کیسے

کیوں انکا گلہ کیا ہی طبیعت کا ہمارے مائل
انکو ظاہر ہے کہ ہے ہم مین شرارت کیسے

غزل لعل

صنم جب یاد آتا ہے کلیجہ خوب جلتا ہے
دل نالاں تڑپتا ہے الگ اوسے دم نکلتا ہی

نہ کچھ الفت ذرا دلمین نہ ہی خوف خدا اوسکو
وہ ہنسکر ٹال دیتا ہے ہمارا جی نکلتا ہے

کہاں تک ضبط ہو یارو نہیں ہی صبر کی طاقت
جدائیمین وہ دلبر کے نہین اب دل سنبھلتا ہے

خدا محفوظ رکھے ان بتون کی عشق سے ہر دم
پھنسا جو انکی الفت مین ہمیشہ ہاتھ ملتا ہے

حقیقت اپنی دلکی کیا کہوں ای لعل فرقتمین
بھرا ہے عشق کا دریا کہ رہ رہ کر اوبلتا ہی

غزل وزیر

دشمن بھی اپنے دوست سے یارب جدا نہو
نا آشنا کو بھی الم آشنا نہ ہو

کرنی ہے اب تلک جو لگاوٹ تمہاری ہی
تمنے کوئی گلے مین لگا رکھا نہ ہو

مر کر بھی اوس گلیمین نہ ہم پہونچے یا نصیب
خاک اپنی جب اوڑی تو ادھر کی ہوا نہ ہو

خون جگر پیا نہ ہو جسنے وہ مے پیئے
کھائے وہی کباب کہ جو دل جلا نہ ہو

ہم خاک مین ملے تو ملے غم مگر یہ ہے
دل مین تیرے غبار کہین آگیا نہو

رسوائی کا بھی چاہیے وحشت مین کچھ خیال
دامن جو چاک ہو تو گریبان پھٹا نہ ہو

بیجرم بیگناہ نہ عاشق کو قتل کرو
کعبہ تری گلی بھی کہین کربلا نہ ہو

کھنچی تھی تیغ پر نزاکت سی کھنچ سکی
قاتل کا کیا قصور جو میری قضا نہ ہو

مرہم جو ہنس کے تمنے لگایا تو فائدہ
بے آب تیغ زخم ہمارا ہرا نہ ہو

جو ہوسکے وہ مجھ سے کرین بیوفائیان
تا پھر کسیکو تم سے امید وفا نہو

کھا کھا کے پان پیک جو پھینکین مزار پر
اوسکے شہید لب کا بھی خون بہا نہو

خاموش اپنے در پہ مجھے دیکھ کر وہ شوخ
کہتا ہی یہ فقیر کہین بے نوا نہ ہو

ہے درمیان مین تفرقہ پرداز گفتگو
خاموش ہو تو لب سے کبھی لب جدا نہ ہو

پھر جواب خط مین جگہ چھوڑ دئے تھی کچھ
قاصد نے اوسپہ خط غلامی لکھا نہ ہو

پھر روح کو ہی جسم مین آنیکا اشتیاق
اوسنے مرے جنازے کو کاندھا دیا نہ ہو

بیچین ہو نہ جائین سب آسودگان خاک
وہ چال چل کہ جس سے قیامت بپا نہ ہو

تو مجھ سے سیاہ بخت کے جانب نگاہ کر
دیکھون کبھون نہ سر آنکھ تیری سرمہ سا نہ ہو

تاریک ہو گیا ہے نظر مین جہان زیر
آنکھون مین اوسکے غیر نے سرمہ دیا نہ ہو

گویا

گرا دی یار نے بجلی دوپٹے کی کناری سے
جھڑے منہ کی دکھاؤن مین بھی اپنی اشکباری سے

لب دریا کیا ہے خندہ دندان نما کسنے
کہ جو گوہر ہے غلطان ہے صدف مین بیقراری سے

دم آیا میرے آنکھون مین نہ آئے تم نہ آئے تم
اجل بہتر ہے اس ہر روز کی امیدواری سے

جسے ہین دیکھتا ہون مین یار کی دانتونکا [illegible]
منجم کو بھی ہر دم کام ہے اختر شماری سے

ناسخ

زہر گیسو کا بہت ہی اور تھوڑا سانپ کا
تیری کنگھی نے صنم ہر دانت توڑا سانپ کا

ایک سے کوئی اگر بچ جائے کاٹے دوسرا
دو نو گیسو دو نو گالون پر ہے جوڑا سانپ کا

کیا نہا دہو کے نچوڑے ہین صراحی کے بال
زہر سارا ہی پری تونے نچوڑا سانپ کا

مخمور

مجھسے پہلے آپکا عاشق مر بجان کون تھا
آپ ہی انصاف سے فرمایئے ہان کون تھا

تیغ ابرو سے ترے اے ترک بیجان کون تھا
خنجر مژگان سے گھایل کون غلطان کون تھا

چشم وحدت سے جو دیکھو سب اوسیکی کھیل تھی
کون یوسف تھی زلیخا کون زندان کون تھا

کون تھا وہ جو انا الحق کہکے سولی پر چڑھا
دار کا فتوے دیا کسنے پشیمان کون تھا

آگ مین کسنے گرایا تھا خلیل اللہ کو
کون وہ آتشکدہ تھا وہ گلستان کون تھا

وہ احد تھا کون احمد بنکے جو آیا نظر
کرکے پردہ میم کا ظاہر مین پنہان کون تھا

اب ہوا کا بھی گذر محفل مین تیری ہے محال
شمع وہ پہلے تیرے در کا نگہبان کون تھا

غیر سے ملنے کا انکار آپ کا سچا مگر
رات کو بزم عدو مین پھر مرجان کون تھا

اندنون ہی بڑھ گئی ہے کچھ تری دیوانگی
ورنہ پہلے یون مری حالت پہ خندان کون تھا

ایک عالم اب تو شاکی ہے ترا اے شیخ زن
اسقدر جور و جفا سے آگے نالان کون تھا

واہم کا کل ہین پھنسے مخمور آخر تم کہہم
کیون کہو اے مہربان ورنہ نہین نادان کون تھا

غزل ضامن

جان دی دل بھی دیا دید یا ایمان اپنا
پر عزیز نہ ہوا ہائے وہ جانان اپنا

خاک ہے منہ پہ ملی چاک ہے دامان اپنا
ہمنے کیا کیا نہ کیا عشق ہین سامان اپنا

مصحف روے محمد کی تلاوت کیجیے
یہ صحیفہ ہے مرا ہے یہی قرآن ۔ اپنا

ہمکو تنہا ئیمین وہ گیا چھوڑ سکے آج
گیا پہلو سے نکل کر دل نالان اپنا

چاہ مین اوسکے زلیخا کی صفت اے یارو
ڈہونڈتا ہون کہ ملے یوسف کنعان اپنا

چشم گریان ہے جگر سوز ہون اور دل ہے کباب
عشق مین اوسکے یہ ہے حال پریشان اپنا

نہ جنت کی طلب اور نہ حورونکی ہوس
کوچہ یار ہو اور روضہ رضوان اپنا

بندۂ عشق کو کیا مذہب و ملت سے غرض ۔
رازدان کوئی نہین گبر و مسلمان اپنا

پہ شب تار ہے اور ہمکو ہے تارونکی شمار
ہے کہان جلوہ نما وہ مہ تابان اپنا

راہ گم گشتہ ہیا آبلہ وادی فراق
ضامن اب ہے وہ کہان خضر بیابان اپنا

مخمور

بتا ہین ہمکو کیا عزیزو خراب ہے حال زار اپنا
لگاکے داغ جدائی دلپر فلک نکالا غبار اپنا

جو شکل دیکھتی ختی گاہی گاہے تو بھی ظالم کو خوش آیا
نکالا گاہی سے آخرش کو چھڑایا ہمسے دیار اپنا

لحد تنگی کا غم نہین ہے کہ جب کہ جب یکبہ لپٹکے چلا
ہون زندہ درگور ہجر سے مین ہی گہر ہے کنج مزار اپنا

متاع دل تو لیجا چلے ہو پھرا کے مجھکو لیو چھڑتے ہو
چلو ہٹو جاو سرکو سرکو پرے رکھو تم پیار اپنا

کرو نہین کیا سیر بوستان کی غم جدائی مین آئے قیو
کہ رشک گلزار کب نہین ہے یہ سینۂ داغدار اپنا

تری خوشامد ہی کیا ہی ظالم نہین لیجاتا تو خط نہ لیجا
کہ ہر گہڑی ہر پہر ہر اک پل روان ہے آنسو کا تار اپنا

ملے تو ابکی نہ چھوڑ دونگا مین کہ مین بھی مخمور نام کاہون
لگاکے چھاتی سے ہمکو پیارے نکالو نکالو بخار اپنا

غزل داغ

وہ نیم وعدہ کرکے جو خاموش ہوگئے
امیدوار ہوش سے بے ہوش ہوگئے

تلچھٹ بھی آج حضرت زاہد نے صاف کی
محو نوش کیا ہوے کہ بلانوش ہوگئے

کسکی ٹھوکر کا ہے مشتاق مزار عاشق | بے نشان ہو کے ابھرتی ہے یہ تربت کیسی
اپنے آنکھون مین سمایا ہے کچھ ایسا جلوہ | نہین سمرٹی ہی ہوتی ہی صورت کیسی
عکس بھی آئینہ مین چار گھڑی بعد آیا | بڑہ گئی حد سے سوا انکی نزاکت کیسی
خار خار سر بستر سے بچھوتا دامن | رہی کانٹو مین او لجکر تجھے فرحت کیسی
مجھپہ الزام ہے کیون تو نے مرا غم کھایا | اور ہوتی ہے امانت مین خیانت کیسی
عیش و اقبال عجب چیز ہے ہم دیکھتے ہین | چار ہی دن مین بدل جاتی ہے صورت کیسی
حور سی بحث نہین ہان یہ بتا ای زاہد | لاکھ وہ لاکھ مین ہو ایک وہ صورت کیسی
دوست یکرنگ دو یک جا کہین مل بیٹھین | لطف کے ساتھ گذر جاتی ہے صحبت کیسی
دہمکیان دیتے ہو تم جذبہ دل کو ای داغ | بندہ پرور یہ محبت مین حکومت کیسی

غزل مخمور

ای پیارے حبیب خدا مجھے اپنا جمال دکہا دیجے | کیون بند سی پردہ ہے آقا چہرہ سی نقاب اٹھا دیجے
دل آتش ہجر سے جل تو چکا اب جان کی نوبت آپہونچی | کب تک یہ جدائی ہجر جلا اب شربت وصل پلا دیجے
ہون جان بلب آپکے عشق مین کیون اتنا غافل ہیجے جی | ای شافع مطلق کے پیارے ہے پیر درد کی جلد دوا دیجے
ہی دلمین کہ شام و سحر رہے گنبد اقدس پیش نظر | رہون کرتا زیارت آٹھ پہر مرا قبلہ اسکو بنا دیجے
آنکھون کو ہی شوق ملک عرب دلمین ہی تمنای یثرب | نہین شاہی شاہی ہے مطلب مجھے اپنا گدا بنا دیجے
دنیا کی پڑا ہون جھگڑے مین غفلت کا پردہ آنکھون پر | ای پیر و نگیر خدا کیلیے دلسے وہ پردہ اٹھا دیجے
ہی دلمین تمنا ہی میرے یثرب ہی مین میرے تن بنے | بس پیارے مجھے وصل علی تھوڑی سی مجھکو [illegible]
یارب ہے مجھے اسد رحمہ جنون ہی کہتا ہون کہ وہ دشت پھرو | ہین آپکا احمد مفتون ہون احمد نگر کا پتا دیجے
دریا [illegible] مین غرق ہون بیکس ہون مین ناچار ہون مین | ای بحر کرم ہان بہر خدا مجھے ڈوبتے ہوئے کو تیرا دیجے
مخمور حزین و خستہ جگر دور بیٹھا دکن مین ہے مضطر | ای رلو تمای جن و بشر او سی شہر مدینہ پتا دیجے

غزل

دیکھو ترچھی نظر سے ذرا اسنو تمھی ہسی | انکا لکیسی یہ بانکی ادا اسنو تو سہی
رقیب خوش رہین تمسے ہم اٹھم ناشاد | بہی تمہیں الفت ہے کیا اسنو تو سہی

غرور عمر مناسب ہے چارون کے لیے — کسیکا حسن ہمیشہ رہا ہے تو سہی

[illegible] نہیں ہرگز — کرو تو مشق ستم میرے جانب ذرا سنو تو سہی

سوال کرتے ہی بوسہ کا منہ کو پھیر لیا — ذرا سی بات پہ کیون ہو خفا سنو تو سہی

ہمارے رونے پہ ہنسنا تمہین نہین لازم — کسیکو بھی تمنے دیا سنو تو سہے

غزل آزاد

عشق نے کی تاثیر عجب کچھ حیرت ہے کچھ حسرت ہے — ہمتو تمکو پیار کرین اور تمکو ہمسے نفرت ہے

حسن و ادا اندور و کرشمہ شوخی و غمزہ شرم و حیا — ایک ہی دل ہے گاہک لاکھون کسکو دون حیرت ہے

آنکھ مین آنسو لب پر نالہ دل مین طپش اور چہرہ زرد — پوچھتے کیا ہو حالت کیا ہے دیکھو جو کچھ صورت ہے

عقل و خرد تسکین و تحمل ہوش و حواس و تاب و توان — عشق مین تیرے سب کچھ کھویا جان کی آخر نوبت ہے

چاہے ستاوے یا نہ ستاوے لطف کرے وہ یا کہ — عشق کئے پر شکوہ کیا آزاد خلاف مروت ہے

من طبع زاد نواب احمد اللہ خان بہادر نبیرہ خان ایران المتخلص نوید

صورتِ والشمس باشد روے تو — معنی واللیل مشکین موے تو

جان و دل قربان ہووے موی تو — سجدہ گاہ من خم ابروے تو

[illegible] گل چشم جان [illegible] — گر نسیمے ور صبا خوشبوے تو

آرزو دارم کہ باشد مدفنم — یا محمد مصطفیٰ در کوے تو

آمدہ در شانِ تو خلق عظیم — کے توانم کرد وصف خوے تو

طوطیاے چشم مے داند نوید — یا رسول اللہ خاک کوے تو

ایضاً

گلے کس سے کرین مہر و وفا کے — غضب ہے تم تو عادی ہو جفا کے

جلاتے ہین دل مردہ کو دم مین — لب جان بخش اوس معجز نما کے

میرے بازو نہین ہو وہ نازنین ہاتھ — دعا کرتا ہون یہ ہاتھین اوٹھا کے

کہو اوسے فنا کردو خودی کو — جو طالب ہین یہان آب بقا کے

کف افسوس ملتا ہو نہین پیارے
چھپائے ہاتھ جو تم نے دکھا کے

پریشان خواب سے ہم کیون نہ اوٹھین
ہین سودائی تیرے زلف دوتا کے

بنا ہو پھیر جو گم ہونے کا دل کے
کئے آنکھین وہ نیچے مسکرا کے

گلہ کس سے نوید اپنے برے کا
کہ ہین مضمون سب قدر و قضا کے

غزل نوید

نہ ہو کیونکر دل وحشی کو سودا زلف پیچان کا
کہ آہو شوق سے چرتا ہے سبزہ سنبلستان کا

گرا بیخود ہو سر کے بل سمجھ کر آیت سجدہ
جو آیا ذکر محفل مین خم ابروے جانان کا

گلے لگ کر رہا کرتا ہمیشہ جامہ زیبون کے
بنایا کیون نہ خیاط ازل تکمہ گریبان کا

نہین پنہان مسی مالیدہ لب مین گوہر دندان
نمایان ابر تر مین ہے جلوہ برق درخشان کا

ہزارون انگلیان اوٹھین تیری ابرو کی
ہوا سبکو یقین بالکل ہلال عید قربان کا

خدا جانے صبا تو نے چمن مین کیا سکھائی ہے
ہوا ہر گوش گل کا لال غنچہ ہر گلستان کا

نقاب اولٹا رخ رنگین سے ہنس کر جب کہ گل رو نے
ہوا معلوم دروازہ کھلا گلزار رضوان کا

کبھی کٹتا ہے ہر اک زلف و رخ کو دیکھ کر تیرے
نیا پیدا ہوا پھر ربط ہندو اور مسلمان کا

قواعد صف بصف کیا خوب ہوتی ہے
تیرا دیدہ ہے کیا اے شوخ افواج فرنگان کا

ازل سے ٹل گئے ہین جرم سب نظر شفاعت مین
عجب کیا گر سبک ہو جاوے پلہ بار عصیان کا

زبان ہے اے نوید ان شعلہ رخسارون کی
رولائیگا دہوان بنکر تصور زلف پیچان کا

غزل نوید

کاکل مشکین کا سودا ہو گیا
زیر پا وحشت کا صحرا ہو گیا

دیکھ کر آئینہ رخسار کو
بیٹھے بیٹھے مجھ کو سکتا ہو گیا

شوخ چشمون کے تصور مین مجھے
بستر اپنا مرگ چھالا ہو گیا

کیا تیری رفعت کا پایا ہے بلند
درجۂ قوسین ادنی ہو گیا

ہمسری کیا کرے جبریل سے
سدرہ جو تخت سدہ ہو گیا

غزل

دلون مین کہتے سنتے سے عداوت آہی جاتی ہے
صفائی لاکھ ہو لیکن کدورت آہی جاتی ہے

دل رنجیدہ کہتا ہے نہ ملیو یار سے لیکن
جب آنکھین چار ہوتی ہین مروت آہی جاتی ہے

جو دیکھا آپ کو مین غیر سے جب تو ہنستے لتے
نہین کچھ واسطہ لیکن حرارت آہی جاتی ہے

نہ کہہ اے شیخ تو ہمکو ملامت عشق بازی سے
جو آنکھین حسینون پر طبیعت آہی جاتی ہے

بناوٹ کی نہین نازک مزاجی کچھ حسینونکی
خدا جب حسن دیتا ہے نزاکت آہی جاتی ہے

برابر دوستی نبتی نہ دیکھا ہمنے دنیا مین
کسو سے ہو کوئی رنجش کی صورت آہی جاتی ہے

خدا آباد رکھے اس شہر کو پھر غنیمت ہے
نظر کوئی نہ کوئی اچھی صورت آہی جاتی ہے

غزل داغ

گر میرے بت ہوش ربا کو نہین دیکھا
اوس دیکھنے والے نے خدا کو نہین دیکھا

رہبر کے غرض کیا ہے جو منزل نظر آوے
کعبہ مین کبھی قبلہ نما کو نہین دیکھا

سمجھا ہے شب ہجر عدو کو وہ قیامت
ظالم نے ابھی روز جزا کو نہین دیکھا

جنت ہے مگر خانۂ دشمن بھی آطھی
آئی ہوئی اس گھر مین قضا کو نہین دیکھا

جس شکل سے ہنستے ہین میرے حال پہ احباب
روتے ہوے یون اہل عزا کو نہین دیکھا

اتنا تو بتا دے مجھے اے ناصح مشفق
دیکھا ہے کہ اس ماہ لقا کو نہین دیکھا

اب ہے یہ نظر شوخ مین ہمکو نہین دیکھی
اسطرح تغافل مین حیا کو نہین دیکھا

اغیار کے نالے تو بہت ہمنے سنے ہین
مظلوم کی تاثیر دعا کو نہین دیکھا

یہ ارشکو رہے خاک نشینو نسے کدورت
اپنی بھی تو نقش کف پا کو نہین دیکھا

افسوس کہ فرصت کے کبھی غور سے تمنے
افسانۂ ارباب وفا کو نہین دیکھا

جب داغ کو ڈھونڈھا کبھی میخانہ مین پایا
گھر مین کبھی اوس مرد خدا کو نہین دیکھا

تیرے ثانی اگر کوئی بشر ہووے تو مین جانون
بشر کیا چیز ہے پیاری پری ہووے تو مین جانون

تیری واہی مزاجی کا مجھے ڈر ہے اری پیاری
اگر مین جان تک دیدون قدر ہووے تو مین جانون

رقیبوں سے ذرا چھپکر مرے آنکھوں میں آبیٹھو
اگر کوئی لاکھ ڈھونڈے خبر ہووے تو میں جانوں

عداوت سے مری پیار نہ کہوں تمکو حاصل ہے
اگر تم زہر دے دیکھو اثر ہووے تو میں جانوں

چھپاتے منہ کو کیوں اپنے ذرا دکھلاؤ پیارے
میاں اشفاق کے ہمیں نظر ہووے تو میں جانوں

غزل مست

ہے کون جسنے عشق بتوں کا کیا نہیں ۔
ہے عشق وہ بلا کہ کسی سے چھٹا نہیں ۔

عاشق ہوں تیرے حسن کا سودا ہوا نہیں
یہ درد لا علاج ہے ہوتی شفا نہیں

زاہد شراب پینے دے مسجد میں بیٹھکر
یا وہ جگہ بتا دے کہ جس جا خدا نہیں

دنیا میں کیا کیا ہے نہ کی ہمنے عاشقی
کسنے نہ ان بتوں کو دل اپنا دیا نہیں

عاشق نہیں ہے وہ کہ جو رسوا ہوا نہیں
کسکی زبان پہ یار تیرا تذکرہ نہیں

شاہ دکن کی عمر و اقبال ہو فزوں
اے مست کون ہے جو یہ دنیا دعا نہیں

وحشت

پردیسی نکل آؤ تو سہی بیٹھا ہے یہ عاشق درشن کو
وہ ایسی مورت غنچہ دہن دکھلا دے خدا اچھوں کو

موسی کو بچا کوہ طور جلا تجلی سے دکھا کر رخ اپنا
اے جان جہاں کر اتنا کرم مت آگ لگا اس تن کو

اس شب تو بیا ای ماہ لقا کیا خوب جا ہے خانۂ دل
وحدت کی لو مے بھر بھر کے پلا ساقی وہ دکھا دے جو ہمکو

مر وہ ہے دل ناشاد مر اگر جا تو مسیحا اتنا کرم
کر شاد مجھے جلدی تو پیا چھو کر تو لگا جا دفن کو

اب وہ ہیں تری خمار صنم ہے چشم وہ آہو در ستم
جادو سے نگہ کا بہالا لے وحشت تو چلی درشن کو

غزل فیض

غم زلف رسا ہے اور میں ہوں
ہر اک دن رتجگہ ہے اور میں ہوں

تصور آپ کا ہے اور میں ہوں
خدا اکا سامنا ہے اور میں ہوں

موئے پر بھی نہ چھوٹا عشق گیسو
لحد میں اژدہا ہے اور میں ہوں

نہیں کوئی مقیم کوئے جانان
مگر اک نقش پا ہے اور میں ہوں

کیا دعوی خدائی کا بتوں نے
گواہ اسکا خدا ہے اور میں ہوں

طواف کعبہ رخ ہے شب و روز
کمر کی جستجو نے کر دیا گم
کروں کیوں کر نہ میں صنم پرستی
ہوا خلوت سرا ہے یار میں یار
نہیں ہمتی خدایا گشتئے عمر
گئے دن رندی و شوخی کو اے فیض
یہ عیب نہایت ہے جو ہوا میں بلا ہو
تھا آج کا وعدہ تو کہا آؤنگا میں کل
کل کل مری بیکل ادسی کرتی ہی کروں کیا

مقام با صفا ہے اور میں ہوں
عدم کا راستہ ہے اور میں ہوں
مقابل آئنہ ہے اور میں ہوں
مکان دل کشا ہے اور میں ہوں
تلاش نا خدا ہے اور میں ہوں
فقط ایک انزدا ہے اور میں ہوں
بے نوری سے ابرو کی نہ خوبی میں خلل ہو
جب تک وہ گل دیکھے کیونکر مجھے کل ہو
یارب دل نالاں کو کسیطرح سے کل ہو

من تصنیف مولوی عبد الرزاق نصر

جلوہ میں نجم میں گویا قمر میں ہم
رہتے ہیں بے نصیب جو اوس گل کی دید سے
منظور ہے تجھے یہ ستمگر تو دیکھ لے
جب سے کئے ہیں دیدہ دل میں کسیکے جا
کیا ہم کو خوف و بیم ہو مرنے کے نام سے
بے آبرو فریبۂ عالم کو دیکھ کے
ہیں شعلہ رو سکے عشق نصر میں اے ہم
اے شاعرو نزاکت معنے سے اندنوں
اے نصر عشق مطبع جانان میں آجکل

ظلمت میں شام شام میں گویا سحر میں ہم
گلشن میں نخل نخل میں گویا ثمر میں ہم
سینہ میں آہ آہ میں گویا اثر میں ہم
آنکھوں میں نور نور میں گویا نظر میں ہم
عاشق میں جان جان میں گویا جگر میں ہم
دریا میں سیپ سیپ میں گویا گوہر میں ہم
پتھر میں آگ آگ میں گویا شرر میں ہم
دلبر میں جسم جسم میں گویا کمر میں ہم
پرچہ میں حال حال میں گویا خبر میں ہم

داغ

ہائے پنہاں کہاں یہ غم جانان ہوگا
ہو کے ظاہر تو کیا عشق کے نے یک جنبش بیا

خانۂ دل بھی کوئی روز میں ویران ہوگا
حسرت اس دل میں کہ جسمیں یہ پنہاں ہوگا

منحصر دل ہی پہ رکھتا نہ محبت تیری
میں نہ سمجھا تھا کہ کمبخت پشیمان ہوگا

کوستا ہون جو نصیبون کو تو کہتا ہی وہ شوخ
پھر محبت نکریگا اگر انسان ہوگا

جسقدر آج ستاتا ہے ستا دے ہمکو
روز محشر میں تو کل اے شب ہجران ہوگا

دم میرے آنکھون میں اٹکا ہے دیکھو تو سہی
کیا مسی سے تیرے درد کا درمان ہوگا

زندگی عشق میں مشکل ہے تو مر جائینگے
اب سے وہ کام کرینگے جو کہ آسان ہوگا

اب کہان لخت جگر سینہ میں اے دیدۂ تر
اور نہ ہوگا تو مرے گوشۂ دامان ہوگا

آپکے سر کی قسم داغ کی پروا ہی نہین
آپکے ملنے کا ہوگا جسے ارمان ہوگا

غزل آغا

نماز کیسی کہان کا روزہ ابھی مین شغل شراب مین ہون
خدا کی ہو یاد کسطرح سے بتون کے قہر و عتاب مین ہون

نہ چھیڑو اسوقت مجھکو زاہد نہین موقع یہ گفتگو کا
سوار جاتا ہے وہ شرابی مین حاضر اسکی رکاب مین ہون

شراب کا شغل ہو رہا ہے بغل مین پاتا ہون مین کسیکو
مین جاگتا ہون یا سو رہا ہون خیال مین ہون کہ خواب مین ہون

کبھی نمازی کبھی شرابی کبھی رند اور کبھی ہے زاہد
خدا کا ڈر ہے بتون کا کھٹکا عجب طرح کے عذاب مین ہون

قیامت آنیکا ڈر ہے کیا تردد اور فکر کیا ہے آغا
حساب کیا کوئی مجھسے لیگا بتاؤ مین کس حساب مین ہون

غزل ذوق

پر کترنے کو جو صیاد نے چاہی مقراض
ہاتھ ملتی تھی مرے حال پہ کیا ہی مقراض

بحر و بر مین نہین کسکو ہوس قطع برید
ناخن شیر ہے خنجر دم ماہی مقراض

گل کترتے ہین ہزارون تری آنکھین کافر
ہے عجب طرح کی ایک تیز نگاہی مقراض

کیا زبان چلتی ہے اوس بزم مین گویا کہ مگر
منھ مین ان کے یہ زبان ہے کہ الٰہی مقراض

محض جوڑ یہ مرا سارا اکثر کر ہیت کا
دیگی اس ظلم کی محشر مین گواہی مقراض

پاس کیا قطع تعلق مین کہ یکسان سمجھے
قطع مین کسوت درویشی و شاہی مقراض

رشتۂ عمر کیا قطع سراسر اے ذوق
اوسکے شمع کی دل کی سیاہی مقراض

غزل قادر

نہین ہے رات سو بیکلی صنم شرماے جاتے ہین
نہ سہکر وصل کی آفت صنم گھبراے جاتے ہین

اری ساقی پلا دار و نکر تو وصل مین دیری
ہماری اب طبیعت کو صنم آزماے جاتے ہین

تری چوٹی و زلفون کے پڑے بل جیسے کالے مار
تمامی مار صحرا کے صنم لہراے جاتے ہین

ہوا جب سینہ سی سینہ ملا جب منھ سی منہ جاکر
یہ عین بوسہ بازی مین صنم الجھای جاتے ہین

پسینہ منہ پہ جب آیا گویا شبنم گری منہ پر
حیا سے ہمکو بس تب کر صنم فرماے جاتی ہین

ہوئی یہ رات سب انکو برابر رات محشر کی
کہ بل کھا کھا کے بستر پر صنم تڑپا ہی جاتے ہین

مزا جو ماہرو کا تھا وصل مین خوب ہم پایا
نئی شب مین ستو تا در کے صنم گھبرا ہی جاتے ہین

غزل لطف

عشق مین ہون نہ رند و نہیں نہ ہی خوار و نہیں ہون
اے تنو بندہ خدا کا ہین گنہگار و نہیں ہون

کوئی مونس ہے مرا اور نہ کوئی ہے غمگسار
غم مرا غمخوار ہے مین غم کی غمخواری مین ہون

جو کوئی لیتا ہے مجھ کو پھیر دیتا ہے مجھے
مین عجب ایک جنس ناکارہ خریدار و نہیں ہون

مری ملت ہے محبت میرا مذہب عشق ہے
خواہ ہون کافر یا ہین خواہ دیندار و نہیں ہون

اے لطف مین کیا کہون تجھ سے کہ جو کچھ ہو سو ہون
لیکن اپنے فخر دین کے کفش بردار و نہیں ہون

غزل داغ

سب تم اچھے ہو تم سے میری قسمت اچھی
ابھی کمبخت دکھا دیتی ہے صورت اچھی

حسن معشوق سے بھی حسن سخن ہے کمیاب
ایک ہوتی ہے ہزارو نہیں طبیعت اچھی

میری صورت بھی جو دیکھا تو کہا غش کھا کر
یہ برا شخص ہے اسکی نہین طینت اچھی

ہر طرح دل کا ضرر جان کا نقصان دیکھا
نہ عداوت تری اچھی نہ کہ الفت اچھی

دیکھنے والون سے اندازہ کہین چھپتے ہین
ہمکو پردے مین نظر آتی ہے صورت اچھی

میری تربت پہ یہ ظالم نے کہا بیچتا کر
ملگئی عیش ابد کی تجھے فرصت اچھی۔

چھوٹ کو روے انطاہر جو لحد پر دشمن
اس بہانے سے بنائے میری تربت اچھی

بہر بازار فروشی تو خریدار بہت
بیچ ڈالو اوسے ملجائیگی قیمت اچھی۔

روز روز سے بھی کہین داغ حسین ملتے ہین
اپنے نزدیک تو ہے سب سے اطاعت اچھی۔

غزل لاعلم

جان پر تم فدا کرتے ہین بیجا نہین کرتے۔
رنج آپ ہمیں دیتے ہین اچھا نہین کرتے

غیرون سے اچھے آتے مین پیغام شب و روز
ہم وہ ہین کہ ان باتون کا چرچا نہین کرتے

اللہ ذرا منھ سے دوپٹہ کو اوٹھا دو
تماشق سے شب وصل مین پردا نہین کرتے

دل چھین لیا ایک جوان عربی نے ۔ و لہ
کی ہدنے ہا شمی و مطلبی نے

کیا خبر تم کو ہمین نہین جانتے	تم تو گھبراؤ ادسے لاتے ہین ہم
اب تو کچھ خوف خدا کر تو ذرا	بیکس و مایوس کہلاتے ہین ہم
کیون پریشان ہوتی ہے تو ای پری	صبر کر کچھ تو ذرا لاتے ہین ہم
کیون ہوے بیزار ہم سے ای بتو	لو خدا حافظ چلے جاتے ہین ہم

ٹھمری

مجھکو رعیت کر کے لوٹا سکھی ری مین تو اب نا رہون گی نگر مین
سکھی مین تو اب نا رہون گی نگر مین - چارون مقدر اپنی
اپنی پانچون کی ہے یہ باری - سکھی مین تو - وہان جا کے پیاری
کیا تو کر بگی چھوڑو نہ سنگت ہماری - سکھی مین تو اب
نا رہون گی نگر مین -

ٹھمری

یہ ہٹیلا من موسے مجھسے مانت ناہین کا کرون - کا کرون کا کرون رے
یہ ہٹیلا من موسے مجھسے مانت نہین -
کرمون لاگی ہاتن جوڑی پاون لاگی سیس - ایسا کور ابھلا
جیسے جانت نہین مین کا کرون رے -

ٹھمری

کن مارو رے مہر و ماہ پاپی - کن مارو رے - مندر مین
یکسندر روے بچھڑ تو گیا مورا رام - کہت کبیرا سُن بھی
سادوان تو رے پوت رانی جوڑ -
ہاے کن مارو رے -

ٹھمری

دکھوا مین کس سے کرون سو ہے سجنے - تڑپ تڑپ
پیا تک سو جات جیسا بیا بن کل ناہین برسے - یک گھڑی بلا چین
مار دکھوا مین کیسے کرون موسے سجنے - تارے گن گن دکھوا مین کس سے کرون سجنے

ٹھمری

اب آئی مائی مورے گھر بسنت - کوئیل کوکے ڈالی ڈالی پیو پیو پیا پکاری
اب آئی مائی مورے گھر بسنت -

ٹھمری

کر لے سنگار چتر البیلی ساجن کے گھر جانا ہوگا -
بین تورے سیاں بن توری واکو بین توڑ اعمر گذار ہوگا کرلے سنگار -

ٹھمری

مولا مورے نیا پار لگائے - خواجہ موری نیا پار لگائے -
رات اندھیری پیرن ہون اکیلی - مکہ مدینہ کا راہ لگا دے -
گہر ندیا ناؤ پرانی - گھوبٹ یا مورے پار لگائے -

بھیرویں

درد جو اٹھا رین رہون - مورے پیا کے آون کے لئے
برہان گذرے پیا کو سنگ لئے اورے - نکسوی جات جیا اوپیا درد
جو اٹھا رین رہون -

ٹھمری بہار

کنگنوا مورا ترس ترس گیو رے - جانے نہین دونگی جوبن رس لونگی رے -
کمر پتلی سی لچک گیو رے -
چھوڑو چھوڑو بیاں - بن گالی دونگی سیاں - ہمارا دل کیسے گھٹ گیو رے
کنگنوا مورا ترس ترس گیو رے -

ٹھمری کافی

گوری کھولدے جھٹ پٹ گھونگٹ کا - مورا من توری لٹکن بین اٹکا
انترہ اری ایری گجریا جھم جھم بچھوا باج رہی - بولے بور بور لوزے
انوٹ کا گوری کھولدے -
انترہ اری ایری گجریا ٹونا بھرا تورے نینن بین - نینن جادو سنین ٹیکا

گوری کہولدے ۔

انترہ اری ابری گجریا لٹک لٹک لٹ جہوم رہی ہے فرحت کا دامن من اٹکا
گوری کہولدے ۔

ٹھمری بہیروین

پیا آون کی بہین بربات درو جو اٹھا رہی رہون ۔ بھلا درجا ۔

انترہ تاباں پیارے بیگ ملاؤ نکسا جات موراجیا ہو پیا درد جو اٹھا رہی رہون

ادھا کافی

ترچھی نجریا دکھائے جاؤ جنبیان ہو ۔ ترچھی نجریا ۔

انترہ ان نینون کی ماری مرت ہون دلپر کٹریا لگائے جاؤ جنبیان ۔ ترچھی نجریا

انترہ ۔ تن من بین مورے آگ لگی ہے ۔ ایسی لگی کو بجھائے جاؤ جنبیان ترچھی نجریا

ایضاً

روکے ہر نٹ گہٹ بٹ پنگہٹ کی

موری لپٹ جہپٹ مٹکی پٹکی ۔ روکے ہر نٹ گہٹ بٹ پنگہٹ کی ۔

انترہ ۔ سن ابری سکھی ری بہٹ پٹ گہونگٹ اولٹ دیو ۔ موری دوس
بہپٹ بہیان جہٹکی ۔ روکے ہر نٹ گہٹ بٹ پنگہٹ کی ۔

معذرت بعض ان شعرا کی خدمت مین معذرتکا خواستگار ہون جنکی غزلین میرے گلدستہ مین
شریک کرکے کیونکہ اکثر غزلون کے شعر تخفیف کئے گئے ۔ اور سوائے اسکے بہت جا
صحت مین غلطی ہوئی ہے ۔ لہذا امیدوار ہون کہ میرے حالیدماغ شاعر میرے اس
معذرت کو قبول فرماکر اس ناچیز گلدستہ کی رونق کو دو بالا کرین راقم گلدستہ
جنکے کتاب ہیرے ہجرت ہوا ان مسروقہ سمجھنا چاہیئے ۔

الله

یون لاؤ آن ہم دل صدپارہ ڈھونڈ کر
دیکھا جہان کہین وہین ٹکڑا اوٹھا لیا

حصہ دوم

گلدستہ دلکش

بار سوم

مرتبہ

محمد عبدالرزاق تاجر کتب واقع پتھر گٹی عقب کچہری دار القضا

مطبوعہ مطبع فخر نظامی

اطلاع ضروری

گلدستہ دلکش کے چاروں حصہ باضابطہ داخل جسٹری ہو چکے ہیں کوئی صاحب بلا اجازت راقم قصد طبع نفرماویں۔ راقم مرتبہ گلدستہ

گلدستہ جدید قابل دید

گلدستہ دلکش حصہ اول	۴ر	جلسہ محمدی حصہ اول	۱۶/
گلدستہ ″ ″ دوم	۴ر	″ ایضاً دوم	۱۶/
گلدستہ ″ ″ سوم	۴ر	″ ایضاً سوم	۱۶/
گلدستہ ″ ″ چہارم	۴ر	″ ایضاً چہارم زیر طبع	۱۶/
سہرۂ دل عزیز	۴ر	دیوان لعل	۱۲/
رنگین غزلیں	۴ر	دیوان خاکی	۱۶/
سریلی غزلیں	۱۲ر	یادگار دستگیر	عا/
گلدستہ دلپسند	۱ر	گلدستہ محبوب دکن	۱۴/
گلدستہ دلسوز	۴ر	گلدستہ	
گلدستہ سحر خورشید	۴ر	″ محمدی	۱۸/

المشتہر

محمد عبدالرزاق تاجر کتب پتھر گٹی قریب کچہری دار القضا

این کتاب میر محبوب علی است
اگر کسی دعوا کند باطل است

بسم اللہ الرحمن الرحیم

القصیدة فی حمد باری تعالی عز اسمه

الحمد لمن قدر خیرا ونجالا — والشکر لمن صور حسنا وجمالا
فرد صمد عن صفة الخلق بری — رب ازلی خلق الخلق کمالا
ذو المجد وبالجود وبالمجد تجلی — ما مال عن العدل ولا نال ملالا
ذو القوة ذو الفضل وذو الطول ملیک — ما دحت الارض جنوبا وشمالا
لا شبه لا مثل ولا کفو لمولی — لا ولد ولا والد لا عم وخالا
لا ضد ولا ند ولا حد لربی — لا انت لما کان ولم یلق زوالا
لا شک لمن صور مثلا ونظیرا — من قال سوی ذلک فقد قال محالا
لا قبل ولا بعد ولا وقت زمانا — لا مانع لا حاجة لله تعالی
ارسلت الینا نبیا عربیا — للخلق هدایة وللشرک ازالا
یا رب نزلنا وانتهم برضاء — ما دام سماء وبها حل جلالا
ایاک طلبنا ولنعماک سألنا — تالله وبالله لما خاب سؤالا

مخمس

لیے ہیں ہاتھ میں جب سے کسی ٹھاکر کا دامن ہم | صنم ہم دیر ہم بت خانہ ہم بت ہم برہمن ہم

پوجاری کسکے ہو بیٹھیں کریں اب کسکا درشن ہم | کہیں اب پاربتی مہادیو رام لچھمن ہم

لگا کر جس کا ماتھے پر دکھا دیں کسکو بن ہم

کریں اب کسکی پوجا اور چڑھا دیں کسکو چندن ہم

ہمی گل ہیں ہمی بلبل ہمی ہے شمع پروانہ | کدورت آئینے کی دل کی صفائی سے ہے کاشانہ

ہمی ہم ہیں ہمی ہم ہیں نہیں ہے غیر بیگانہ | در و دیوار نظروں میں ہے اپنے آئینہ خانہ

کیا کرتے ہیں گھر بیٹھے ہی اپنا آپ درشن ہم

صنم ہم دیر ہم بت خانہ ہم بت ہم برہمن ہم

مودت ہے تو اپنے سے خصومت ہے تو اپنے سے | مروت ہے تو اپنے سے کدورت ہے تو اپنے سے

حکایت ہے تو اپنے سے شکایت ہے تو اپنے سے | محبت ہے تو اپنے سے عداوت ہے تو اپنے سے

ہمی ہیں آپ اپنے دوست ہمی ہیں اپنے دشمن ہم

صنم ہم دیر ہم بت خانہ ہم بت ہم برہمن ہم

تمنا فضل کی ہے اور نہ کچھ اجلال سے مطلب | ہوس ہے بادشاہی کی نہ ہمکو مال سے مطلب

نہ خواہش ہے کرامت کی نہ کچھ اقبال سے مطلب | نہ قیل و قال سے مطلب نہ شغل اشغال سے مطلب

مراقب اپنے رہتے ہیں جھکا کر اپنی گردن ہم

صنم ہم دیر ہم بت خانہ ہم بت ہم برہمن ہم

ضعیفی میں ہوئے بیکار ہی اعضا ہر ایک تن کے | سٹے ہیں پشت کو دیدے جھکے گردن کے یہ ہیں منکے

سراپا پائمال افتادگی ہے نقش پابند کے | لب اوٹھتے ہیں اوٹھانے سے کسی شیخ و برہمن کے

در دلبر پہ اپنے مار کر بیٹھے ہیں آسن ہم

صنم ہم دیر ہم بت خانہ ہم بت ہم برہمن ہم

خدایا جلوہ گر آتے ہیں گھر کوچے [illegible] | نظر میں ایک [illegible] کے رہتے ہیں [illegible]

کدورت سے مصفا کرتے ہین ہم دل اپنے
رہا کرتے ہین پھرون محو نظارہ مین ہم اپنے
سراپا ہو رہے آپ تو اپنے آپ در بن ہم

جسے دیکھے تھے آنکھین کھول وحدت مین ہم تھے وہ
ہوے عاشق ہے جن کے آکے اشرف بین ہمی تھے وہ
اکیلا جسکو پایا پاس خلوت مین ہمی تھے وہ
ہوا ہے فیض عالم یک مدت مین ہمی تھے وہ
کیا کرتے تھے جسکے نام کی دن رات تمرن ہم
صنم ہم دیر ہم بت خانہ ہم بت ہم برہمن ہم

غزل مسکین

اے نگہ در شمع رویت عالم پروانہ
در لب شیرین تو تہ ریست در ہر خانہ
من بچندین آشنا را مینحورم خون جگر
آشنا را حال اینست ولے بر بیگانہ
منزل غم ہائے تو شد سینہ ویرانہ من
لاجرم باشد ہمیشہ گنج در ویرانہ
ماہ من گر می توانی رحم کن بر بیدلان
کز تو باند این حکایت در جہان افسانہ
غو د بمسکین گر گناہے مے کند عیش مبین
عیب کے باشد گناہے می کند دیوانہ

خمسہ

بے رنگ روزگار کبھی ہے کبھی نہین
دیوانہ اشکبار کبھی ہے کبھی نہین
جوبن یہ وہ نگار کبھی ہے کبھی نہین
رنگ عذار یار کبھی ہے کبھی نہین
دو دن کی ہے بہار کبھی ہے کبھی نہین

اپنی عجب طرح سے گذرتی ہے زندگی
دن بھر جو آپ مین ہین تو شب بھر ہے بیخودی
پیتے ہین خون دل کبھی کرتے ہین میکشی
دنیا دو رنگ ہے کبھی غم ہے کبھی خوشی
اس باغ کی بہار کبھی ہے کبھی نہین

گذرا جو حال عشق مین شاہد ہے اشتیاق
اپنے پر آئے ہو گئے سب ہے ہو لنفاق
برسون بھی خاک چھانی ہوا جب یہ اتفاق
شب کو ہمیشہ وصل ہے دن کو سدا فراق
پہلو مین اپنے یار کبھی ہے کبھی نہین

مرتے ہین انتظار مین جلدی سے لے خبر
کبر و غرور اوبت کا فرہبت نہ کر
تجھسے حسین اور بھی ہین بندہ اسے ڈور
اتنا گھمنڈ دولت حسن دو روز پہ

آنکھین لڑانا ہر کس و ناکس سے چھوڑ دو
ہم دل جلون کے کہنے کو ایجان مان لو
جسین کوئی جبر انہ لکھے وہ چلن چلو
ہر دم نہ آزمایا کرو تیغ ناز کو

محفل مین جان نثار کبھی ہے کبھی نہین

جوشِ جنون مین حال جو گذرا کیا کہین
صحرا مین پھرتے ہین کبھی پھرتے ہین یا نہین
خاموش مثلِ بلبل تصویر رہتے ہین
امید ہے کبھی تو کبھی یاس ہے ہمین

اوس گل کا انتظار کبھی ہے کبھی نہین

غزل امیر حمزا

جبکہ مثل نور وہ نور نظر آنکھون مین ہے
جلوہ نور آ گئی جلوہ گر آنکھون مین ہے

جلوۂ حسن صنم آٹھون پہر آنکھون مین ہے
یا کوئی حور حسین مثلِ نظر آنکھون مین ہے

مثلِ حسرت دل مین ہے تشکل نظر آنکھون مین ہے
دل مین ہے اوس کا ٹھکانا اور گھر آنکھون مین ہے

گھونٹ پیتا ہون لہو کے رنگِ محفل دیکھکر
نشۂ الفت ہے یا خونِ جگر آنکھون مین ہے

ایک نقشہ رات دن اپنا ہے سوتے جاگتے
بس یہی صورت تیری آٹھون پہر آنکھون مین ہے

یون مکرنے کو مکر جائین و لیکن وعدہ تھا
حرف حرف اوس خط کا سارا نامبر آنکھون مین ہے

اس محبت نے بھی کیا کیا گل کھلایا دیکھنا
لختِ دل یا نخلِ الفت کا ثمر آنکھون مین ہے

کرتے ہو حمزا عبث دیر و حرم مین جستجو
ہے وہ دل مین جلوہ گر جیسے نظر آنکھون مین ہے

غزل بجر

ایک خاک کے پتلے کا وہ جوبن نظر آیا
خورشید چراغ تہ دامن نظر آیا

جب نے اگر بیان مین منہ ڈالکے دیکھا
دل سے نہ زیادہ کوئی دشمن نظر آیا

ہنستے ہین کہین پھول کہین روتی ہے شبنم
شادی کہین دیکھی کہین شیون نظر آیا

گھر بار لٹا بیٹھے ہین تیرے لئے عاشق
غارت گر عالم تیرا جوبن نظر آیا

بخشے گا خدا بجر کو کس حسن عمل پر
ہمکو تو نہ اچھا کوئی لچھن نظر آیا

غزل حافظ

دست صیاد و دلم آن زخم شمشیر نگاہ
نیم بسمل گشتہ ام یارب شکاری کیستم

دوستان منصور وقتم چو انا الحق میزنم
رشتۂ در گردنم من زیر باری کیستم

عاشق حسن خودم در عشق خود مست آمدم
بیقرار از خود منم من بیقراری کیستم

مظہر حسن جمالم تا کہ عکس روی تو
پس ببین اے دوستان آئینہ داری کیستم

حافظم در مدرسہ وردی گشتم در میکدہ
سخت حیران گرچہ ام من در شماری کیستم

غزل نصرت دہلوی

رحم کر مجھ پر بتِ کافر خدا کیواسطے
تجھکو دیتا ہوں تری جور و جفا کیواسطے

دل جلانا ضبط کرنا طعنے سننا غیر کے
اتنی باتیں چاہیے اہل وفا کیواسطے

ترچھی چتونیں بانکی بر و او مستانہ ہو چال
تمکو یہ سب سیکھ لو صاحب ادا کیواسطے

چھوڑکر عاشق کو کرتے ہو محبت غیر سے ظلم
کم مجھے سمجھے ہو کیا عاشق جفا کیواسطے

دین و ایمان تمنے تو نصرت تمکو دیدیا
اب کہو رکھا ہے کیا روز جزا کیواسطے

غزل داغ

کافر وہ زلف پرشکن اک اسطرف اک اسطرف
پھر اسپہ چشم سحرفن اک اسطرف اک اسطرف

ہنگام رحلت دیکھیے دل کسطرف اپنا جھکے
بیٹھے ہیں شیخ و برہمن اک اسطرف اک اسطرف

دل ایک تھا بیچین آنکھیں تری سفاک دو
شمشیر زن ناوک فگن اک اسطرف اک اسطرف

زلفوں کی یہ سرگوشیاں دلکو بلائیں لائیں گے
غماز ہیں گرم سخن ایک اسطرف اک اسطرف

ہیں مر گیا ہوں وصلمیں حسرت ہو سر پہلو بھی
تکیے ہو دو زیر کفن اک اسطرف اک اسطرف

غیروں کا مجمع اور تم پریوں کا جمگھٹ اور ہم
پہلو بہ پہلو انجمن اک اسطرف اک اسطرف

اترا رہا ہے داغ کیا ہنگام گلگشت چمن
رنگین قبا گل پیرہن اک اسطرف اک اسطرف

غزل امیر

نہ کور باطن ہو اے برہمن خدا تو چشم تمیز دے اگر
خدا کا بندہ بتوں کو سجدہ خدا خدا کر خدا خدا کر

قدم کو لغزش زباں کو لکنت ہے عشق ہاتھوں کو [illegible]
کدھر گئی ہاے وہ جوانی ان آفتوں میں ہمیں پھنسا کر

یہ گلشن تیغ جفا کی یارب ہر ایک لب پہ ہے رغب غالب
ہلال کی ہے خمیدہ گردن سپہر چلتا ہے سر جھکا کر

طبیب سے کوئی جا کے کہدو دوا کی ہے فکر مجکو بیجا
یہ درد دل ہے علاج کیسا خبر ہے کچھ ہوش کی دوا کر

امیر میرے رگ گلو سے تیغ قاتل کی آرزو ہے
ملے وہ آکر جو بعد مدت تو خوب رو کے گلے لگا کر

غزل اشک

کپڑے لہو سے لال ہیں سو کا بنے ہوئے
سوتے ہیں کوئی یار ہیں دولہا بنے ہوئے

انگیا کے بند کسکے جو باندھے ہیں شوخ نے
جوبن کٹوریوں میں ہیں گیند اینے ہوئے

ہوتی ہے ترک مے کہیں ماہ صیام میں
ہم رند ہیں شراب کا تیلا بنے ہوئے

ارمان کسکے دل کے نکلتے ہیں دیکھیے
گہر سے کہیں گئے تو ہیں دولہا بنے

زاہد فریب حسن بتان سے ہو خراب
گٹھے جبیں پہ رگڑے ٹیکا بنے ہوئے

ناحق ہمارے قتل کی جلاد کو ہے فکر
خود ہم غم فراق سے مردا بنے ہوئے

فرقت میں شعلہ نیکے نکلتی ہے آہ دل
کام و دہن ہیں اپنا بہولا بنے ہوئے

افشان چہڑک کے طور کا جلوہ دکھا دیا
آئے وہ شب کو نور کا بکا بنے ہوئے

بستر پہ ہجر میں کسی پہلو نہیں قرار
خود اضطراب دل سے ہیں پارہ بنے ہوئے

ایذا فشار کی نہ اٹھے گی پس از فنا
آفت زدوں کے جسم میں پہوڑا بنے ہوئے

ترسا بچوں کے عشق سے کی ہے دلو نہیں جا
سارے خدا کے گہر ہیں کلیسا بنی ہوئے

پیے گا اور کیا ترے آفت زدو کو چرخ
ہیں استخوان نے جسم تو سرمہ بنے ہوئے

اے اشک پیچ و غم کہاں سنبل کو یہ نصیب
گہونگر سے اون کے بال ہیں گجرا بنے ہوئے

غزل مائل

خدا کو خود میں چھپا لیا ہے یہ اوج کس خاکسار میں ہے
وہ خاک اوڑا ئے ہیں خاک ہو کر کہ لامکاں بھی غبار میں ہے

زمین سے اوڑنا ہوا پہ جانا ہوا سے جہنکر زمیں پہ آنا
یہ سر بلندی فلک پسندی نیاز مندی غبار میں ہے

جو مجھ سے پوچھیں گے کچھ فرشتے جواب دینگے تمام مرے

میرا مزار اس طرح کیا ہے کہ ہر کسی کے مزار مین ہے
ادہر بھی نکلے اودہر بھی نکلے ہوا جو کھٹکا تو در پہ دوڑے
جو کچھ نہین تو پھر آکے بیٹھے عجب مزار انتظار مین ہے

تم اپنی مٹی تم اپنا دامن تم اپنا گیسو تم اپنا جوڑا
قریب آؤ مجھے دکھاؤ کہ دل ان ہی تین چار مین ہے

اسیکا ایک نام ہے حقیقی اسی کا ایک نام ہے مجازی
نہین کسی مین قسم خدا کی مزا جو آپس کے پیار مین ہے

رقیب کی آرزو بدل دے اٹھی اُس بت کی خو بدل دے
مرا مقدر بھی تو بدل دے کہ سب تیرے اختیار مین ہے

یہ عاشقون سے حجاب کیا اوٹھاؤ پردہ دکھاؤ جلوہ
خدا پہ کیونکر چلے حکومت خدا بھی کیا اختیار مین ہے

جو ساری دنیا کی خاک چھانی وہی یہ مائل کی بات مانی
تمام عالم مین ہے جو لذت وہ ایک ناکردہ کار مین ہے

غزل وزیر

کعبہ ابرو دکھاؤ بت خدا کیواسطے
شکل مژگان ہاتھ اوٹھاؤ ہم دعا کیواسطے

پیرہن بھی گر رنگے اپنا تو مٹی مین رنگے
خاکساری چاہئے آتی گدا کیواسطے

لاکھ دروازہ کرے تو بند خط بھیجینگے ہم
روزن دیوار بھی در ہے صبا کیواسطے

زخم کھاؤ یار کی تلوار کا پانی پیو
غیر کا احسان نہ لو آب غذا کیواسطے

بخشدے اپنے کرم سے ای خدا جرم وزیر
مصطفےٰ کے واسطے اور مرتضیٰ کیواسطے

غزل زاہد

یون بھی سجادنیا رنج و غم آہستہ آہستہ
تو ہم بھی جا بسینگے سوئے عدم آہستہ آہستہ

دم آخر تو آ بیٹھی تری امید باقی ہے
نکلتا ہے مرے سینہ سے دم آہستہ آہستہ

ہمارے طایر دل کو پھانسیگی جو خواہش ہی
قیامت رکھتی ہی ڈر ڈر کر قدم آہستہ آہستہ

ترے کوچے مین وہ فتنہ بپا ہے فتنۂ محشر
قیامت رکھتی ہے ڈر ڈر کر قدم آہستہ آہستہ

مریض عشق ہون وہ رفتگی عیسیٰ آنکر غفلت
جدائی مین تیرے لیجاینگے ہم آہستہ آہستہ

بہانہ ضعف پیری کا ہمارا ساتھ کیا ہے
چلے اے زاہد سوئے بیت الصنم آہستہ آہستہ

کمر سے سمت گیسوے رسا پہنچی لگی زاہد
مجھے بھیجیگی وہ سوے عدم آہستہ آہستہ

غزل

جو برگشتہ مجھسے زمانہ ہوا ہے
تو قسمت تیری قیدخانہ ہوا ہے

پرستان مین افسوس دنیا مین جا چھپا
عجب مشتہر یہ فسانہ ہوا ہے

میری جان تو قید مجھ پہ یہ آفت
مقدر کا سارا بہانہ ہوا ہے

میرے بال و پر ہای دیو نوچتا ہے
غضبناک اپنا بیگانہ ہوا ہے

جو چاہا خدا نے تو پھر بھی ملینگے
یہ غم بھی خوشی کا بہانہ ہوا ہے

خدا کے لئے صبر کر میرے پیارے
میرے سے تجھے رنج پانا ہوا ہے

غزل درد

یارو میرا شکوہ بھی بھلا کیجیے اون سے
مذکور کسی طرح سے جا کیجیے اون سے

جون جون وہ رکے ہم تو یونہی آئی ہیں چمن
پھر چھیڑ کے دو باتین سنا کیجیے اون سے

بیزار اگر ہم سے ہو مختار ہو صاحب
دل جس سے ملے اپنا ملا کیجیے اون سے

سو بار یونہی ٹھہر چکے اب کے نہ ملیئے
یون بھی تو نہین ملتی ہے کیا کیجیے اون سے

کیون کہتے نہ تھے درد میان چھوڑیہ باتین
پائی نہ سزا اور وفا کیجیے اون سے

غزل

کم گو سخن کہ خاطر دلدار نازک است
بار گہر نمی کشد این تار نازک است

اے آفتاب بر سر کوئے نگار من
آہستہ رو کہ سایۂ دیوار نازک است

ساقی تو مے بجام بلورین چہ میدہی
گل را بپیالہ کن کہ لب یار نازک است

بسیار گفتگو نہ کنم پیش چشم یار
دانم کہ طبع مردم بیمار نازک است

اسلام چون تو نیست دران جنگ زن رفیع
کافر مشو کہ رشتۂ زنار نازک است

غزل نیاز

رفتم اندر تہ خاک آتش تبانم باقیست
عشق جانم برابود آفت جانم باقیست

سر و سامان وجودم شرر عشق بسوخت
زیر خاکستر دل سوز نہانم باقیست

کاروانم ہمہ بگذشت ز میدان شہود
زیر نقش کف پا نام و نشانم باقیست

ہستم و جملہ خیالست تمثال سراب
بالیقین من ہمہ وہم و گمانم باقیست

طمع فاتحہ از خلق نداریم نیاز
عشق اندر پس من فاتحہ خوانم باقیست

غزل امیر

یک دل ہمدم میرے پہلو سے کیا جاتا رہا
سب تڑپنے تلملانے کا مزا جاتا رہا

سب کرشمے تھے جوانی کے جوانی کیا گئی
وہ امنگیں مٹ گئیں وہ ولولہ جاتا رہا

آنیوالا جانیوالا بیکسی مین کون تھا
ہان فقط یکدم غریب آتا رہا جاتا رہا

آنکھ کیا موہنی ہے سحر یا اعجاز ہے
یک نگاہ لطف مین سارا گلا جاتا رہا

درد باقی غم سلامت دل ہی پہلو مین نہین
رہگئے نا آشنا سب آشنا جاتا رہا

کھو گیا دل کھو گیا ہونا تو کیا ہونا امیر
جانے دو بس بیوفا جاتا رہا جاتا رہا

غزل ظفر

یون ہی آنکھون سے روان آنسو اگر رکھینگے ہم
موسم برسات کا سا سال بھر رکھینگے ہم

ہمدم جب لیں محبت مین قدم رکھینگے ہم
دیکھ لینا اوس کو بھی نیا سا کر رکھینگے ہم

گذرے ہم اس سر قاتل کیا کرین ہم رکھ کے
ایک سر کے ساتھ کیون درد سر رکھینگے ہم

جان و دل دونون سو تم بھی کھو نے تھے پاس
یان ہجوم غم سے کس کی خبر رکھینگے ہم

دیوانہ وان نیچائے رہنے کا نہین
گر جنون زنجیر سے اوس کو باندھ کر رکھینگے ہم

سمجھے بھی سمجھو ندین گے رات بہر اپنی طرح
شور و غل کوچہ مین تیرے اسقدر رکھینگے ہم

گر نہین صورت دکھاتے بھیجدو تصویر ہی
خیر اسکو بھی ہمیشہ پیش نظر رکھینگے ہم

کر چکے ہین امتحان جب بیوفا کا لاکھ بار
اوس سے امید وفا کیا اے ظفر رکھیں گے ہم

غزل داغ

شغل گر ڈھونڈتے ہو جی کے بہلنے کے لئے
جی مین آ بیٹھو کلیجا مرا ملنے کے لئے

لیکے دل کہتے ہو کیون دین ہے جلنے کے لئے
مل گیا خوب بہانہ یہ مچلنے کے لئے

انہین فرصت بھی نہین گہر سے نکلنے کے لئے
دو پہر چاہئے پوشاک بدلنے کے لئے

غم کی دیوار کھڑی ہو گئی دل کے اندر
میری ارمان ترستی ہے نکلنے کے لئے

شوخی و شرم و ادا ہین تری چھریان ہین
ایک چلنے کے لئے ایک نہ چلنے کے لئے

ساقیا گر کوئی ساغر مجھے دیتا ہے تو دے
آسمان تاک مین ہے رنگ بدلنے کے لئے

وہ بھی کم سن ہین ابھی ان میرا نادان ہے
ایک سے ایک زیادہ ہین مچلنے کے لئے

بزم اغیار مین تم چھپکے نہ بیٹھو اے داغ
چاند چھپنے کے لئے ہے کہ نکلنے کیلئے

غزل خسرو

کافر عشقم مسلمانی مرا در کار نیست
ہر رگ من تار گشتہ حاجت زنار نیست

ما غریبان را تماشائی چمن در کار نیست
داغہائے سینۂ ما کمتر از گلزار نیست

شاد باش اے دل کہ فردا بر سر بازار عشق
وعدۂ قتل است گرچہ وعدۂ دیدار نیست

از سر بالین من برخیز اے نادان طبیب
دردمند عشق را دارو بجز دیدار نیست

خلق میگوید کہ خسرو بت پرستی میکند
آرے آرے میکنم با خلق و عالم کار نیست

غزل ہجر

جنون کے جوش مین نکلے جو گہر سے
ادہر سے ہم چلے پتھر ادہر سے

نظر آتا نہین وہ عید کا چاند
ترستے ہین یہ آنکھین سال بھر سے

خدا کے سامنے شکوہ کرون گا
جو تم غافل ہوئے میری خبر سے

اسے کہتے ہین قسمت کی برائی
صدف دریا مین ایک قطرہ کو ترسے

نہ شیشہ ہے نہ ساغر ہے نہ ساقی
اٹھی ابر اڑ جائے نہ برسے

کدہر قدمون تلے آنکھین بچھاؤن
گذر کرتے ہین کس کس رہگذر سے

کہانتک تو کریگا جستجو مجھسا
کھلا چٹکلا ہے بندلت تسمہ کمر سے

غزل داغ

بیجتل کیا اوس بت کافر کو خدا نے
سمجھے کہ نہ سمجھے کوئی مانے کہ نہ مانے

اے حشر کچھ انصاف بھی ہوگا کہ نہ ہوگا
بیفائدہ آیا ہے جو سوتون کو جگانے

انداز کھے دیتے ہین کشتہ کے تمہارے
لوٹا ہے اسے ناز نے مارا ہے ادا نے

جب ملین تمہارے نہین ہے گہر تو کہان گہر
کیا پوچھتے ہو خانہ خرابون کے ٹھکانے

مایوس ہو ہم تو ہوئے تم رہے ناکام
معمور کیا باب قبول اپنی دعا نے

میخانہ ہے اور داغ ہے اور تشنہ لبی ہے
سوتا ہے رکھے خشت خم بادہ سرہانے

غزل خاموش

دور پلہ مجھ سے نہین ڈھونڈ کے لاؤن تجکو
آپ اپنے کو بھلادیون تو پاؤن تجھکو

دیکھ صورت کو تری ہوش نہین رہتا ہے
اپنا احوال بھلا کیا مین سناؤن تجھکو

آنکھ مین آوے نہ سینہ مین سماوے ہیہات
کونسی چیز ہے کہ جسمین چھپاؤن تجھکو

دل تو چہتا ہے کہ اس طرح رکھون پوشیدہ
خود نہ دیکھون کسے ہرگز نہ دکھاؤن تجکو

حال خاموش سے تجکو بھی سب آگاہی ہے
آپ مین کیا کہون اور کسے کھاؤن تجکو

غزل ہاتف

ترے ستم کی شکایت زبان پہ لا نہ سکے
اٹھائے داغ وہ دل پر کہ ہم دکھا نہ سکے

نہی ہے کیا مری نازک ادا کے نازک ہاتھ
کہ بار رنگ حنا کا بھی وہ اٹھا نہ سکے

ندا یہ پردہ بیت الحرم سے آتی ہے
بتون کو جس نے نہ چاہا خدا کو پا نہ سکے

سنا جو نام تمہارا نکل پڑے آنسو
بڑا وہ درد محبت کا تاب لا نہ سکے

بتون کے عشق مین کہتا ہے گر یہی ہاتف
لکھا نصیب کا اپنے کبھی مٹا نہ سکے

غزل داغ

کلیجا کرے خون وہ دل بھی ہے
تمہارے برابر کا قاتل بھی ہے

نہیں یک دلی سخت مشکل بھی ہے — کہ وہ دل اور یہ دل بھی ہے

جدائی نہ چاہیے بزرگوں سے نباد ے — اگر ہے تو دنیا میں مشکل بھی ہے

چھپاتے ہو مٹی میں کیوں دیکھ پایا — بھی ہے یہی ہے مرا دل بھی ہے

کرے مجھ سے ہر چند وہ بھولی باتیں — مگر جب سمجھونگا کہ قائل یہ ہی ہے

نہ آوے گا کوئی نہ بیٹھے گا کوئی — مگر آپ کا رنگ محفل بھی ہے

سر بزم میں لطف آتا نہیں ہے — نہ پہچانا شاید کہ جاہل یہ ہی ہے

خدا نے بنایا بتوں نے بگاڑا — نہ کعبہ نہ بت خانہ وہ دل بھی ہے

دغا وہ کرے داغ یہ کس نے مانا — مگر آپ کا زعم باطل یہ ہی ہے

غزل آزاد

تلوار تری کر گئی دل اور جگر چاک — ہر پہلو بھی بسمل ہے ادھر چاک ادھر چاک

اس وقت سے گھبرائے ہوئے یاد ہی ہے ما — جس وقت ہوا اس شب وقت سحر چاک

پیوستہ ہے گر تیر تو مت کھینچیے ظالم — تو اس کے لئے میرے کلیجے کو نہ کر چاک

دولت بجز آزار دہے کے نہیں ملتی — کرتے ہیں فقط بت صدف بحر گہر چاک

جو دست جنون تھا وہی اب دست ہوس ہے — دامن ہے ادھر چاک گریبان ہے ادھر چاک

جو رنگ کیا ہے تری تلوار نے ظالم — سر شق ہے گلو پارہ ہے دل خستہ جگر چاک

آزاد کہیں دیکھے ہو استاد کے دیوان — سب دفتر پارینہ کرے اہل نظر چاک

غزل داغ

طور کے پہلو میں یک بتخانہ ایسا چاہیے — چاک ہو دل جلوہ جانانہ ایسا چاہیے

دیکھنا کس لطف سے کہتا ہوں اپنی واردات — حال محشر کہے افسانہ ایسا چاہیے

اس ادا سے قتل کر مجھکو سر کی قسم — سب کہیں انداز معشوقانہ ایسا چاہیے

بیوفائی تم کرو نا آشنائی تم کرو — تم کو ایسا چاہیے عاشقانہ ایسا چاہیے

جبر پہ ہو صبر الفت اور جفا پہ ہو وفا — تم کو تو اے ہمت مردانہ ایسا چاہیے

اس بہانے سے دکھائیں دل کا نقشہ ہم انہیں — ہم کو یک ٹوٹا ہوا پیمانہ ایسا چاہیے

پہلے تو مجھ سے سنا وہ خوب قصہ داغ کا — پھر کہا دل تھام کر افسانہ ایسا چاہیے

آ گلے مل سے صنم اب جدا ہوتے ہین ہم
آفت و رنج و بلا مین مبتلا ہوتے ہین ہم

عشق ظالم بےطرح ہے آج جذبہ کر رہا
مبتلائے پنجۂ دست قضا ہوتے ہین ہم

یک نظر سوئے غریبان دیکھ لو بہر خدا
تیرے صدقے تیرے قربان دلربا ہوتے ہین ہم

اے وصال خستہ دل آوارہ جان و جگر
تیری بیدردی سے مر کر اب فنا ہوتے ہین ہم

غزل مائل

آجائے نگاہون مین جو تصویر کمر کی
بیجا نہین دو آنکھین جلکھہ تیر نظر کی

یہ چتکیان ابھری ہوئی ہین کسکی نظر کی
جب تمکو دیا کیا یہی حالت تھی جگر کی

تم شوخ گلا شوخ صدا شوخ ادا شوخ
ان سب سے جو چنچل ہے تو شوخی ہے نظر کی

چہرہ پہ عرق لب پہ فغان آنکھہ مین آنسو
کس دہوم سے آمد ہے مرے درد جگر کی

اللہ رکھے حسن کی گرمی کو سلامت
سیکھے ہین نگہین اسی آگ پہ چوٹے جگر کی

وہ پوچھتے ہین ہاتھ مرے سینہ پہ رکھکر
تسکین ترے دل کی ہوئی یا کہ جگر کی

لیتا ہون بس پشت یہ کہہ کے بلائین
یہ سر کی یہ چوٹی کی یہ چپ یہ کمر کی

ہٹ ہٹ کے پڑھو فاتحہ ہر لحد پر
یہ قبر مری یہ مرے دل کی یہ جگر کی

وہ پوچھتے ہین شرم پسند آئی کہ شوخی
یک چیز ہے بازار کی یک چیز ہے گھر کی

مائل ہے دم نزع ادہر جور ادہر یار
اتو سے لئے دو لون کو تنزا زوہن نظر کی

غزل ظفر

دل اگر مانگو گے تمکو اے صنم دیدینگے ہم
پر نہ دینا اور کو یہ بھی قسم دیدینگے ہم

کار روغن کا کرینگے اشک دل کی آگ پر
اور بھڑکیگی جو چھینٹا چشم نم دیدینگے ہم

چاہتے ہو آپ ساد و ساز جانبازون کو بھی
دم ہے سمجھا جاوگے گر اپنا دم دیدینگے ہم

زاہد مغرور کو ہوگی نہ کیفیت نصیب
جام مے کیا اگرچہ اسکو جام جم دیدینگے ہم

منہ نہ موڑینگے تری تیغ ستم سے دیکھنا
سر تلک بھی عشق مین اے بےرحم دیدینگے ہم

گر کہو ان دو گے نشان کیا تم دم رخصت مجھے
ہنس کے کہتے ہین کہ کچھ درد الم دیدینگے ہم

یہ بھی تھا تقدیر مین لکھا کہ اسے تو خط مجھے
پہونچ دل و جان دین و ایمان لکھا دیدینگے ہم

سب نکل جائینگے اے قاتل ہمارے حسرتین	جب تڑپ کر دم تیرے زیر قدم دینگے ہم
کندہ ہے دل کے نگینہ پہ ہمارے نام دوست	اے ظفر کیونکر کسی کو یہ رقم دینگے ہم

غزل مایل

گوری گوری رنگت ہے اور پیاری پیاری صورت ہے
میٹھی میٹھی باتین ہین اور تہوڑی تہوڑی لکنت ہے
دل مین رہنا آنکھہ مین پہرنا خواب مین آنا راتون کو
صبح ہوئی تو پردہ کرنا کیسی اچھی عادت ہے
کسنے جلایا کس نے بجہایا پانی لانے دوڑا کون
خاک مین دل کو ڈہونڈرہے ہین ساری اُنکی شرارت ہے
ننھی ننھی بوندین آئین شیشہ کہلے پیمانہ چلے
پنبہ وبینا دوش ہوا پہ گویا ابر رحمت ہے
ایسی شوخی پر مین تصدق عاشق کا کچھہ پاس کیا
موسیٰ کو بہکا کوہ طور جلایا کیسی پیاری شرارت ہے
دم جو چڑہا کر لیٹ گیا مین ہنسکر تب وہ کہنے لگے
مردون کی سی حالت ہے پر زندونکی سی صورت ہے
گل پہ بلبل مرتے ہین اور شمع پہ ہے پروانہ فدا
ہم تو اون پہ صدقہ ہونگے اپنی اپنی طبعیت ہے
ہمنے سہ بارہ تم سے کہا ہے کچھہ تو سمجھو کچھہ تو سنو
پوچھتے کیا ہو دل مین کیا ہے حسرت حسرت حسرت ہے
مائل کا دل آئے نہ کیون اور مائل کا دل جائے نہ کیون
اودہرا دہرا جوبن ہے اور پیاری پیاری صورت ہے

غزل سالک

گو بو نیر جان ہے لیکن ضبط افغان چاہیئے
اور بھی اغیار پر کچھ دن تو احسان چاہیئے

عجز رونے نہین ہم آسمان کو دیکھکر
گریہ کہتا ہے کہ یہ بھی غرق طوفان چاہیئے

ہر چمن مین ایک نالہ ہر روش پر اک آہ ۔
غمزدون کو تیرے کیا سیر گلستان چاہیئے

شبہ ہو گر داغ پنہان کا تو مرہم ڈھونڈیئے
درد کا شک دل مین گر آئے تو درمان چاہیئے

شہر و صحرا ایک ہے سالک تکلف گر نہ ہو
گرد کل شب تاب مین سیر چراغان چاہیئے

غزل گوہر حیدرآبادی

بیوفاؤن سے عبث دل کو لگاتے کیون ہو
گوہر جان کو تم اب مفت گنواتے کیون ہو

بزم مین اغیار کو اے یار بٹھاتے کیون ہو
خود جلے بیٹھے ہین بس ہمکو جلاتے کیون ہو

ہم ہی جھوٹے ہین نہ تھے محفل اغیار مین تم
سر پہ قرآن کو ہر وقت اٹھاتے کیون ہو

ہے یقین مجھکو لیا آپنے دل چوری سے
گر نہین دل تو یہ مٹھی مین چھپاتے کیون ہو

دمبدم کوچہ مین اپنے وہ مجھے کہتے ہین
کسنے بلوایا ہے یان کہدو تم آتے کیون ہو

بعد مردن مین جفاؤن سے نہین باز آتے
گور ٹھکراتے ہو مٹی مین ملاتے کیون ہو

عشقبازی کو خدا کے لئے چھوڑو گوہر
ستم و جور حسینون کے اٹھاتے کیون ہو

غزل بحر

سیکھے سے بھی انداز تمہارے نہین آتے
آنکھون مین ہو باتین یہ اشارے نہین آتے

تقریر لگاوٹ کی کسی اور سے رہتی ہے
ہم اتنو فریبون مین تمہارے نہین آتے

عاشق سے جھپکتی ہے لیجا ہوئے آنکھین
باہر وہ کبھی شرم کے مارے نہین آتے

بیمار محبت سے ہوئے کون سی تقصیر
سب دیکھنے آتے ہین وہ پیارے نہین آتے

اوس چاند کے ٹکڑے سے رہی وصل کی شب روز
طالع مین کبھی ایسے ستارے نہین آتے

رکھدیگا خدا صبر کی سل میرے بھی دل پر
کیا غم ہے نہ آئین گے وہ پیارے نہین آتے

کس موج مین ہو بحر ذرا اپنی خبر لو ۔
منجدھار مین جاتے ہو کنارے نہین آتے

غزل حمزا

تجھسا نہ زمانہ مین پری رو نظر آیا ۔
یاد آیا خدا جبکہ مجھے تو نظر آیا ۔

ابرو کا نہین زلف پریشان پہ پڑا ہے
یہ سانپ سے لڑتا ہوا بچھو نظر آیا

کب مصحف رخ پر ہین ترے کاکل پیچان
قرآن کا حافظ مجھے ہندو نظر آیا

واللہ ترے زلف وہ بالی دل و جان ہے
ایسا نہ مجھے فرق سر مو نظر آیا

سونچا جو گریبان مین سر ڈال کے حضرت
سب جسم پہ لکھا ہوا یاہو نظر آیا

غزل داغ

دل دیا تم نے لیا ہم کیا کرین
جانے والی چیز کا غم کیا کرین

آئینہ ہے اور وہ ہے دیکھیے
فیصلہ دونون کا باہم کیا کرین

آدمی بننا بہت دشوار ہے
پھر فرشتے عوض آدم کیا کرین

معرکہ ہے آج حسن عشق کا
دیکھیے وہ کیا کرین ہم کیا کرین

ایک ساغر پر ہے اپنی زندگی
رفتہ رفتہ اس سے بھی کم کیا کرین

حیدر آباد اور لنگر دیکھنا
ابکے دہلی مین محرم کیا کرین

کر چکے سب اپنی اپنی حکمتین
دم نکلتا ہو تو ہمدم کیا کرین

ہم نے مر کر ہجر مین پائی شفا
ایسے اچھون کا وہ ماتم کیا کرین

کہتے ہین اہل سفارش ہم سے داغ
ہے بری قسمت تری ہم کیا کرین

غزل گوہر حیدر آبادی

ہمیشہ بیقراری ہے شب و روز آہ بھرتے ہین
کسی پر جان جاتی ہے کسی پر آپ مرتے ہین

کبوتر اور قاصد پر ستم کیا کیا وہ کرتے ہین
کبھی تو کاٹتے ہین سر کبھی تو پر کترتے ہین

الٰہی یاد مین رہ رہ کے تیرے جو کہ مرتے ہین
نہین کچھ کام دنیا سے مدام آرام کرتے ہین

اسیر عشق ہین ظاہر نہین موقوف انسان پر
ہے قمری سرو پر عاشق تو بلبل گل پہ مرتے ہین

نہین زنہار کچھ قول و قسم کا اعتبار ان کے
کبھی تو وعدہ کرتے ہین کبھی تو خود مکرتے ہین

کبھی ہین شیخ کی صورت کبھی ہین برہمن کی شکل
کبھی تو دیر و کعبہ مین تلاش اُن بت کی کرتے ہین

یہ حالت آپکی کیسی ہوئی ہے اندنون گویہ
تڑپتے لوٹتے بستر پہ کس کو یاد کرتے ہین

دکھلا کے یک جھپک جو وہ روپوش ہوگئے
کیا کیا خیال خواب فراموش ہوگئے

بوسہ جو دیتے دیتے وہ روپوش ہوگئے
ہم آتے آتے ہوش مین بیہوش ہوگئے

بیٹھے ہم اُن کے پاس تکلف اٹھا دیے
بیہوش ہوتے ہوتے ہم آغوش ہوگئے

یاد آگئے مزے جو پس مرگ وصل کے
تربت کے گوشہ حور سے آغوش ہوگئے

پھرون ادھر کو رُخ نہ کیا وصل یار مین
پہریون سے شوخ اوڑ کے سرہوش ہوگئے

بوسہ لیے جو زلف کے مستی مین پیچ کیا
مے پیتے پیتے تم تو بلانوش ہوگئے

کیا جانے کیا خیال شب وصل بن گیا
باتین جو کرتے کرتے وہ خاموش ہوگئے

ملبوس خاص جس نے کہ ہم کو عطا کیا
گل کھا کے دست یار سے گل پوش ہوگئے

دیکھا جدھر کو آنکھون سے اُس مست یار نے
نعرہ پکار اُٹھا کہ بیہوش ہوگئے

کاندہ ابھی جنازے کو دیتا ہے باتین
کیا کاٹ کر سر آپ سبکدوش ہوگئے

سب ذوق شوق ساتھ جو ہے اسکے چل بسے
دو چار دن وہ ولولے وہ جوش ہوگئے

فرقت سے وہ آخری شب خانہ ہوا۔
ہم صبح سے پہلے ہی کفن پوش ہوگئے

افسردہ داغ کیون ہو پیری مین کے امیر
گویا چراغ صبح کو خاموش ہوگئے

غزل بحر

غضب ہے دیکھنے مین اچھی صورت آ ہی جاتی ہے
نہین رو کے سے دل رکتا طبیعت آ ہی جاتی ہے

بھرا ہے دل ہمارا دوستون کی بیوفائی سے
کہان تک ضبط باتون مین شکایت آ ہی جاتی ہے

ہنسی اچھی نہین دیکھو تمیز اسمین نہین رہتی
کہ منھ لگ چلنے مین بوسے کی نوبت آ ہی جاتی ہے

لچکتی ہے کمر زلف رسا کے جھوک لینے سے
اثر معشوق مین کا ہے نزاکت آ ہی جاتی ہے

دعائے مغفرت جب مانگتے ہین اس سے رو رو کر
برابر جوش مین خالق کی رحمت آ ہی جاتی ہے

پڑیگا تیرے جی مین شک سن غماز کی باتین
نہ ہو آئینہ ہو دل پہ کدورت آ ہی جاتی ہے

کوئی محبوب اُس کے جان کا سایل جو ہوتا ہے | جھکا لیتا ہے بحر آنکھیں مروت آ ہی جاتی ہے

غزل قدر

خدا کو مانو تو ہنسی نہ جانو پھیرے دل پر جفا کرو تم
ہے کا غرش بریں کا پایا ذرا تو خوفِ خدا کرو تم
زمانہ اولٹا ہے کیا کرو تم بُرا جو ہے وہ ادا کرو تم
وفا کریں ہم جفا کرو تم دعا کریں ہم دغا کرو تم
سرور وصلت کہ رنج فرقت دوا ے الفت کہ درد کلفت
نشان بوسہ کے داغ حسرت قبول ہے جو عطا کرو تم
ہمین نے پہلے گلا کٹایا ہمین سے قاتل تمہین بنایا
ہمین نے یہہ رنگ سب جمایا ہمارے حق مین دغا کرو تم
ابھی کفن مُردے پھاڑ ڈالین ابھی مزاروں سے نکالین
ابھی جو محشر کی چل کے چالین ذرا قیامت بپا کرو تم
چلو بہت ہو چکی رکاوٹ کہان کا پردہ اوٹھاؤ گھونگٹ
لپٹ جاؤ گلے سے ہٹ پٹ بہت نہ نخرے ادا کرو تم
ہماری شہ رگ پھڑک رہی ہے کہ روح اسمین اٹک رہی ہے
تمام گردن لٹک رہی ہے ابھی نہ خنجر جدا کرو تم
بجا ہے بیجا مرا گلا تھا تمہارا اس مین گناہ کیا تھا
یہ میری تقدیر مین لکھا تھا کہ مجھپہ جور و جفا کرو تم
بتاؤ اے قدر کیا لکھا تھا یہی نتیجہ ہے عاشقی کا
غریب بیکس و لیل و رسوا خراب و خستہ بپا کرو تم

غزل مومن

مومن خدا کیواسطے ایسا مکان نچھوڑ
دوزخ مین ڈال خلد کو کوئے بتان نچھوڑ

ناچار دبین اور کسی خوبرو کو دل
اچھا تو اپنی خوئے بد اسے بدزبان نچھوڑ

زخمی کیا عدو کو تو مرنا محال ہے
قربان جاؤن تیرے مجھے نیم جان نچھوڑ

گو پھر بھی اشک آئین تو جانون کہ شوق ہے
حقہ کا موںھ سے غیر کے جانب دہان نچھوڑ

غزل

ترک من اے من غلام روے تو
جملہ ترکان جہان ہندوے تو

سامری از خوف پوشیدہ شدہ
سحر دارد نرگس جادوے تو

ہرچہ آمد در دلم غیر از تو نیست
با توے با خوے تو یا بوے تو

خون من گر ریخت در کوئیت چہ باک
خون بہائی ناصح ابروے تو

سرو می جنبد بہ صحن بوستان
از ہوائے قامت دلجوے تو

چند می پرسی کہ خسرو را کہ کشت
غمزۂ تو چشم تو ابروے تو

غزل امیر

ہوئے نامور بے نشان کیسے کیسے -
زمین کھا گئی آسمان کیسے کیسے -

شب غم بلاؤن کا تانتا لگا ہے
چلے آتے ہین میہمان کیسے کیسے

بت اقرار کرتے ہین وصلت کی کیا کیا
زبان دیتے ہین بے زبان کیسے کیسے

ہر اک لیے ہین داغ ناکامیون کے
نشان رہگیا بے نشان کیسے کیسے

ہزارون برس کی ہے بڑھیا یہ دنیا
مگر تاکتی ہے جوان کیسے کیسے

نہ ہے تار اشکون کے غم مین کیا کیا
ملے خاک مین کاروان کیسے کیسے

انگیٹھین نہ رنگین جوانی ہی تک تھین
رہے رات بھر میہمان کیسے کیسے

نزاکت حیا وصل کے دونون دشمن
ترے ساتھ ہے پاسبان کیسے کیسے

خوشا اقبال کیا سر زمین سخن ہے
ملے ہین اسے باغبان کیسے کیسے

توجہ زبان پر ہے شاہ دکن کو
لگائے گی رنگ اب زبان کیسے کیسے

آہیر اب سخن کی بڑی قدر ہوگی
پہلیں پہولین کے نکتہ دان کیسے کیسے

غزل مخمور حیدر آبادی

صبح تک تڑپا کئے بس بیقراری ہوچکی
ہان بہی تھکا ارے دل آہ وزاری ہوچکی

واہ جی کیا خوب حق دوستی پورا کیا
تم نہ آئے جان بہی رخصت ہماری ہوچکی

پی لیا دست حنائی سے مئے گلگون کا جام
شیخ صاحب آپ کی پرہیزگاری ہوچکی

یک بت کافر کی الفت نے کیا ہے دلمین گہر
بس گیا کعبہ مین بت بس دینداری ہوچکی

ہاتوسے دہوکے سے جل سے جعل سو مکر سے
بوسئہ لب لیلیا مطلب براری ہوچکی

ہاتھ جوڑے منتین کین پاؤن پر سر رکہدیا
اب تو مانو انتہا کی انکساری ہوچکی

خون کی دریا بہی فرقت مین رو یا اسقدر
ہوچکی اے چشم تر بس اشکباری ہوچکی

اب بلا تکرار بوسہ پانچ چہہ ملتے ہین روز
لو ہیرے سرکار سے تنخواہ جاری ہوچکی

لطف مئے مخمور گر سچ پوچہئے اب ہے کہان
جب ہوی ساقی کی رخصت بادہ خواری ہوچکی

خمسہ حضرت شاہ خاموش صاحب قبلہ

آنکہہ مین سرمہ کی جو تحریر ہے
مردمک چشم گلوگیر ہے
آہو دل بستۂ زنجیر ہے
تیر نظر تیرا عجب تیر ہے
روبرو آیا سو وہ نخچیر ہے

وصف بہلا کوئی ترا کیا لکھے
ہاتہہ سے مانی بہی قلم چہوڑ دے
چہلکے یہان چہوٹے ہین بہزاد کے
لیلی اگر دیکہے تو مجنون بنے
جادو بہری کیا تری تصویر ہے

گلشن ہستی مین جو آبستے ہین
دام محبت مین سبہی پہنستے ہین
دیکہئے صیاد کمر کستے ہین
عاشقان روتے ہین سبہی ہنستے ہین
دونون طرف یار کی تاثیر ہے

ہوش سے بیہوش تو رہ کچہہ نہ کہہ
سنکے فراموش تو رہ کچہہ نہ کہہ
لطف سے روپوش تو رہ کچہہ نہ کہہ
ناصحا خاموش تو رہ کچہہ نہ کہہ

کوئی کسی کا نہین اسکے سوا	دوست بھی ہو جاتے ہین یہان بیوفا
خویش و برادر نہ کوئی آشنا	غیر خدا کون ہے حافظ میرا

مان ہے اگر باپ ہے یا پیر ہے

غزل خلیل

جبین پہ غصّے سے پڑگئی چین پھر آئین آنکھین بھوین چڑھا کر
دہن کا بوسہ جو اُن سے مانگا بگڑ گئے صاف منہ بنا کر

بسر کی عصیان مین عمر ساری بتون سے در پردہ دل لگا کر
الٰہی توبہ الٰہی توبہ گنہ کئے ہین چھپا چھپا کر

نہ کر تصور بتون کا دل مین عمل تو یہہ ہے کچھہ حیا کر
خلیل کعبہ مین بت پرستی خدا خدا کر خدا خدا کر

ہوئی ہے مدت مین وصل کی شب نہ حشر تک ہو سحر نمایان
کرون مین آمین جھکا کے سر کو خدا سے تو لے صنم دعا کر

حجاب بیجا ہے وصل کی شب نقاب اُلٹے شراب پیجیے
ہماری سنئے کچھہ اپنی کہیے لپٹیے اب منہ سے منہ ملا کر

قریب ہے اب جو مرگ اے دل رہے نہ داغ اُلفت بتان کا
سُنا ہے سوتے ہین لوگ اکثر چراغ جلتا ہوا بجھا کر

بتونکو بھی بد نہ کہئے واعظ خدا کو گر ایک جانتا ہے
نکال حرف دوئی نہ منہ سے خدا خدا کر خدا خدا کر

کبھی جو اوس بت کو وصل کی شب کیا ہے ایما ہے بادہ خواری
کہا کہ بس بس بہک نہ اتنا خدا کا ڈر ہے بندۂ خدا کر

جو شب کو آئے ہو میکشی سے کو جیا کو رخصت	سرور ہمکو بھی کچھہ تو ہووے شراب ہمکو پلا پلا کر
عجب طرح کا ہے خواب شیرین کہ نام رکھا ہے مر گیا کا	کبھی نہ چونکا لحد مین کوئی جگا جگا یا ہلا ہلا کر

خباب کرتے ہین یہ اشارے نہ فکر تعبیر کیجیو یہان کی
کہ جس کر ناپڑے گا دم کو بڑی خرابی ہے گہر بناکر
تمام ہندوستان مین تو نے بہت سی کی ہیر بت پرستی
خلیل کعبہ مین چل سکے یہان سے براب کوئی ان دخدا خداکر

غزل

دیدم نہ دید بودم دیدم نہ دید بودم
در عشق خانہ ویران دیدم نہ دید بودم

تسبیح بدست زاہد چشمش بمال مردان
این زاہد زمانہ دیدم نہ دید بودم

یونس بہ شکم ماہی میگفت یا آلہی
مارا بدہ پناہی دیدم نہ دید بودم

یوسف بچاہ کنعان دل خستہ شد زلیخا
پیغمبر بہ زندان دیدم نہ دید بودم

سیمین قد تو جانان عجب دلی تو سنگ ست
در سینہ سنگ پنہان دیدم نہ دید بودم

غزل شاہ خاموش

گمنامی ہماری ہے یہی نام ہمارا
آغاز ہمارا ہے نہ انجام ہمارا

سامان توکل ہے سرانجام ہمارا
تکلیف ہماری یہی آرام ہمارا

بیکار و معطل ہوے ہم کار جہان سے
خود آپ خدا کرتا ہے سب کام ہمارا

ہم عشق کے بندے ہین سنو شیخ و برہمن
کیا تم سے کہین کفر ہے اسلام ہمارا

صحرا مین رہین باغمین ہم کا ہیکو جائین
گلشن مین نہ ہو جبکہ وہ گلفام ہمارا

بخت اپنے تو فرخندہ نہین روز ازل سے
کیا کر سکے اب گردش ایام ہمارا

اسلام قوی ہوویگا اسوقت اے خاموش
جس وقت کہ پہنچاوے دل آرام ہمارا

غزل تراب

آدم کو ملک کہتے تھے کیا خاک بنے گا
سمجھا نہ کہ سرتا قدم ادراک بنے گا

تھی خاک سمجھا اون کی کسی نے یہ نہ سمجھا
آدم دم حق سے نفس پاک بنے گا

ہووے گا کوئی دم مین یہ مسجود ملایک
ہے خاک نشین حاکم افلاک بنے گا

اولاد سے ہوویگا اسی سکے وہ پیمبر — جو صل علی صاحب لولاک بنے گا

رہ شاد تراب اپنی حقیقت کو سمجھ کر — صورت کے لیئے کاہیکو غمناک بنے گا

غزل شاہ خاموش

ہر رنگ کہ دیدم عیان روے تو دیدم — ہر گل کہ شنیدم نہان بوے تو دیدم

در کعبہ و بتخانہ چہ گبر و چہ مسلمان — باہم بخلاف اند مگر سوے تو دیدم

دارم ہوس جنت و بے منت رضوان — خلد ست ہمان آنکہ سر کوے تو دیدم

پروا نداریم شود سایہ طوبی — آن دم کہ قد و قامت دلجوے تو دیدم

خاموش بسر رخ تو چہ نگہ زرنجیر — قد میم بسر رشتہ گیسوے تو دیدم

غزل شوکت حیدرآبادی

جگر میں ہے خلش اور لب پہ نالے اشک جاری ہے — تجھے کیون اے دل بیتاب اتنی بیقراری ہے

تپ فرقت کے صدمون سے عجب حالت ہماری ہے — کسی کی یاد سے دل میں اجل کی انتظاری ہے

تلاش کیمیا مین مفت کیون زحمت اٹھاتے ہو — بڑی اکسیر پوچھو تو جہان مین خاکساری ہے

نہ آیا جسم لاغر پہ میرے ایک زخم بھی گہرا — تری شمشیر مین سفاک کیسی آبداری ہے

جو مین دیوانہ بنکر کوبکو آوارہ پھرتا ہون — تمہارا کیا قصور اسمین میری قسمت کی خواری ہے

ہوئے ہین کیسے کیسے نامور بے نشان یارب — کہان فرہاد ہے شیرین کی کسجا نہر جاری ہے

اوسے خط دیکے شوکت کا زبانی یہ بھی کہدینا — تمہاری یہ جفا ہے ہماری جان نثاری ہے

غزل خلیل

یون دل سے کبھی یار کی الفت نہین جاتی — جسطرح سے دنیا کی محبت نہین جاتی

چھوٹا نہ نظر بازی محبوب کا ایکا — جس چیز کی عادت ہو وہ عادت نہین جاتی

نظارۂ محبوب سے سیری نہین ہوتی — ہو وصل بھی تو وصل کی حسرت نہین جاتی

الفت صفت آب گہر جزو بدن ہے — دل ٹوٹ بھی جائے تو محبت نہین جاتی

کشتہ ہوا سو بار مین شمشیر ادا سے — اسپر بھی تمنائے شہادت نہین جاتی

بوسہ کے تصور سے ہی نیلا لب معشوق — سنتی تھے کبھی لال کی رنگت نہین جاتی

دق جاتی ہے سل جاتی ہے کہتے ہین طبا — بیماری بیمار محبت نہین جاتی

بل کیون نہ کرے عارض معشوق پہ کاکل — ہندو سے مسلمان کی عداوت نہین جاتی

منہ گال پہ رکہنے سے خفا ہوتے ہین ناحق — مشق کرنے سے قرآن کی فضیلت نہین جاتی

پورا نہ کیا وصل کا ایک روز بہی وعدہ — بچے ہو بڑے جہوٹ کی عادت نہین جاتی

بدلی یہ گلستان جہان رنگ ہزاران — خوشبوے گل داغ محبت نہین جاتی

غزل

شب درد غم یون بسر ہو گئی — تڑپتے تڑپتے سحر ہو گئی

حسینون سے دل نا لگا نا کبھی — ادہر کی طبیعت ادہر ہو گئی

لپٹے ہو چوٹی مین پہولون کے ہار — نزاکت سے پتلی کمر ہو گئی۔

بگڑ کر شب وصل کروٹ جو لی — مناتے مناتے سحر ہو گئی

میرے داغ حسرت کے تھی ساروہ — اٹھو نور جاگو سحر ہو گئی

غزل صبا

خیال خام ہے امید رکہنا فیض دشمن سے — نہین دیکہے کسیکی پیاس بجہتی آب آہن سے

شب فرقت مین جب روئے اندہیرا دیکہکر گہر کا — چراغ آنکہون سے روشن ہو گئے اشکون کے روغن سے

ہمہ تن چشم شوق دید مین زنجیر آسان سے ہے — لگی رہتی ہین آنکہین تیری دروازہ کے روزن سے

ستم عشاق پر اچہا نہین اس درجہ اے ظالم — حذر کر آہ سے فریاد سے نالے سے شیون سے

نئی سوجہی ہے شوق دید گل مین اے صبا مجہکو — بدلتا ہون مین آنکہین روزن دیوار گلشن سے

غزل اشک

کل تو آوگے میری لاش اوٹہانے کے لئے — زہر تک پیس کے رکہ چہوڑا ہے کہانے کے لئے

غیر سے کہتے ہین وہ میرے جلانیکے لئے — روز ایک بات نکلتی ہے ستانے کے لئے

فقط ایک مجہکو منا ہے وہان جانے کے لئے — گہر مین جانیکی اجازت ہے زمانے کے لئے

شام ہوتی ہے تو مترے بھی کہتا ہون	آخر جی آج بھی آیا نہ بلانے کے لئے
پہر وساماں نہیں پر آئے تو وہ مہر لقا	چاند نی ماہ سے لائین گے پہچانیکے لئے
جمع کرنے کو خدا نے بھی دیا تھا رون کو	مال دینا تھا ہم ایسون کو لٹانے کے لئے
ملک ہستی سے چلے بار گنہ لے کر اشک	کوئی آیا نہین اب بوجہ اُٹھانے کے لئے

رباعی

چمن کے تخت پر جسدن شہ گل کا تجمل تھا	ہزارون بلبلونکی فوج تھی اور شور تھا غل تھا
خزان کے دن نہ دیکھا کچھ نہ تھا جز خار گلشن مین	بتاتا باغبان رو کر یہان غنچہ یہان گل تھا

غزل فرد دہلوی

کیا تھا وعدہ وصال کا اب خفا کی ہم التجا کرینگے
بُرا لگے گا تو جان لین گے بھلا کہو اور کیا کرینگے

سنی جو مشہور تم ہو پیارے بخیل ہم بھی نہین ہین ایسے
جو گالیان آپ ہم کو دینگے دعائین ہم بھی دیا کرینگے

وصال کرنے کا تم نے وعدہ قسم جو کھائی ہمارے سر کی
رہا نہ اب اعتبار ہمکو کہ آپ ہم سے وفا کرینگے

وہ رحم کرتے تھے پہلے ہر دم کرم نہ تھا میرے حال پر کم
خبر نہین لیکے دل کو آخر وہ مجھ سے ایسی دغا کرینگے

جو کر کے لوگون کو دل شکستہ چلے ہین کعبہ مین شیخ صاحب
یہان تھے جبتک تو کیا کیا تھا بھلا وہان جا کے کیا کرینگے

نہ بولے دم بھر تمام شب وہ ہوئی سحر اپنے گھر سدھارے
وہ آئے تھے جب تو کیا کیا تھا جو پھر آئے تو کیا کرینگے

اُٹھائی عشق مین مصیبت کہ ہو گئی زار اپنی حالت
نہین کہ طرہ ہو نفے کی طاقت اونکو بیٹھے دعا کرینگے

وہان لگاتے ہین وہ تو مہندی یہان ہی آنکھون سے خون جاری

یقین ہے میر وہ خون یکدن بزنگ رنگ حنا کرینگے — خدا کرے خیر فرد صاحب کسی کی اب تو نہین سمجھتے

سگے کی عالم مین آگ ایکدن جو اُسنے نالے کیا کرینگے

غزل واسطے

خلق اشفاق و کرم لطف و عنایات نہین — لب پہ گالی کے سوا اور کوئی بات نہین

ایسی ذلت تو گوارا ہمین و نسرات نہین — نہ سہی تمکو جو منظور ملاقات نہین۔

کعبہ گہر آپ کا اسے قبلہ حاجات نہین

چاہتا ہون کہ ترے دلمین ہو پیدا میر اگہر — ایک صورت ہو صفائی کی ادہر اور ادہر

ظاہرا ربط سے کیا فائدہ اسے زنیک تمر — شکل آئینہ بے رنگ مین آتی ہے نظر

صاف جبتک نہ ہو لطف ملاقات نہین

فرقت یار مین ہے داغ سے بدتر گل تر — نخل ماتم میرے نزدیک ہے ہر ایک شجر

دے نہ ترغیب مجھے سیر کی اے باد سحر — پاؤن کس طرح سے رکھون روش گلشن پر

ہاتھ اوس گل کا مرے ہاتھ مین ہیہات نہین

ایکدل ہے اسے دو کعبہ ابرو مین جگہہ — ایکدل ہے اسے دو تکیہ پہلو مین جگہہ

ایکدل ہے اسے دو جوشن بازو مین جگہہ — ایکدل ہے اسے دو کوچہ گیسو مین جگہہ

دو نہین تین نہین پانچ نہین سات نہین

فکر اشعار وہن ہے تمہین بیکار اسیر — بات یہ سارے زمانے پہ ہے اظہار اسیر

واسطی کی بھی رہے یاد یہ گفتار اسیر — صاف ظاہر ہے سخن سے دہن یار اسیر

یہ وہ دعویٰ ہے جسے حاجت اثبات نہین

غزل اسیر

عارض یار عیان تل سے ہے — ذرہ خورشید کے مقابل ہے

وسعت شہر عشق کیا کہیے — ایک کوچہ ہزار منزل ہے

گور جسکو زمانہ کہتا ہے — پہلے ملک عدم کی منزل ہے

جب سے اوس سنگدل کے عاشق ہین | سینے پر اپنے صبر کی سل ہے
ظلم سے ان بتون کے کیا وحشت | عدل ہوگا خدا تو عادل ہے
کیا طبیبون سے ملتجی ہون اسیر | درد دل کب دوا کے قابل ہے

ٹھمری - موری چوندر رنگ دے یہ رنگ سون - آج مورے گھر آئی لو پھر وا چوندر رنگ دے یہہ رنگ سوسن - سبیج پہول یاری - او جباری ات ساجن - پیا کو پیاری مدد سنو - درشن پیارے تمھاری سانولی صورت -

ٹھمری مانو مانو سنئیان تم منتی ہماری - چلو ہٹو جہا ٹھو اچہ امین بہی آری مانو مانو -

ٹھمری دکہوا مین کاسی کہون مورے سنجی - ترپ ترپ کمسو جات جیا - پیا بن ناہین پت اک گہری موہے چین -

ٹھمری تم بن سنئیان ناہین پڑے موہے چین تڑپت ہون دن رین رب جاگت ہے تو پیا سے ملت ہون - موری بپہرکت ہے بائین نین - تم بن سنئیان ناہن پڑے موہے چین

ٹھمری - کافی - موتی کہوے گیو نتھ بیسر کا - موتی کہوئے گیو نتھ بیسر کا -
انترہ ارے ابیرے نندیا - پان کہائے کہ لال بہیو - جیسے رنگ چوی ہری کیسر کا - موتی کہوئے گیو انترہ ارے ایری نندیا چلتا مسافر سو ہے لیا - تو نے ڈر نہ کیا پر میسر کا موتی کہوئے گیو - انترہ ارے ارے نندیا پایل مورے باج رہے جیسے پہلاٹ کورا نوبت کا - موتی کہوئے گیو نتھ بیسر کا -

ٹھمری دادرا - مورا سنئیان چلا پردیس اکیلی مین نار ہون - لکہہ بتیان پیا کو مین ہاری گر دنگی جوگنیان کا بھیس - اکیلی نار ہون -

ٹھمری - عالم کھماچ - ہان جورا جوری بیان مروری رے - بر جوری کر کپت پپیا چھتیان چہوت - جورا جوری - انترہ دیکہو دیکہو ساری موری چریان کرک گئین انگیا مسک گئی ایسی لوی کرت - ٹھوری - موری انترہ لاج مرون کچہہ بن نہین آوے - مورا جیا ڈربا و عالم - دتن کی تہوری ہان جورا جوری بہیان موروری رے -

دیگر **بھیرویں** - سنیاں جاؤ جاؤ تہیں بولوں رے ڈگر چلت چھیرت برجوری کرت بیلو ہٹو - تابان - پیا دیکھی بہت تہاری - سنیاں جاؤ جاؤ تہیں بولوں رے -
ٹھمری کھماچ بھبان نہ بکیڈ موری مُرک کلائی رے کر کپٹ موسے بیاں چھلی مکائے رے ارنج گر نج موری انگو ٹھا نی - جیدر پیا کی ہیں وہیٹ دھائی رے - بھیاں نہ بکیڈ موری مُرک کلائی رے -

ٹھمری پیا پاپی نہ جاگے ہاری - ات بے سنگ گنگا اُتٹ لیے کاشی - کوئی پوسے چہ پا بسرج باسی اودان - سنگ - پیا ہنست بولت ہیں ہم سے نہ بولیں سنائے ہاری پیا پاپی نہ جاگے ہاری -

ٹھمری تبا ؤ سکی کون گلی گئے شام - نندن موہے تلپٹ نبیت - بسر گئے رب کام گوکل ڈھونڈوں بندرابن دسنوڑیان - متھرا بین ہو گئی شام - آئی ہے نج سب سجۓ پیاری سمر ہوئی آٹھوں جام تباؤ سکھی کون گلی گئے شام -

دادرا - ایسے بیدردی کی دوستی کیا - گھڑی ہو سے خوشی گھڑی خفا - پچھلے سے جانتی یار و نمکری - ناحق کوہین سے دل کو لبھایا - میر اکہا تم مانت ناہین - مانو نہ مانو میرا ہو دی گا کیا - ایسے بیدردی کی دوستی کیا -

بیج یا کافی - موراجگا کے جوبن لوٹا رے سیس کی بیندی موری گری پلنگ پہ گلے کا ہار وا ٹوٹا رے
پوربی اوبرنج بسیا یار کے رسیا رنگو نہ موری ٹھگ گر یا - مائی باپ کی بڑی رہنے ڈلاری ہاتھے نہ چھیون رسار یا - تبلا لگائے پھا بیلا لگائے تاپر مسالے کی ٹھ پیا - کالی کالی جلیبیں جیا مورا لیجے تاک تاک مارے سنجار یا - مسالا ان کے ہتی پہرنت ہیں ہمکار و کہا دے کھار یا - پاتر مور کمز ہیاں رے بالم کھینچے نہ آوے رسار یا جب سے پڑیوں ہیں مڑ ہا کے پالے دُودُو بہرا گنگار یا - او برنج بسیا -

ملار - موری پاتی لینا جا یو سن رے تینگو پیا مورا رے توڑی چوچ پھڑ ہاؤ نگی مونسے - موری پاتی -
ملار - اُمنڈ گھنڈ آئی کاری بدریا - چھان رہے سنیاں کون نگر یا - جیسے گئے موری سدھو نہ لینی رے - یون ہی بیتی موری ساری عمر یا - اُمنڈ گھنڈ آئی کار سے بدریا -

ٹھمری ششتری (کھماج کافی) رات پیا بن نیند نہ آئی رے - ترپ ترپ ساری رین گنوائی رے - رات پیا بن - انترہ سگری رین موری بات نمانی - پیت پیت لگائی گھر جاتی بن مانی - ششتری کرت ہو ڈھٹھائی رے -

دادرا محمود لاجان شوخ (بھیرویں) غیروں سے کرو نہ اشارہ صنم نہیں بات ہمکو یہہ گوارا صنم - غیروں سے کرو - انترہ - یہہ مانا کہ تم نہیں جلنے ہو غیروں کو تو پاس بلاتے ہو - نہیں ظلم اٹھائیگا یارا صنم - انترہ - اگر شوخ سے تمکو محبت ہے - دل ہٹ گیا تم سے ہمارا صنم - غیروں سے کرو نہ اشارہ صنم -

دادرا اسد بھیرویں نکہ چھا نہ دیہوں نباجھولنی - انترہ بڑی بڑی موتی گوندہا لاؤ مالا - جھولتی والے رے بجن بہالا -

ٹھمنا بھیرویں - ایسے بیدردی کی دوستی کیا - گھڑی ہوے خوشی گھڑی ہووے خفا ایسے بیدردی انترہ پہلے ہی جانتی یاری نہ کرتی - مین نے دل کو دیا انترہ میرا کہا تم مانت ناہین - مانو نمانو میرا ہو یگا کیا ایسے بیدردی -

ہولی پیلو جاؤ رے سیاں کو لے آؤ رے - کوؤ جاؤ رے سیاں کو لے آؤ رے مورا دن دن برہت سہاگ - سیاں نہیں آئے رے - کوؤ جاؤ رے انترہ ان بہانے کہا بو ہے اس بدن بہو کہو کہلا - ان ہاڑن کے کت جاؤں بہاگ سیاں کو لے - انترہ - مین سوتی تھی اپنے منڈل مین سکھ نیند رے مین تو پڑی اچانک جاگ - سیاں - **ٹھمری** پسر پج - شیام روکے ڈگر نیکہٹ کی انترہ چیان بن کرکے ہاری سکھی ری ایک نمانی آپن ہٹکی شیام روکے ڈگر کی برجوری کر موسے چھینی - سر پر لپٹ جھپٹ گگری ٹپکی شیام روکے ڈگر اولٹے ہرن گہر چلو گو پان - کاہے بیہر دیٹھکی شیام روکے ڈگر نصیر پیا کی دیکھ بجریا - جان گئی من مین کھٹکی شیام روکے ڈگر نیگہٹ کی - **ٹھمری بھیرویں** کاہے سیاں نکالاج نہ آئی - ہمری سد بسرائی کاہے سیاں نکالاج نہ آئی انترہ - تمرے کارن اکدن مورا نرٹپ ترٹپ جیا

جانی کا ہے سیاں نکالا جی نہ آئی۔ انترہ۔ تم تو مورے گھر آوت ناہیں ہمکا لیہو بلائی کا ہے
سنیاں ہمکا لاج نہ آئی۔ انترہ چھانڈ کے ہمکا او منو ہیں گیہا کے ستے۔ پپیت لگائی کا ہے
سنیاں ہمکا لاج نہ آئی۔ انترہ۔ نصیر۔ پیا ہیں آوت گریان۔ کاہے نہ ہم سے
کمائی کا ہے سیاں نکالا جی نہ آئی۔ ٹھمری پیارے تورے آونکی ہیں راہ تکت ہوں
کب سے کھڑی آنگن میں انترہ مانگ میں سیندور نینن میں کجرا تیل لگا سکے بالن میں
کب سے کھڑی آگن میں انترہ نصیر۔ پیا کب ایہیں سکھی ری بار بار سوچت ہوں اپن
ہیں۔ کب سے کھڑی آگن میں۔ ٹھمری سنیاں تورے پیا لاگون گئے سے تو بول۔ بن
وا من اب لے مول سنیاں تورے پیاں لاگون گئے سے تو بول۔ نصیر پیا ہم تمہارے
کارن پھرت ہیں ڈاوان ڈول۔ گئے سے تو بول سنیاں توری پیا لاگون گئے سے تو بول
ٹھمری کا ہے سیاں تو نے موری چولی مسکائی رے۔ دیکھی دیکھی تورے میں نے آج
ڈھٹائی رے کاہے سیاں تو نے انترہ کون نگر کے ہو تم چھیلا سوجھت ناہیں تمار
اپنی پرائی رے۔ کاہے سیاں تو نے انترہ بارہ جوری میں تورے کنور کنداہی مرک
گئی موری نرم کلائی۔ کاہے سیاں تو نے انترہ چھین سنگیا کھانے لینو وہ وہ سب نہ دیکھی تسلیم
سنا ساما توری ہیں نے چترائی رے کاہے سنیاں تو نے انترہ راہ چلت مورا لکھ لینو انچرا۔
نصیر پیا تو ہے لاج نہ آئی رے۔ کاہے سنیاں تو نے موری۔

معذرت

میں اون اون نامور شعرا کی خدمت میں معذرت کا خواستگار ہوں جن جن کی غزلیں میرے گلدستہ
میں شریک کئے گئے کیونکہ اکثر غزلوں کے شعر تخفیف کئے گئے۔ اور سوا اسکے بہت جا بجا کتابت میں بھی
غلطی ہوئی ہے۔ لہذا امیدوار ہوں کہ میرے عالیدماغ شاعر میری اس معذرت کو قبول فرما کر اس
ناچیز گلدستہ کی رونق دوبالا کریں راقم مرتبہ گلدستہ محمد عبدالرزاق تاجر کتب۔
اور ہر قسم کے کتب بقیمت اردو و کاندارو کی ارزان فروخت ہوتے ہیں۔

۷۸۶

جہاں تک دیکھئے تعلیم کی فرمانروائی ہے
جو سچ پوچھو تو نیچے علم ہے اوپر خدائی ہے

حصہ سوم

گلدستہ دلکش

باب دوم

مرتبہ
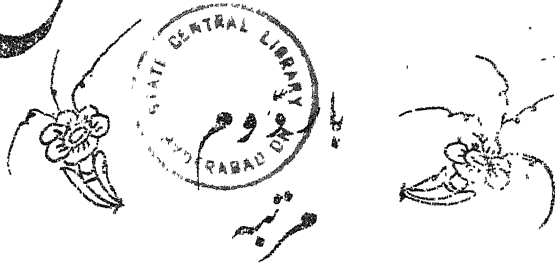
محمد عبدالرزاق تاجر کتب پتھر گٹی قریب کچہری دارالقضا
حیدرآباد دکن

مطبوعہ مطبع سلطانی حیدرآباد

گلدستہ دلکش
حصہ سوم چھپکر شایع ہاتون ہاتھ فروخت ہو رہا ہے قیمت ۵/
حصہ چہارم
عام شایقین کو اطلاع دیجاتی ہے کہ گلدستہ دلکش کا چوتھا حصہ جسمین کہ نہایت
عمدہ عمدہ غزلیات و مخمس و مستزاد و ٹھمریات اُن اُن نامور شاعرون کے
جن کے نام ہندوستان مین کیا بلکہ ہفت اقلیم مین چرچا ہے جمع کئے گئے
زیر طبع ہے - قدر دان و قدر افزا شایقین سمجھ سکتے ہین کہ جو محنت اس
گلدستہ کے مرتب کرنے مین کی گئی ہے اس پر قیمت صرف ۵/ جو کچھ
چیز نہین اسلئے کہ سرمہ سفت نظر ہون میری قیمت یہ ہے - کہ رہے
چشم خریدار پہ احسان مرا - اور یہ گلدستہ انشاء اللہ جمادی الثانی سنہ رواں
تک مصنہ ظہور پر جلوہ افروز ہوگا - قدر دانون سے امید کیجاتی ہے کہ جسطرح گلدستہ دلکش
حصہ اول و دوم و سوم کی اُمید سے زیادہ قدر افزائی فرمائے ہین جسکا تہ دل سے شکریہ ادا کیا جاتا ہے اوسیطرح حصہ چہارم
اپنی نظرون سے گذرانین کسلئے کہ یہ بھی ایک قسم کا یادگار ہے - اور ماسوائے اسکے ایک مجموعہ تصاویر کا جسمین کہ
روایت جوہری وزرگر و قاضی کی بیٹی کی اور دو بادشاہ اور بہت سے عمدہ عمدہ روایتین وقصائد
وغیرہ شریک کئے گئے - ہاتون ہاتھ فروخت ہو رہا ہے قیمت فی نسخہ ۵/ رسالہ -
مہتمم عبد الرزاق تاجر کتب واقع پتھر گٹی روبروی کچہری دار القضا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد

جب سے آدم میں ہوا خانہ نشین نور قدم
جبکے دم کو ہوا ظاہر کہ یہی ہے ہمدم
دم کشاکش میں ہے مابین وجود اور عدم
مضطرب ہو کہ لگا پڑھنے یہ مصرعہ ہر دم

یار در خانہ و من گرد جہان میگردم
آب در کوزہ و من تشنہ دہان میگردم

شمع فانوس کے پردے میں ہے دیکھو ظاہر
جبکہ پروانہ ہوا رازکا اوسکے ماہر
ایک سان جلوہ دکھاتا ہے وہ اندر باہر
بیقراری سے کہا دیکھو تماشہ آخر

یار در خانہ و من گرد جہان میگردم
آب در کوزہ و من تشنہ دہان میگردم

یار کو دیکھتی پھرتی ہے نظر جب ہر جا
آئینہ اوس کے مقابل میں کہیں آہی گیا
پھر کہیں اوسکا ذرا بھی نہیں پائی ہے پتا
عکس کے ہوتے بھی دو چار لگے کہنے کہ وہ

یار در خانہ و من گرد جہان میگردم
آب در کوزہ و من تشنہ دہان میگردم

ماہی تشنہ جو دریا میں پھری ہے مضطر
ڈہونڈھتی پانیکو اور پانی سے خود بے خبر

بوند باقی ہے وہ جب پانی کے اوپر آگرا
ڈوب جاتی ہے بس اس غم سے یہ مصرع کہکر

یار در خانہ و من گرد جہان میگردم
آب در کوزہ و من تشنہ دہان میگردم

ذرہ خورشید کے خواہش مین اڑے جاتے ہین
روزن خانہ سے جسوقت شعاع پاتے ہین
پر نظر بین وہ کسیکے بھی نہین آتے ہین
خود چمکتی ہے زبان پر یہ سخن لاتے ہین

یار در خانہ و من گرد جہان میگردم
آب در کوزہ و من تشنہ دہان میگردم

یک دن پیر طریقت نے کہا مجھسے یہ حال
جب خودی آیا تو خدا سے ہوا در پردہ وصال
تو خدا خود ہے خودی کے تن سے دبیر نکال
اسلئے اپنی زبان پر ہے یہ یوسف یہ مقال

یار در خانہ و من گرد جہان میگردم
آب در کوزہ و من تشنہ دہان میگردم

غزل مولوی عبد القدیر حسرت

میرا ہمدم میرا باوفا دل
میرے پہلو سے کیونکر کھو گیا دل

نہایت بیوفا نکلا میرا دل
خداوندا دل دے دوسرا دل

ادھر رخصت ہوئے تم اپنے گھر کو
ادھر میرا تڑپ کر رہگیا دل

یہ کسکی جذبہ الفت کا اثر ہے
پکڑ تا مرے ہاتون سے چلا دل

اجازت کا رہے طالب شب وصل
میرا بے چین میرا چنچل بلا دل

اٹھی کس او چلنے سے جھڑ آیا
مرا ہمراز میرا آشنا دل

تکرنا صح تو اپنے سر خراشی
جدھر یہ آگیا دل آگیا دل

مقید ہو گیا زلف رسا مین
بڑی ٹیڑھی جگہ جا کر پھنسا دل

بڑی حسرت کے ہین پیشانیان
سنائی ہجر کا کیا ماجرا دل

اگ کا فر حور مومن کے لئے
واعظو پھر ہے خدا کِن کے لئے

کیا کہین رسوا ہوے کِن کے لئے
انکا مکھڑا دیکھہ لو ان کے لئے

دے خدا اہل کو اس سن کے لئے
حور شب کو اور پری دن کے لئے

ہون وہ بلبل جب نبایا آشیان
باغبان سے پوچھکر تنکے لئے

ہین ہون اوسمین وہ ہی مجہ مین جلوہ گر
ہون تماشہ اہل باطن کے لئے

ہے حباب دوستان در دل ہوے
گنکے بوسے دل مین گن گن کیلیے

توجہ انہین نکر فرما یشبین
حسن خود زیبا ہے اس سن آپکیلیے

رات ساری گو نکالین حسرتین
پھر بھی آدہی رہگئین ان کیلیے

حور کے پلکین نبانے اے خدا
تو نے کسکے کان سنے تنکے لئے

حشر مین یہ گا رہی ہے مغفرت
ہین ہوی پیدا اسی دن کے لئے

ہان نظر بازی مین ہین خود نیبان
آئینہ ہو صاف باطن کے لئے

اون کی قسمت اون کا دل انکا وفا
ہین حسینانے جہان جن کے لئے

عشق ہے بابل میرے سر پر سوار
اوس پری کو لاؤ اس جن کے لئے

غزل رشک

کیا بتاؤن کہ کہان ہے وہ ستانے والی
دل مین رہتے ہین مرے دکھ کے دکھانیوالے

چشم امید رقیبون سے کیے ہے ابدل
اور یہ آگ مین ہے اگ لگانے والے

کاش اکثر یا تو ن ترے کوچہ مین خود بیٹھے ہین
ورنہ رو کے کہین رکتے ہین جانیوالے

ہین جو لیتا ہون بلائین تو وہ فرماتے ہین
کہین غارت نہین ہوتے یہ ستانیوالے

مرے بالین لحد بیٹھ کے وہ کہتا ہے
مر گئے آج مرے ناز اوٹھانیوالے

وعدۂ وصل ہزار دن بھی گئے اونکا
ادھر آؤ مرے بات تو لیکے نبانے والے

راستہ ملک عدم کا نہین رکتے دیکھا
روز دو چار چلے جاتے ہین جانیوالے

صاحب الامر کو ظاہر کرے اللہ خلیل | دہوم ہو خلق میں دور شہ عادل آیا

غزل یاس

کسی سے رنجکو چھپا رہا ہے کسیکو چہرہ دکھا رہا ہے
وہ شوخ فتنہ اوٹھا رہا ہی لگا رہا ہے بجھا رہا ہے

کسیکو دولھا بنا رہا ہے کسیکی میت اوٹھا رہا ہے
کسیکو گردون ہنسا رہا ہے کسیکو ظالم رلا رہا ہے

جہانمین مشہور ہے وہ دلبر کرے نہ بیچھے [illegible] وہ کیو
ہر اک پہلو سے وہ ستمگر ہر اک کے دل کو چھڑا رہا ہے

نہ ظلم کرتا ہے روز مجہپر ستا رہا ہے مجھے ستمگر
میں عاشقوں کا ہوں کیا مقدر جو خنجر مجکو پھرا رہا ہے

تمہارے عاشق بچارے کسکو بتا فلک نے نہ چین مجکو
لحد مین بہی اک نہ اک کسیکو بلا کے شانہ جگا رہا ہے

تباہ دیا اون کے ہر ادا کو دکہا دیا گیسو سا کو
زمانے ایک ایک بلا کو فلک مرا گھر بتا رہا ہے

نہ کیوں ہو بیزار ہر کسی سے ہر اک کسکو نہ رنج پہونچے
اوٹھائے ہین یاس کے وہ صدمے کہ دل جہان سے اوٹھا رہا ہے

غزل سالک

مضطرب ہون اب یہ جی کی بات ہے
عفو کیجیے بیخودی کی بات ہے

سیکڑون عشاق کے توڑے ہین دل
کیا تمہاری ناز کی بات ہے

کیا عجب پوچھے نہ کوئی حشر مین
یک یہ بھی بیکسی کی بات ہے

مدتین گذرین وصال یار کو
مری نظرون مین ابھی کی بات ہے

اضطراب شوق مین کہنی پڑی
جو مری آزردگی کی بات ہے

پیچ کھاتا ہے دل کو یک دل سے راہ
اون کے لب پر مرے جی کی بات ہے

غیر سے چھپ چھپ کے سمجھے کہتے ہین
تمکو کیا مطلب کسیکی بات ہے

دیر مین سالک یہ پھیلا ہے نفاق
دوستی بھی دشمنی کی بات ہے

غزل عراقی

ندانم چہ بد کردم کہ نیکم را ز مبداری
تنم رنجور میخواری دلم افگار مبداری

ز رنجم داری در انم و ابرمی پرسی
بہ تنہائی گردنم شادی ازانم راز مبداری

دلم را خستہ میداری بہ تیغ غم روا باشد
بہ تیغ ہجر جانم را چرا افگار میداری

مرا دشمن چہ میداری کہ نیکت دوست میدارم
مرا چون یار میداری چرا اغیار میداری

کجا تا آن کہ گہ گاہی بدر بردم یاد میکردی
عزیزم داشتی اول بآخر خوار میداری

بدردی فالنم از تو بدشناسی شدم رازی
درین ہم یار ہیچم نہ ہی چگونہ بار میداری

بہر روئے کہ بتوانم من از تو رو نگردانم
گرم بر بخت پیشانی درہم بردہ میداری

تبو ہر کس کہ فخر آرد و نہ ندارم عار از دایم
عراقی نیک بدنام ست ران رو عار میداری

غزل خلیل

ہٹ دور کرو مان لو مجہ خستہ جگر کی
آخر ہوی شب چہوٹی ہے توپ سحر کی

پہر بہاگ گیا ہے دیکہتے ہی شکل سحر کی
خورشید لقا ہین مرے عادت ہے قمر کی

اللہ نہ ابرو کو ملا نا بت کافر
پہر آیا جو محراب ہی کعبہ کے ور کی

ہے کعبہ ابرو مین سجدہ کیون نکرون قا
گلدستہ بھی جاروب ہے اللہ کے گہر کی

ہے قاتل عالم ترے ابرو کا اشارہ
اس تیغ کے آگے نہین چلتی ہے سپر کی

مرکے بھی چہپاؤن جو ترے زلف کا سودا
تبی نہ دہوان دے مرے تربت پہ اگر کی

آتا ہے نہ وہ یار نہ موت آتی ہے مجکو
آفت مین پڑی جان ہے ادہر کی نہ ادہر کی

دے جان خلیل اپنے الفت کو چہپا کر
اب کیا کرین ہم پہلے سے کہتے نہ خبر کی

غزل داغ

اے وعدہ فراموش رہی تجہکو جفا یاد
یہ بہول بہی کیا بہول ہو یاد بہی کیا یاد

تہا ورد زبان نعرہ یا رب شب فرقت
آتا ہے بڑے وقت مین شیدیکو خدا یاد

جو سبق اوٹہاتے ہین وہ بہولے نہین جاتے
غم دل سے سوا یاد ہے دل تمسے سوا یاد

بہولا نہین مین قطع تعلق مین غم عشق
اسکا بھی مزا یاد ہے اوسکا بہی مزا یاد

سمجہے ہو دن رکہیو گے مجہے امیر کہ کذا
اسوقت مجہے بہول کے تمنے کیا یاد

کو جان سے جاتا ہے ترے بزم مین جانا — اسکو بھی شکایت ہوئی جسکو نہ کیا یاد

دل دیتے ہین لو مفت مین کیا یاد کروگے — احسان جو مانوگے تو آئے گی وفا یاد

چھپتا نہین چھپائے کہین ہی سے کچھ بانکپن اونکا — ترچھی سی نگہ یاد ہے برچھی سے ادا یاد

بندے سے ہے کیون پرسش اعمال الٰہی — انسان کو رہتی ہے کہان اپنی خطا یاد

مرتا ہون مگر جیتے مٹاتا نہین اپنی — کرتا ہون اسی کے لئے جو جو ہین وفا یاد

رہتا ہون عبادت مین ہمین مونکا تھکا — ہم یاد خدا کرتے ہین کرے نہ خدا یاد

معشوقوں سے اے داغ تغافل کا گلہ کیا — کیون یاد کرے تجکو کرے اوسکی بلا یاد

غزل مایل

طور پر دیدار جھوٹی بات ہے — وہان مجسم کیا خدا کی ذات ہے

ہر اشارہ مین ترے یک بات ہے — اور پھر اوس بات مین کچھ گھات ہے

اور کیا دون کیا مری اوقات ہے — گھر مین باقی ایک خدا کی ذات ہے

راہ مین دل قرض دون کیا بات ہے — اوسمین چل ہے دم ہے فن ہے گھات ہے

درد ظاہر ہے مری تصویر سے — آنکھ مین آنسو ہین دل پر ہاتھ ہے

تم نہ شرماتے تو کہدو صاف صاف — میرے منہ مین تیرے دل کی بات ہے

کیا خدا نے تو خدا کی چھوڑ دی — نام زر کیون قاضی الحاجات ہے

بھیجی تصویر منگوا یا ہے دل — ایک فرمایش ہے ایک سوغات ہے

آگے آگے ضد ہے پیچھے پیچھے صلح — تری آدھی مری آدھی رات ہے

دیکھتے ہی نیر پہل بھرتے ہین نین — یہ نئی بارش نئی برسات ہے

شرم سے مطلب وہ کہہ سکتے نہین — مونہ مین آدھی دل مین آدھی بات ہے

ان بتون نے کر دیا سب کو فنا — اب فقط باقی خدا کی ذات ہے

جسم مین اپنے کیا کب تم کو قید — جان کتنا پیار کی اک بات ہے

بھیجتے ہو کسلئے مائل وہان — کیا تمہاری یہ غزل سوغات ہے

غزل آزاد

کہان ہیں وہ دن کہ پیار کرتے کہ ہم اونہیں بار بار دیکھکے — ہمیں ستم کرتے ہیں اب وہ پردہ نقاب مین منہ چھپا چھپا کے

کبھی کبھی جو ہمین تو آکر یہ دل امانت ہے لیکے جاؤ — نظر نہ پڑ جائے ہو شوخی کی رکھیں کہیں کہان تک چھپا چھپا کے

وہ قصہ غم اونہیں سنایا رقیب نے جسپہ خون بہایا — مگر نہ کچھ اونکو رحم آیا نکے ہم آج بھی سنا سنا کے

یہ نقد دل آپ نظر لیجئے نعل و تنک کو جانے دیجئے — حضور اسکو قبول کیجئے ہزار کو لاکھ کو دکھا دکھا کے

بلا ہے وہ یک پری شمایل کہ دم مجھے دیکے [illegible] — ادا سے غمزہ سے مسکرا کے جتا اپنی جتا جتا کے

ہزار دن چھریان جو سب پہ ہے اب میں دلکو ڈبو دیا — وہ ترچھی نظرون سے دیکھ لینا کبھی کبھی اونکو بلا بلا کے

یہان تلک آزاد ہنسے اونکو سنایا قصہ دل حزین کا — کہ نیند گئی ہچکی روتے روتے کہا کہ بس بس اٹھے خدا کے

غزل قبول

بظاہر سبکی گور غریبان پر پرستی ہے — مگر زیر زمین جا کر جو دیکھا خوب بستی ہے

خمیدہ کرتا ہے انسان کو جوہر شرافت کا — اصالت جسمین ہوتی ہے شہی تلوار کستی ہے

اجل آنے کا ڈر ہے ورنہ کچھ خطرہ فنا کا ہے — جسے سب نیستی سمجھے ہوئے ہیں ہین ہستی ہے

مدام آنکھین تری پیش چشم اے ساغر گلرو — ہمین سے بادہ و ساغر ہمیشہ کی جو مستی ہے

کرو تم قدر اسکی گو ہمارا دل پریشان ہے — یہ ویرانہ وہ ہے جسمین تمہاری یاد بستی ہے

قبول ایسی بھی مضمون گرم سے لب تک آتی ہین — پھپھولے دلمین پڑتے ہین زبان پر بکسی ہے

غزل وزیر

چاہتا ہے خاک کیا تو گھر بنانے کے لئے — فکر رہنے کی جگہ آیا ہے جانے کے لئے

اور کو کیا رنج دو دن رہنت اوٹھانیکیلئے — یک تنکے کو نہ چھوڑ دن آشیانے کے لئے

اس چمن سے گل چلے بلبل گریبان پھاڑ کر — ہے جنون تنکے چنے آشیانے کے لئے

ہنستے کیون مانگی گلشن مین دعا اے جوش گل — اب جگہ ملتی نہین ہے آشیانے کے لئے

پھر رہی ہے ہم تجھے وہی غم تجھے محبت تھی وہی — قفل کر لیتے اگر آنکھیں لڑانے کے لئے

ہون وہی غم دیدہ ہنسی کو کی تو مین رونے لگون — کچھ بہانہ چاہیے آنسو بہانے کے لئے

جملہ تن ہے چشم نرگس یار تیرے دید کو — کل ہمہ تن گوش ہین تیرے فسانے کے لئے

بزم عالم مین کھڑا ہون پر جلا تا ہون مین — سکہ لئے ہے شمع سے رفتار جانے کے لئے

کیون دل بیتاب کو دکھلایا خال زیر زلف — دام مین مچھلی نہین آنے کی دانے کے لئے

ہوا گر سرگشتگی مین فکر تعمیر مکان — خاک اڑا لایا بگولہ گھر بنانے کے لئے

اب کسی گلرو سے دل مین سبیجے گرا ہے زیر بار — کیا چمن مین تنکے چنے آشیانے کے لئے

غزل اسیر

افسوس ہے تمکو ستمگر کو معلوم ہمارا حال نہیں — کیون دل پر چوٹ لگاتے ہو یہ شیشہ ہے کہ سفال نہیں

اللہ رے تیری شہد ساقی اللہ رے تیری بیباکی — کہہ غیر سے کہتے تو ہان جی ہان اور ہمکو کہین فی الحال نہیں

ہے دل تو ہمارا ویسا ہی پر جوش جوانی کا وہ نہیں — اب سودا حسن کا کیونکر ہو معدہ گاہک ہے دلال نہیں

مدت مین عقدہ حل یہ ہوا اس خال کا نکتہ چینی سے — ہے درج گہر پر قفل لگا یہ لب پر اوسکے خال نہیں

خوبانکے گنج بلا نیکو یک جذبہ دل کا کافی ہے — کچھ سحر نہین کچھ افسوس نہین کچھ جادو نہین کچھ فال نہیں

کچھ حال ہمارا مت پوچھو زندان مین ساری عمر کٹی — یک پہر نہین یک روز نہین یک ماہ نہین یک سال نہیں

یون کی شعر اسیر تو کہتا ہے استاد سے لیکن کیا نسبت — وہ وضع نہین وہ طرح نہین وہ چال نہین وہ ڈھال نہیں

غزل اشک

جلائین مار ڈالین جسکو جی چاہے زمانہ ہے — بتون کے گھر مین ان روزون خدائی کارخانہ ہے

طلب جسکے لئے کھینچی ہے گا ہے تازیانہ ہے — مقدر مین یون ہی لکھا تھا الفت کا بہانہ ہے

ہزارون آدمی کرتے ہین سجدے رات دن اسکو — بڑا حاجت روا ہے خلق بت کا آستانہ ہے

سنائینگے کسی دن درد غم کی داستان تجھکو — ترے گھر مین اگر صیاد اپنا آب و دانہ ہے

ہزارون درد کے مضمون مجھکو کیون نہ یاد آئین — مزہ ہے عشق بازی کا طبیعت عاشقانہ ہے

جہاں دیکھوں وہاں وہیں بسمل پھڑکتے ہیں
تری تیز نگاہ ناز کے عالم نشانہ ہے

تمنا ہے ذرا دل دیکھے سب اہل نظر دیکھیں
غزل جو شک کے دیوان میں ہے عاشقانہ ہے

غزل نثیر

گھر بیٹھے دیکھ لینگے پرائی نظر سے ہم
لے لینگے آنکھیں آج ترے نامہ بر سے ہم

اس سے سوا ہمارے مقدر میں ہے بھی
ڈرتے ہیں آپ کی نشتری نظر سے ہم

سر کے زمین بھی تو سبہ کنا محال ہے
بیٹھے ہیں شرط بد کے ترے سنگ در سے ہم

چھپ کر کسیکے دلمیں رسائی کی ہے تلاش
پھرتے ہیں راہ پوچھتے دیوار و در سے ہم

جلوہ ہزار آپکا شوخی کیا کرے
دیکھیں گے آنکھ اوٹھا کے نہ چتونکی ڈر سے ہم

اے ضعف ہمسری جو نزاکت کو ہو گراں
کہٹ جائیں اور بال پھرا ان کی کمر سے ہم

محروم دید پھیر دیا جب سے یار نے
ہم سے نظر چراتی ہے آنکھیں نظر سے ہم

صبح شب وصال کے ڈر سے یہ کھل گئی
چور ہیں کے ساتہ بندہ گئی پچھلے پہر سے ہم

جاتے کبھی کے صبح نوز یارت کو ای نثیر
عاجز ہیں قحط فرصت و زاد سفر سے ہم

غزل

جیتے جی تو نہ نکالا کبھی حسرت مری
آج کیوں سینہ سے لپٹے ہو میت میری

کوچۂ یار سے لیجائیو میت میری
دوستو یاد رہے تمکو وصیت میری

دیکھو کس ناز سے وہ پھول چڑھانے آئے
اللہ اللہ دیکھو وہ لہن بھی تربت میری

کوئی پتھر کو تراشے تو نقش جاتا ہے
ورنہ نہیں کاٹے سے کٹتی شب فرقت میری

سب بیٹھے رہے مجکو قضا نے گھیری
حشر تک نہ رہے گی یہ شکایت میری

ہجر جانا نکاد لاکر تلے ہے شکوہ ناحق
کچھ خطا اون کی نہیں ہے بری قسمت میری

بعد مدت کے کیا وصل کا وعدہ اوسنے
للہ الحمد ٹھکانے لگی محنت میری

نام لینے کا نہیں خوف سے لیکن حبیب
آج دے دیجیے مجھے آپ امانت میری

ہنسنے کو فرماتے ہیں یہ تو ہے سزا لے لذت
جس گھڑی ملتی ہیں وہ بخشتی صحبت میری

نقد جان لیکے نہ مفت میں یا کرو
عمر بھر کی بھی و اللہ ہے دولت میری

آگیا دل جو تمہارا ابھی کسی پر صاحب
ادھ گھڑی آپ کو کھل جائیگی حاجت میری

فیض انجام سے کیوں فتح نہ ہو ملک سخن
اندنوں زور پہ نصرت ہے طبیعت میری

غزل امل

یہ کہتے ہیں کیا آپ کہیں دل نہیں ملتا
ملتا ہے مگر آپکے قابل نہیں ملتا

کیوں غیر کے ساتھ آکے ہو مائل نہیں ملتا
تم اور کہیں جاؤ یہاں دل نہیں ملتا

سب کو ہے خوشی عید کی تم ہے تو مجھے ہے
سو بار رکھا اوس سے گلے مل نہیں ملتا

سینے سے جو لی سانس تو آواز یہ آئی
جسمیں مری لیلی ہے وہ محمل نہیں ملتا

تو مجھ سے ملا تری نظر میری نظر سے
یہ کیا ہے مری دل سے ترا دل نہیں ملتا

کیا مار کے مجکو وہ چھپا دلمیں کسیکے
حیران ہے پورس بھی کہ قاتل نہیں ملتا

حوروں سے پیوند ہو گیا وصل کا موقع
پاتی تو بنھالے لب غزل نہیں ملتا

کیا کہتے ہیں وہ اور سے وہ محشر میں سنو تو
کیوں شکل دکھاتا ہے تجھے دل نہیں ملتا

ملتا ہے وہ دل جسمیں ہے بت تیرا ہی مائل
جس دل میں خدا رہتا ہے وہ دل نہیں ملتا

غزل مونس

شہید عشق ہوے قیس نامور کیطرح
جہاں میں عیب بھی ہے کیا ہنر کیطرح

بیکل آج شام سے ہیں مرے دل سحر کیطرح
ڈھلا ہی جاتا ہوں فرقت میں دوپہر کیطرح

بتا تو دیجئے صاحب کہاں لگا ہے یقیں
دہن بھی آپ کا ملتا نہیں کمر کیطرح

سپید بخت ہوں بیلا باغ سے نکالا [illegible]
گرے کا پھول تو دامن میں ہو سپر کیطرح

خدا رکھے تجھے آیا جو خلق میں اے قمر
کرینگے پائے کو ہم لگا کے اپنے جگر کیطرح

بچو عشق ہے مونس کہ نہ مذاق اوسکو
خبر کسیکی نہیں طفل بے خبر کیطرح

غزل یاس

شکنی باطل پرستی حق نمائی ہو گئے
اسکی پیدائش سے کعبہ کی صفائی ہو گئی

رستگار اے شاہ مردان کل خدائی ہو گئی
آپ ہی سے خلق کی مشکل کشائی ہو گئی ۔

وصل مین کہنیجا جو مین نازسے بولا وہ شوخ
ہاتھ مرا چھوڑ دے بیکل کلائی ہو گئی ۔

جسنے جو مانگا اوسے تونے دیا پروردگار
تیرے در سے خلق کی حاجت روائی ہو گئی

روز اوسکی تیوریان چڑہتی ہین مجپر عاشقین
لشکر غم کی مرے دلپر چڑہائی ہو گئی

دے دیا دل آپکو دعوی مجہے پھر اوسپہ کیا
ہاتھ سے اپنے گئی جو شئے پرائی ہو گئی

ملگیا اون سے سوال وصل پر تمکو جواب
بس چلو بھی یاس قسمت آزمائی ہو گئی ۔

خلیل

کچہ شرارت سے نہین دل بھی جلانے والے
آپ تو پانی مین ہے آگ لگانے والے

نالے عشاق کے سنتے نہین معشوق کبھی
کان بہر دیتے ہین بے طور لگانے والے

یار سے عذر گنہ چاہے اے دل دم نزع
بخشوا لیتے ہین تقصیر کو جانے والے

غم نہین آپ جو بیزار ہین مرے والے
اس کبوتر کے ہزارون ہین بلانے والے

گالیان دو ہمین تم ہم نہ برا مانین گے
زہر کو شہد سمجھ لیتے ہین کہانے والے

موت آئی جو شب ہجر مین معلوم ہوا
بن بلائے بھی چلے آتے ہین آنے والے

گرم اشکون سے جلاتے ہین مجھے دیدۂ تر
آگ دن رات لگاتے ہین بجھانے والے

مونکا خوف ہے کسکو ملک الموت تو آئے
ہم تو سر پہ ہین کفن باندہکے جانے والے

دل نہ دینا کسی خوش قد کو زمانے مین خلیل
گہات مین پہرتے ہین جھنڈے پہ بٹھانے والے

خلیل

کہلا مجہے وقت سحر جاتے جاتے
وہ مہ دیکہیا داغ کہر جاتے جاتے

خدا اسکے لئے قتل سے باز آوے
تھکے ہین عدم کو بشر جاتے جاتے

وہ بے رحم ہو کے تھے گھر پھیر کر جو
رہا آنچ تن پر سے سر جاتے جاتے

بیری بیکسی پر وہ صبح شب وصل
رہی دیر تک چشم تر جاتے جاتے

جب اون کو محبت تھی تب وقت رخصت
وہ روتے تھے دو دو پہر جاتے جاتے

بہت تنگ آئے ہیں اب ہیچ در سے
ادھر آتے آتے ادھر جاتے جاتے

جو ہم جانتے اس جفا جو کے گھر ہیں
بلا سے اگر جاتے مر جاتے جاتے

وہ گھر پھیرے اگر گشت سے ہو لے
کہاں راہ بھولی کدھر جاتے جاتے

رسائی نہیں ہوتی ہے اوسکے گھر تک
بس اب تھک گیا ہے جگر جاتے جاتے

قلیل آہ میں کچھ بھی ہوتی جو تاثیر
پھر آتے وہ رستے سے گھر جاتے جاتے

غزل

ہم ہے در پر تمہارے عام و خاص
یہ تو فرماؤ ہے کس سے کام خاص

جو کہ آتا ہے وہ ہے بادہ آشام خاص
یون ہین ہم تم ہو سب مین نام خاص

مست ساغر سب ہیں میں مست دل
جام کے سب کے عام میرا جام خاص

گھر لیا اون نے ہمارے گھر کے پاس
رنگ لائی گردش ایام خاص

ہاں نہیں بیشک بہت سے کام ہیں
لطف ہو گر کام میں ہو کام خاص

کافر و مومن ہیں میرے معتقد
ہے میرا اسلام بھی اسلام خاص

نکلے ہیں بن ٹھن کے وہ وقت سحر
آج اپنے شہر میں ہے شام خاص

چاہئے سجدہ کا پیشانی پہ داغ
ہو گیا اللہ کا ایک نام خاص

آج جاگینگے پہر رات کے تیب
آؤ لیٹو تم سے ہے کچھ کام خاص

کاتب اعمال کا کھو لو شمار
دوش پہ ہے گیسوئے الہام خاص

ننگ با عشق بتان عشق خدا
ہو گیا آغاز کا انجام خاص

کہتے ہیں معشوق نایل تم کو سب
یہ لقب ہے خاص یہ ہے نام خاص

دنیا کو چھوڑ دے سگ دنیا کیواسطے / یہ استخواں پسند کرے کب ہمارے دل

ین ہجر محبت دل کے تڑپنے پہ مر گیا / چھاتی پہ مونگ دلنے لگے اسکا دل

جو ہیں سو آج کل تو جگہ دل میں رکھتے ہیں / کل ڈھونڈتے پھروگے کدھر ہے سرا دل

آنکھیں لہو بہاتیں جو ساغر سے مے گرے / شیشہ جو گر پڑے تو مرا ٹوٹ جائے دل

کیونکر کہوں نہ قبلہ حاجت روا اوسے / کعبہ ہو غلاف جو اترے قبا سے دل

راحت گئی اگر تو گیا رنج نے گذر / خالی رہے وتر یہ نہ مہماں سراے دل

حمزہ

چرخ کی گردش نے برہم کارخانہ کر دیا / میری وحشت نے مرا گھر ہی فسانہ کر دیا

عمر سیر بوستاں میں آج تک گذری سری / کیوں فلک نے میرا مسکن قید خانہ کر دیا

کشتہ زلف سیاہ یار کا پہچان کر / قبر پر ابر سیہ نے شامیانہ کر دیا

رات دن رہ رہ کے سینہ میں خیال یار نے / خانۂ دل کو مرے آئینہ خانہ کر دیا

میں بھی اک بلبل تھا اے حمزہ جہاں کے باغ میں / کس لئے ویران خزاں نے آشیانہ کر دیا

غزل اسیر

آنکھیں بیکار ہیں دیکھیں جو نہ صورت تری / دل وہ کیا دل ہے نہ ہو جسمیں محبت تری

جلد اے روح سفر پیکر خاکی سے تو کر / چند روزہ ہے ملاقات غنیمت تری

کیا عذاب شب فرقت سے چھڑایا ہمکو / مہربانی تری اے مرگ عنایت تری

غنچہ دل کو میرے چاک نکر ڈرتا ہوں / کہ پریشاں نہ ہو بوئے محبت تری

باغ میں بلبل و گل بزم میں پروانہ شمع / بھیس بدلے ہوئے پھرتی ہے محبت تری

شعلۂ نار سقر سے جو ڈرے اہل گناہ / ابر بن بن کے برسنے لگے رحمت تری

سرکشی صورت آتش نکر اے پارۂ خاک / ذرہ سے ذرہ کو ہے معلوم حقیقت تری

دعوی خوں ہمیں درکار ہے کیا حشر کے دن / سرخ مہندی سے ہے انگشت شہادت تری

دفن زر کیلئے کھدوائی ہے جو تو نے زمیں / دیکھ منعم کہ یہی جا نہو تربت تری

ظاہر ہے دیوانون کو کیا محشر کے وار دگیر سے
ہم رہینگے یکطرف ہوویگا محشر یکطرف

وہ تو شرم سے اپنے نادم عیسی کے آگے نہ ہون
ہو حساب اپنا خدایا روز محشر یکطرف

سائل گردش قسمت نے چکر مین رکھا
چرخ نے گھر گھر پھرایا تو مقدر یکطرف

تھا جبین یاد آ گئی ساقی کی حمزہ چشم مست
جام پھینکا ایک جانب آب کوثر یکطرف

غزل کوکب

اگر دیکھتے نہ ہم صورت تمھاری
تو کاہی کو ہوتی محبت تمہاری

حسینون مین کیون نہ ہو شہرت تمہاری
بنائی ہے خود حق نے صورت تمہاری

ہزارون فدا ہین ہزارون تصدق
جو آتی ہے صاحب قیامت تمہاری

بچائے خداوند عالم نظر سے
کہ آئینہ تکتا ہے صورت تمھاری

دیا حکم سولی کا چھو لین جو زلفین
نرالی ہے صاحب عدالت تمہاری

میرے قتل پر بھی نہین تیغ اوٹھتی
بہت بڑھ گئی ہے نزاکت تمہاری

قطعہ

وفادار ہین بے وفا تم نہ سمجھو
نہ بھولینگے مرکر بھی الفت تمہاری

اسی بات پر ایک بوسہ تو دے دو
بھلا ہم بھی دیکھین سخاوت تمہاری

اوسی روز ہم زہر کھا لینگے پیاری
نظر آئینگے جب نہ صورت تمہاری

زمین پر نہین پانون تھمتا ہے کوکب
یہ حالت ہے کیا آج حضرت تمہاری

غزل حمزہ

خط سے رخ نگار ہے سرخ و سفید و سبز
کیا جلوہ بہار ہے سرخ و سفید و سبز

دی سبزہ خط نے ساغر بلور مین شراب
کیا روے بادہ خوار ہے سرخ و سفید و سبز

جوہر تنفر سے تیغ کا دکھلا رہا ہے رنگ
مقتل مین ہر مزار ہے سرخ و سفید و سبز

قوس قزح سے ہوتا ہے ہر دم یہ ثبوت
تیغ نگاہ یار ہے سرخ و سفید و سبز

حمزہ اگر نہین ہے تجھے عشق گل رخان | کیون چہرہ بار بار ہے سرخ و سفید و سبز

غزل حمزہ

تصور مین تیرے اے بے خبر ہم | تڑپتے شام سے ہین تا سحر ہم
کرین کیا تیری گیسو کی شکایت | بلا مین پہنسگئے ہین جان کر ہم
اتاریگی انھین شیشہ مین دل کے | پری بدہ ہین اگر تو سحر گر ہم
قضا آئی پرا تبتک وہ نہ آئے | ہین نگران نزع مین بھی سوے در ہم
سدا زلفون کا اون کے ہے تصور | ہین دل کو جلتے سانپون کا گہر ہم
چلے آتے وہ گہر مین میری حمزہ | اگر نالو نمین پاتی کچھہ اثر ہم

غزل زراق

دل یار کو دیا تو کہو کیا برا کیا | سجدہ مین گرچہ بت کو کیا کیا برا کیا
سینہ ہمارا چاک ہے اور دل بھی چاک ہے | دامن اگر مین چاک کیا کیا برا کیا
جلتے ہین سب تو کعبہ کو سجدہ کیجے واسطے | بت خانہ مین گیا تو کہو کیا برا کیا
تنگی سے میرے منہ کو وہ رخ سے ہٹادیا | بوسہ اگرچہ ہم نے لیا کیا برا کیا
زراق سب تو بنگئے مومن ہین نا بسر | کافر اگرچہ ہمنے ہوا کیا برا کیا

غزل نامعلوم

مرا بے چین میرا چل بلا دل | لیا پھرتا ہے مجھ کو جا بجا دل
ملادی خاک مین کیون مجھ کو تو نے | ترے ناز دن کا پالا تھا میرا دل
ہزارون حسرتون کا خون ہوگا | ارے ظالم نہ مٹھی مین ملا دل
ادا ادہ ناز جانا کی دوہائی | گیا دل ہاتھ سے میرے گیا دل
گلی سے اوسکے گہنٹک آتے آتے | مچل سو سو جگہ رہ رہ گیا دل
سمجھے ہین دل میرا وہ لیکر بولا | بھلا تم نے تو لو سمجھے میرا دل

ہمارا بھی کبھی تو آشنا تھا ۔ ارے وہ بے مروت بے وفا دل

غزل نامعلوم

اوٹھنے اوٹھنے نازکی سے دست حنا رہگیا ۔ مجھکو حسرت رہگئی قاتل کو ارمان رہگیا

وصل کا آج اوس پریسی ہو کے سامان رہگیا ۔ شرم تیرا ہو برا دونوں کا ارمان رہگیا

وائے قسمت ہم نہ گلشن کے نصیب لگے ہوئے ۔ پھول کیا کانٹوں سے بھی محروم دامان رہگیا

اور تو سب حسرتیں نکلیں تہ شمشیر یار ۔ اک تڑپنے اوٹھنے کا دل کو ارمان رہگیا

آدمی رہتا نہیں دنیا میں رہتا ہی نشان ۔ ذکر ہم باقی رہا نام سلمان رہگیا

غزل رند

ای پری یاد ہے وہ نازسے آنا تیرا ۔ منہ کو شرما کے دوشالے میں چھپانا تیرا

نقش ہے دل پہ مرے آج تلک ای ظالم ۔ سب کے نظروں سے بچا آنکھ لڑانا تیرا

جان جان یاد ہے بوسے کے لئے وصل کی شب ۔ نہیں کرنا مرا منہ کا چھپانا تیرا

یک بیک چیز کو میں یاد کیا کرتا ہوں ۔ کبھی چوٹی کبھی گردن کبھی شانا تیرا

منتیں مانیاں درگاہ پہ نہیں چلے باندھی ۔ پھر بسنت ہوا ساتھ سلانا تیرا

ڈالتا ہوں کسی جلاد کے پاسے تم کو ۔ آج ہی کل میں لگاتا ہوں ٹھکانا تیرا

دیکھکر کوچہ میں اپنے مجھے بولا وہ شوخ ۔ نہیں کمبخت کہیں اور ٹھکانا تیرا

جب میں روتا ہوں تو کہتا ہے مجھے فرمائے ۔ آنکھیں پھوڑ دیگا عجب اشک بہانا تیرا

دل بیتاب گھڑی بھر تو مجھے سونے دے ۔ قہر ہے روز کا راتوں کا جگانا تیرا

دم میں دم باقی ہے جتنک اٹھا یار سے ہاتھ ۔ رند دشمن ہے تو ہو سارا زمانا تیرا

غزل مایل

ہوش میں آنا بھی برا ہو گیا ۔ سر ترے زانو سے جدا ہو گیا

یوں ہی لڑکپن ترا کچھ کم نہ تھا ۔ عہد جوانی تو بلا ہو گیا

اسنے مجھے آپ ہی بوسہ دیا / آپ ہی پھر بے مجھسے خفا ہوگیا

دل بھی دیا جان بھی دیا عشق مین / قرض ادا قرض ادا ہوگیا

خواب سے تم اوٹھکے پریشان کیون ہو / کون گلے ملکے جدا ہوگیا

اے بت کافر تری کیا بات ہے / سجدہ لیا اور خدا ہوگیا

دل میرا گھل گھل کے مسیحا بنا / دکھ مرا بڑھ بڑھ کے دوا ہوگیا

پیار سے کہتا وہ تیرا یاد ہے / تجھکو دیا دل مجھے کیا ہوگیا

وصل مین ہم شرم کے قائل نہین / نام ترے ضد کا حیا ہوگیا

کہتے ہین مائل سے وہ صبح وصال / کیون نہین سوتے تمہین کیا ہوگیا

غزل مائل

جو کروٹ لی تو ڈہل آئے گلے کے ہار پہلو مین / وہ گل سو یا ہے پہلو مین کہ ہے گلزار پہلو مین

جدائی وصل مین دیکھو جو لپٹا یار پہلو مین / وہ تکلین جستے مین دل سے کھچی دیوار پہلو مین

مسلمان کافر و نہین ہون مسلمانو نہین کافر ہون / کہ قرآن سر پہ ہے بت آنکھونمین ہے زنار پہلو مین

تامل کیون ہے اے قاتل نگہ بھی ہے مژہ بھی ہے / وہ نیزہ وار سینہ مین یہ برچھی مار پہلو مین

زلیخا تو نہ دے ہمت دکھا وہ جذبہ الفت / کہ یوسف کہینچکے آجائے سر بازار پہلو مین

ہمارے شامت آئی ہے ہماری موت آئی ہے / وہ اک اک بات پر بگڑے ہین سو سو بار پہلو مین

اگر تو گاکے ناچے چٹکیان لینے لگے لاکہون / تری رفتار آنکھونمین تری گفتار پہلو مین

جو گستاخی کرونگا ہاتھ میرے کاٹے جائینگے / وہ یون سوئے کہ رکھلی پہلے ہی تلوار پہلو مین

جلانے دل میرا ظالم نے یون تصویر کھچوائی / ادہر اغیار پہلو مین اودہر اغیار پہلو مین

برہمن بت کو پوجے اپنے دل کو ہم کرین سجدہ / کسیکا یار پتھر مین کسیکا یار پہلو مین

جو مونہ دیکھا تو اک بجلی گرائی دلپہ مائل کے ‌ ‌ لگا دے آگ ظالم نے دمِ دیدار پہلو مین

غزل نسیما

ترچھی نظرین ہوگئین ایکبار جانی آپکی ‌ ‌ بانکپن کرنے لگی سب سے جوانی آپ کی

پیار کی باتین بھی زخمون پہ چھڑکتی ہین نمک ‌ ‌ چٹکیان لیتے ہی دل مین خوش بیانی آپکی

رنگ نکھرا ہی ہین اونکا فتنے برپا ہو چلے ‌ ‌ قابل تعظیم ہے اوٹھتی جوانی آپ کی

پائے نازک پر جو سر رکھا تو کھائین ٹھوکرین ‌ ‌ بیر ہماری بندگی وہ قدر دانی آپ کی

جان سے بھی لیے بھی قربان رہتا ہی نسیم ‌ ‌ ہائے اسپر بھی وہی ہے بدگمانی آپ کی

غزل مائل

گھبراتے ہین پھر آتے ہین کچھ جھوٹ ہی کچھ سچ ‌ ‌ وہ ایسی قسم کھاتے ہین کچھ جھوٹ ہے کچھ سچ

دل جاتا ہے وہ آتے ہین کچھ جھوٹ ہی کچھ سچ ‌ ‌ کچھ کھوتے ہین کچھ پلتے ہین کچھ جھوٹ ہی کچھ سچ

مین کہتا ہون بیمار ہون اور مرتا ہون تجپر ‌ ‌ وہ سنکے یہ فرماتے ہین کچھ جھوٹ ہی کچھ سچ

گھونگٹ نہین اوٹھتا نہین اوٹھتا نہین اوٹھتا ‌ ‌ ہنسی سے وہ شرماتے ہین کچھ جھوٹ ہی کچھ سچ

تلوار سے بازار مین کرتے ہین مجھے قتل ‌ ‌ پھر روتے ہوئے جاتے ہین کچھ جھوٹ ہی کچھ سچ

پہلو مین ہے دل لب پہ صدا ہائے گیا دل ‌ ‌ کسطرح وہ لیجاتے ہین کچھ جھوٹ ہی کچھ سچ

چھپتی ہے جو اخبار مین تعریف ہماری ‌ ‌ دشمن اوسے سمجھاتے ہین کچھ جھوٹ ہی کچھ سچ

خوگر جو ہوے رنجکی تو رنج ہے راحت ‌ ‌ ہم ایسی سزا پاتے ہین کچھ جھوٹ ہی کچھ سچ

مین نے جو لکھا تم ہو پری مین ہون سلیمان ‌ ‌ خط پڑھکے وہ فرماتے ہین کچھ جھوٹ ہی کچھ سچ

دیکھے ہین شب وصل زبان مونہ مین ہمارے ‌ ‌ پھر پوچھین تو فرماتے ہین کچھ جھوٹ ہی کچھ سچ

مائل کو عمل نامہ سناتے ہین فرشتہ ‌ ‌ اور اوسے سمجھاتے ہین کچھ جھوٹ ہی کچھ سچ

آجاتے ہین جب حضرت مائل کے دو دم مین
دل دیکہے چلے جاتے ہین کچہہ جہوٹ ہی کچہہ سچ

خلیل

ترک دنیا خوب ہے حرص و ہوا اچھی نہین
ہر کس و ناکس کے آگے التجا اچھی نہین

مانگتا ہون بوسہ جلا کے تو کہتا ہے وہ شوخ
اس گدا سے کہدے کوئی یہ صدا اچھی نہین

امتحان سو مرتبہ مہر و محبت کا کیا
ابتدا اچھی ہے لیکن انتہا اچھی نہین

مجھسے برہم کرتی ہے جا کر مزاج یار کو
روز یہ غمازی یہ ای باد صبا اچھی نہین

اے صنم باز آ اسکے سینے ڈرو سے فریاد سے
جسکا دل دکھتا ہو اُسکی بد دعا اچھی نہین

اوس صنم کو دل دیا پھر کیصورت حور کی
کیا کہو تمہین صنعت دست خدا اچھی نہین

عاشق صادق ہون بد عہدی سے امر دل نہ توڑ
ای صنم روز جزا ہے یہ دغا اچھی نہین

ترک کرو جستجوے وصل جانان کو خلیل
دیکھو بازو آو تلاش کیمیا اچھی نہین

عیش دنیا پر نہ بھولو دل کو غم کھانا بھی ہے
پھول کو گلشن مین کھلنا اور مرجھانا بھی ہے

آمد فصل بہاری پر نہ بھولو عندلیب
ایک دن ہر گل کو ناداں باغ سے جانا بھی ہے

تم اپنا جلوہ دکھا کے کیون ہین چھپو ہو وہان
شمع جسے محفل مین ہووے ساتھ پروانہ بھی ہے

غزل مائل

آسمان تجلی مر انور دہوان تہی چراغ
ہم تماشا لے کہے سر پہ دہوان تہی چراغ

زلف و مو یاف و رخ انور دہوان تہی چراغ
دیکہے گہونگٹ کے ہے اندر دہوان تہی چراغ

داغ دل در د جگر تار نفس ہے جلوہ ریز
ہے ہمارے جسم کے اندر دہوان تہی چراغ

پھیلی ہے تاریکی عصیان نظر تو کیونکر آئے
چاہئے یارب سر محشر ادہوان تہی چراغ

دود افغان و رگ جانان و سودا اوّل ہے
ہندسے قندیل کے اندر دہوان تہی چراغ

روشنی قبرون پہ کیون شہر خموشان مین نہین — رات آئی چاہیے گھر گھر دھوان تھی چراغ

پھر رہا ہے مضطرب کیون گرد فانوس اے پتنگ — بیکسے مر جا زیر بال و پر دھوان تھی چراغ

سرمہ چشم و نگاہ ناز ما بین مژہ — ہے تہ خنجر سے خنجر دھوان تھی چراغ

کیا ضرورت روشنی کی بیخودونکی بزم مین — زلف ساقی موج مے ساغر دھوان تھی چراغ

کانپتا ہے ہاتھ تار دل بیتاب سے — مین کرون روشن تو ہو مضطر دھوان تھی چراغ

ہے نظر مین روشنی لیکر ترا دل ڈھونڈتا — کھا رہے ہین آنکھ مین جیکر دھوان تھی چراغ

ہم اندھیرے مین پڑے ہین اس اجالے کو سلام — کیسلئے ہے قبر کے اوپر دھوان تھی چراغ

آہ لب پر سانس مین سوزش جگر مین آبلہ — جلتے ہین مائل وہان لیکر دھوان تھی چراغ

غزل عاشق

نقاب چہرہ سے بیخود ہمین کس سے پہلے اٹھا چکے ہین — ہم اپنے ہاتھون نشیمن دلکی خرمن پر آپ بجلی گرا چکے ہین

گئے تھے مقتل مین تیرے جانی وہ کھینچ بسمل کی جان نکلی — ابھی تو کشتہ کو مرے پیارے وہان سے جھلا کے لا چکے ہین

چلو پر آئے تماشہ جینا تمہاری عاشق کو لے چلے ہین — جھلا چکے ہین دہلا چکے ہین کفن بھی اوسکو پنہا چکے ہین

نہ آئے بالین پہ اوسکی جانی تڑپ کے آخر ہوا وہ بیجان — مریض ہجران کی تیری میت ابھی ابھی تو اٹھا چکے ہین

نہ چھیڑو سو وقت لحد مین یارو کہ یک بیک تو نہین وہ سویا — فراق ہجرت جنون وحشت ہمیشہ اوسکو جگا چکے ہین

تقاضا کرتے ہو کیون فرشتو خدا کو آنی بھی کیا ہے جلدی — یہ کہدو اوسسے کے ٹھہر جائین مرے وہ بالین پہ آ چکے ہین

غزل نسیم

بلند یون پر ہے اپنی ہستی پہ اوج کس خاکسار مین ہے — پسند آئی فلک پرستی وہ سر فرازی غبار مین ہے

خوشی شب روز روبرو تھی تبسم انگیز گفتگو تھی — ہمیشہ ہنس ہنس کے جی خوشی جو وہ ہنس شگفتہ مزار مین ہے

عجب طرح کی پڑی ہے مشکل ہوئی ہین دو آفتین مقابل — بدن کو قید کفن سے حاصل کفن جو قید مزار مین ہے

بدن سے لپٹا کفن کا جھگڑا بغل میں ڈالی ہے سر تختہ
سمجھ کے آئے تھے جا یہی تنہا سو یہ بھی اغیار زمین ہے

مزار زیر لحد کہاں ہے وہاں پہ تکلیف امتحان ہے
بدن تو سہ درجہ ناتواں ہے زمین امید فشار میں ہے

پس از فنا بھی نہیں جسم میں نصیب بہ غیر میں بھی کہاں ہے
زمین کے آغوش میں جو ہم ہیں زمیں فلک کے کنار میں ہے

تیمم کیا ہے سجو سے ہوگا نہیں ہے تقدیر میں جو لکھا
سوائے سرگشتگی ہے یہاں بگولے کے کیا کنار میں ہے

اسیر

اوس گلبدن کے عشق میں یہاں تک دکھائے گل
گلدستہ بنکے دیکھنے ہاتوں کے آئے گل

یہ گل جو سینے پہ کھایا ہے گلبدن
دیکھیں داغ عشق پہ کیا کیا کھلائے گل

یہاں سر سے پاؤں تک ہیں کھلے گل ہزار ہا
لالہ نے چار اپنی جگر کے دکھائے گل

دیکھو بچشم غور چمن ساز دہر نے
کس کس روش سے پار و گل نے بنائے گل

اس گلبدن کی تنگ قبا دیکھکر اسیر
پھر اپنے پیرہن میں نہ پھولے سمائے گل

سحر

کیا ستم کرتے نہیں اب کے زمانے والے
ناز بیجا بھی اٹھاتے ہیں اٹھانے والے

ہجر میں نیند کہاں وصل میں سونا کیسا
حضرت عشق ہیں راتوں کو جگانے والے

ہم شب وصل کے جاگے ہوئے سوتے ہیں ابھی
کون ہوتے تھے سرافیل جگانے والے

مر گئے ہم تو بلا سے نہ کڑھو غم نہ کرو
تم سلامت رہو دیوانہ بنانے والے

داغ

وقت انصاف جو تم پاس ہمارے ہوتے
روبرو داور محشر کے اشارے ہوتے

کس نے یوں پیار کیا کس نے وفا ایسی کی
کیوں نہ کریں قتل کسیکو وہ ہمارے ہوتے

پھول تھے غیر کی قسمت میں اگر اے ظالم
تو نے پتھر ہی مجھے پھینک کے مارے ہوتے

امتحان گاہ محبت میں تھے اغیار
یوں نہ گھبراتے اگر دل کے کرارے ہوتے

بے نیازی کی ادا ان میں نہ ہوتی ہرگز
داغ یہ بت جو نہ اللہ کے پیارے ہوتے

نہین مضایقہ صورت ہمین دکھانے مین
کہ اب تو کچھ نہین باقی ہے جان جانے مین

خدا کے واسطے ملجاؤ ہو چکی خفگی
ملیگا لطف تمہین کیا مرے ستانے مین

جہان سے نام وفا ایسا اٹھ گیا افسوس
کہ شرم آتی ہے الفت تمہین جتانے مین

پھنسا کے دام محبت مین پھر جلاتے ہین
ہوا ہے طور بھی آج کل نہ ملنے مین

ہنسی ہنسی مین جو ایجاد مجھے رولاتے ہو
بھلا ملیگا تمھین کیا مرے رلانے مین

گدا کو شاہ کرے شاہ کو گدا کردے
کسیکو دخل ہے کیا اسکے کارخانے مین

نہین ہے قدر تمہین آج گرچہ عالم کی
نہ ہمسا پاؤ گے ڈھونڈھو اگر زمانے مین

خاموش

ہم گرچہ نہین لایق دربار تمہارے
مشہور تو ہین بندۂ سرکار تمہارے

اچھے رہین نزدیک برے جائین کدھر کو
گل ہین تو تمہارے ہو گر خار تمہارے

زندہ کو تو مردہ کرین اور مردہ کو زندہ
ہین دو نو صفت آنکھون سے اظہار تمہارے

مقتل مین جو آؤ تو نہ لو ہاتھ مین شمشیر
بس کرتے ہین دو ابروے خمدار تمہارے

یوسف کے تو عاشق تھے فقط ایک زلیخا
یوسف سے ہزارون ہین خریدار تمہارے

ہم ایک نہین تیر نگہ کے تیرے زخمی
کتنے ہی پڑے ہین ان چشمون کے بیمار تمہارے

خاموش نہین قابل محفل ہے کسیطور
رہنے دو اسے بس پس دیوار تمہارے

شوکت

کہان پیرا کی طاقت جو تیرے بحر الفت مین
ہزارون کشتیان ڈوبین مروت ہے ہم ڈوبین

نپایا یکدم آرام مین تجھ دل لگانے سے
ہزارون سختیان جھیلے ستمگر کی محبت مین

دکھایا جلوہ موسی کو بنایا طور کو سرمہ
مگر شامل ہے یارب قہر بھی تیری عنایت مین

بھلا دیکھین تو کیونکر جائیگا تو جلد مین ناصح
رسائی کسطرح شیطان کی ہوگی اسکے جنت مین

نشہ تک ہے راحت و آرام ہین ہر ایک شے اے شوکت
سمجھنا دوست اوس کو کام جو آوے مصیبت مین

داغ

تسلی مرے دل کو کیا دے رہے ہین
کلیجے مین وہ چٹکیان لے رہے ہین

عجب خوبیان خوبرویون مین دیکھین
برائی مین بھی سب سے اچھے رہے ہین

وہان خاک اڑتی ہے اب وا اے حسرت
جہان سالہا سال جلسے رہے ہین

عدم کو چلے جائینگے ہجر مین ہم
اکیلے رہینگے اکیلے رہے ہین

محبت مین اچھا نہین دوڑ چلنا
جو آگے چلے ہین وہ پیچھے رہے ہین

خداوند رکھے مرے دوستون کو
بہت چل بسے اور تھوڑے رہے ہین

گئی داغ کے ساتھ مہر و محبت
فقط اب تو دعوی ہی دعوی رہے ہین

عالم

عجائب لطف سے صدمے دل نادان اٹھاتا ہے
مزا اپنے کئے کی آپ یہ جسوقت پاتا ہے

نہ ہونا پست پا اے دل تو میدان محبت مین
کہ تجھکو بعد مدت آج قاتل آزماتا ہے

پھرایا کو بکو وحشی بناکر تنکے چھنوائے
ابھی دیکھو تو یہ پیر فلک کیا کیا دکھاتا ہے

بہانہ کرکے مہمان کا جلانیکے لیے میرے
رقیب روسیہ کو روز وہ گھر پر بلاتا ہے

اگر پوچھے وہ میرا حال تو قاصد یہ کہہ دینا
جگر مین درد ہے اور ضعف سے دل بیٹھا جاتا ہے

نہین ممکن ہے بے محنت کسیکو اپنا کر رکھنا
بہت مشکل سے دل پیارے کسیکا ہاتھ آتا ہے

اگر کہتا ہون اوس سے دیکھ مر جاؤنگا کچھ کھا کر
تو کہتا ہے بلا سے کسیکو مرنے پہ ڈراتا ہے

مٹایا جسطرح اک بیوفا کیواسطے تمنے
بھلا یون بھی کوئی عالم شباب اپنا مٹاتا ہے

غزل

اشارہ ہے سر محفل کسیکا
ہمارے ہاتھ مین ہے دل کسیکا

کہے ہین پاؤن کے نیچے دبا کے
ملا ہے راستہ مین دل کسیکا

جسے دیکھا اوسی پر مر رہا ہے
کوئی کشتہ کوئی بسمل کسیکا

نہ پوچھو کیا ہے جو دو مٹھیون مین ۔ کلیجا ہے کسیکا دل کسیکا
نہ ڈالو ہاتھ گردن مین کسیکے ۔ گلا کاٹو نہ سر محفل کسیکا ۔

خمسہ جلال

کوستے جاتے ہین وہ بن ٹھنکے نکھرنے والے ۔ ٹھیس باتو نسے ہین زخمون کے بھی بھرنے والے
چوکتی بھی ہین کہین جی سے گذرنے والے ۔ اون کے سب ناز ہین گو زندہ بھی کرنے والے
ڈھونڈ لیتے ہین بہانہ کوئی مرنے والے

گذرے سر دیکے محبت مین گذرنے والے ۔ تھے عجب رنج مین دن ذلت کی بھرنے والے
قتل ہونے سے چھٹے عشق مین مرنے والے ۔ مرحبا قتل ہمین کرکے مکرنے والے
منہ سے کہتے نہین احسان کرکے کرنے والے

ہے یقین آپ کے کہنے کا قسم کہاتا ہون ۔ اپنے قابو مین نہین دل کو مگر پاتا ہون
جب نہین مانتا بس جو اسے سمجھاتا ہون ۔ بیقرار اور بہی اوس وقت ہوا جاتا ہون
کون تھے آپ تسلی مری کرنے والے

ایسا دل سخت ہے اوسکا کہ نہین رحم ذرا ۔ کوئی جی جائے کہ مرجائے نہین کچھ پروا
دل ہے لوہے کا تو پتھر کا کلیجا اوسکا ۔ یہ ہماری ہی تڑپ تھی کہ وہ بیچین ہوا
اور بھی کتنے ہین اس کام کے کرنے والے

تجھپہ لائیگا قیامت ترا قامت دیکھو ۔ بعد مرنے کے نہ دے داغ مجھے آئے جورو
چین لونگا نہ ترے دیکھکے بکھرے گیسو ۔ کھول کر بال پریشان نہ کر روح کو تو
ادہر سے سوگ کے پیرایہ مین سنورنے والے

ہم اس بات کا جب چاہ مرے نالے کرلین ۔ بام تک یار کے رستہ جو مرے نالے کرلین
سینے مین قلب کو ٹھنڈا مرے نالے کرلین ۔ بھلے تاثیر تو پیدا مرے نالے کرلین
عرش پہ چڑھتے ہین کہا دل سے اترنے والے

ماہ تابان پہ عجب روپ تھا روز وصال	ہجر جانان نے دئے آکے ہین رنج ملال
پاس کو آج کی شب تھا نہین بانو نکا خیال	چاندنی رات کی میلی نظر آتی تھی جلال

پھر رہے تجھے وہ نینگا ہوت ہین بکھرنے والا

غزل شہید میر احمد علیخان دہلوی

آشنا کے گھر مین غیر آنے لگے۔	شمع کو رہتے ہین پروانے لگے
وہان کمر تک سر کے بل آنے لگے	جہان عدم کو اژدہے جانے لگے
خطِ پہ موئے زلف بل کہانے لگے	کیوڑے کے بن مین ناگ آنے لگے
رخ پہ وہان کاکل کے بال آنے لگے	چاندنی مین سانپ لہرانے لگے
تلوے اب کانٹون سے چھلنی ہوگئے	خاک دشت غم کی جُنبھو انے لگے
مرے جان ناتوان کو دیکھکر	جگنو انگلیا مین وہ چمکانے لگے۔
ہین بہون کے نیچے آنکہین بھی ضرور	رہتے ہین مسجد سے بینجانے لگے
پان کہاکر ہونٹ دکہلانے لگے	ہین شہید اور رنگ نم لانے لگے

ٹھمری

ہنسا لینو بسیرا کون بن رے۔ ہنسا لینو بسیرا کون بن رے۔
انترہ چار جنا مل کہاٹ اوٹھاے۔ لیے چلو لیے چلو ہوتا سویرا۔ کون بن رے
انترہ۔ اوڑگیا ہنسا رہ گیا پنجرا۔ چھوڑ چلا دنیا کا بکھرا۔ کون بن رے۔

ٹھمری

سیان نے موری نازک بیان کیون مروری رے۔
انترہ۔ مین دود بیچن جانے بندرابن۔ اونگری پکر جھکہ جوری رے۔
سیان نے موری نازک بیان کیون مرورے۔

ٹھمری

سچلے آنا سانوریہ موری نگری گلی ۔
موری گلی کجھنا موری گلی ۔ سچلے آنا ۔
انترہ ہیرا بھی وارون ۔ موتی بھی وارون
وارون گلے کی چمپا کلی ۔ سچلے آنا ساوریہ موری گلی ۔

ٹھمری

نیندا ہین تورے سنگ رے ۔ گو دھر ادیکھ لے ۔
انترہ ۔ بچپنے کا یون کی سیج بچھائی ۔ سیج پہ ہین تو سوئے نین رے
سیج ہیرا دیکھ انترہ ۔ کچے کچے پاون کے بیڑیاں بنائی ۔ بیڑیاں
ہین تو رنگ کا ہین رے ۔ نکھ ہرا دیکھ ۔
نیندا ہین توری سنگ رے ۔ گو دھر ادیکھ لے ۔

معذرت میں اُن اُن شعرا کے خدمت میں معذرت کا خواستگار ۔
ہوں جن کی غزلیں میرے اس گلدستہ میں شریک کیے
گئے ہیں ۔ لہذا امید کیجاتی ہے کہ میرے عالیدماغ
شاعر میرے اس معذرت کو قبول فرما کر جہیں سہو و
خطا ملاحظہ فرمائیں بتعلم اصلاح مرحمت فرما کر اس ناچیز
گلدستہ کی رونق کو دوبالا فرمائینگے ۔ راقم گلدستہ

۱ اللہ

جہانتک یکہی تعلیم کی فرمان روائی ہے
جو سچ پوچھے تو ہیچ علم ہے اوپر خدائی ہے

حصۂ چہارم

گلدستہ دلکش

بار اول

مرتبۂ
محمد عبدالرزاق تاجر کتب پتھر گٹی قریب کچہری دار القضا سرکار عالی

مطبوعہ مطبع مفید دکن واقع چارکمان

صرف محصول مطبوعہ مطبع مفید دکن

قیمت فی جلد ۶ر

فہرست کتب جدید

قصہ دلپسند۔ با تصویر۔ یہہ قصہ نہایت دلچسپ ہے اور سچی سچی کیفیت اور عمدہ عمدہ نقلیات جسکو جناب محمدی بیگم صاحبہ نے اردو زبان مین تصنیف فرمایا ہے ہاتھون ہاتھہ فروخت ہو جن صاحبونکو ضرورت ہو مقام مذکورہ سے طلب فرماوین قیمت بہت کم فی جلد ۱۲

غریق وفا نہایت عمدہ اور دلچسپ اور مرغوب ناول حسن وعشق کا خزینہ دلی جذبات کا آئینہ حسرت بھری ہوئی تصویرین دلپر نقش کالحجر ہونیوالی تحریرین دہلی کی بامحاورہ زبان بہت صحیح اور سچی داستان قیمت ۶

گلدستہ جدید	گلدستہ جگر گداز	۴؍	قصاید جدید	
گلدستہ دلکش حصہ اول		۴؍	حلیہ محمدی حصہ اول	حافظ الایمان
گلدستہ دلکش ؍؍ دوم		۴؍	ایضاً ؍؍ دوم	یادگار دستگیر
گلدستہ ؍؍ ؍؍ سوم		۴؍	ایضاً ؍؍ سوم	حافظ اسلام
گلدستہ ؍؍ ؍؍ چہارم		۵؍	ایضاً ؍؍ چہارم	مولود بہشتی
گلدستہ عشق		۴؍	گلدستہ محمدی	شرف الانام
رنگین غزلین		۲؍	گلدستہ محبوب دکن	
سریلی غزلین		۱۲؍	دیوان لعل	المشتہر
گلدستہ دلپسند		۲؍	دیوان خاکی	محمد عبدالرزاق
ہر دلعزیز		۲؍	دیوان کامی	تاجر کتب تیغ گری
درد محبت		۴؍	دیوان ضامن	واقع دارالقضا
تسکین دل		۴؍	دیوان ادا	سرکار عالی
گلدستہ دلسوز		۴؍	گلدستہ بزم میلاد	
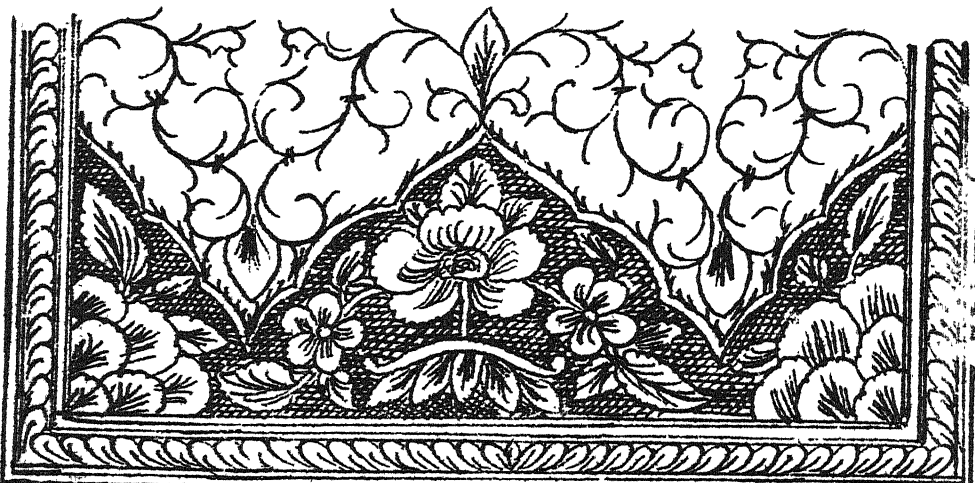
بسم اللہ الرحمن الرحیم

رقم پیدا کیا کیا طرفہ بسم اللہ کی مد کا
ع پر روشنی ہے جیسے نشان ہو شنہ کی آمد کا

دبستانِ ازل میں وہ معلم عقل کل کا تھا
گذر وحدت سے کثرت میں نہ ہوتا ذات مطلق کو

ٹھینگے جب گھڑی عشرت کے سامان بزم جنت میں
ے انتجہ سا نہ ہو سکتا ہے میرا یہی ایمان

نا ہے ہمت عالی مری معراجکی طالب
کبھی نزدیک جا کر آستانہ پہ ملون آنکھیں

مدینہ کی زمین سے گر نہ لایق ہو مرا لاشا
تمنا ہی درختون پر تر روضہ کے جا بیٹھیے

خدا منھ چوم لیتا ہے شہید کی کس محبت سے

سر دیوان لکھا ہے میں نے مطلع نعت احمد کا
ظہور رخ کی صحبت ہے جہان میں نور احمد کا

نہ تھا نام و نشان جس روز روز اول لوح زبرجد کا
نہ بنتا صفر گر نقش احد پر میم احمد کا

کھلے گا حال امت کو ترے انعام بے حد کا
نہ نازن مسئلہ ہر گز کسی زندیق و مرتد کا

میسر ہو طواف اے کاش مجکو تیرے مرقد کا
کبھی گر دور بیٹھیون میں کرون نظارہ گنبد کا

کسی صحرا میں وا انکے طلعہ مومنین دام اور رد کا
قفس جو وقت ٹوٹے طائر روح مقید کا

زبان پر میری جس دم نام آتا ہے محمد کا

غزل واحد

طاقت نہ صبر کی ہے نہ دل اختیار مین
یارب کوئی بشر پڑے انتشار مین

رونق چمن کی سبزہ و گل سے کبھی نہ ہو
بلبل کا ہونا شرط پڑا لالہ زار مین

آے گل تری تلاش مین مجھہ زار کی طرح
باد صبا نے خاک اڑائی بہار مین

گاتی ہین بیٹھی یہ عُدد بیٹھہ ہے اے پری
یا کھل رہا ہے تختہ سوسن کنار مین

واحد بس از فنا یہ نہین داغ دل عیان
یا کھل رہا ہے تختہ سوسن کنار مین

غزل وارث

حیران ہون ایک دل کو لگاؤن کہان کہان
اس ناتوان کو بیکھے مین جاؤن کہان کہان

ویسی لگی ہے یار کہ بجھنے کی اب نہین
یہ آگ عشق کی مین بجھاؤن کہان کہان

ہر جای ہے وہ اسکو بھلا پوچھتے ہو کیا
جو لامکان ہو اسکو بتاؤن کہان کہان

دنیا و عاقبت کا مجھے خوف کچھ نہین
بگڑی ہے ہر جگہہ مین بناؤن کہان کہان

وارث یہ زلف کے لئے زنجیر ہو گئی
اب جان و دل پھنسا ہے چھڑاؤن کہان کہان

غزل

نہین عرصہ چلے جانا بس اتنی دیر دم لے لو
نکل جانے دو دم تن سے جو روکین پھر قسم لیلو

تمہارے ہاتھ سے ہون بن ہوئے نہ چھوڑو قافلے والو
ٹھہرے جاؤ نہ یون آگے رہی جاتے ہین ہم لیلو

چلے جانا چلے جانا نہ روکینگے نہ روکینگے
گھڑی بھر تو ذرا ٹھہرو ابھی آئی ہو دم لیلو

لحد تک اپنے یارو بن ہاتھون ہاتھ جا پہنچون
جنازہ دوش پر بیرا جو تم دو دو قدم لے لو

دل اپنا بیچتا ہون اے حسینو ایک بوسے پر
تمہین لینا ہو گر لیلو بہت قیمت سے کم لیلو

غزل منوہر

مجھے بیکل اُسی جا پر جہان بیدرد جانی ہے
ارے پھر کیا ہر دسلا ہے یہ دو دھکی جوانی ہے

پڑا بیکل نہین ہی کل کسی کروٹ کسی پہلو
بنا اوس جانی کے جینا وبال زندگانی ہے

تپ دوری سے کیسا آبلہ دل کا چمکتا ہی
مرے سینہ مین روشن ہو رہا خورشید ثانی ہے

تڑپنا آہ بھرنا رات دن کھانا نہ پینا ہے
اسے تکلیف مت سمجھو یہ فرقت کی نشانی ہے

مثال اُسکے منوہر دوسرا جگ مین نہین دیکھا
یقین ہے ہمکو وہمین صاف تو رخ نہاتی ہے

غزل

لگا نہ رہنے دی جھگڑے کو یار تو باقی۔
رکے نہ ہاتھ ابھی ہے رگ گلو باقی

ہمارے پھول اٹھا کر وہ بولا غنچہ دہن
ابھی تلک ہی محبت کی اسمین بو باقی

گلے لپٹ کے جو سویا وہ ایک شب گلرو
تو بھینی بھینی مہینون رہی ہی بو باقی

فنا ہے سبکے لئے اس جہان فانی مین
یہ رشک ہے کہ اکیلا رہیگا تو باقی

جو قتل کرتا ہے صیاد میرے کھولدے پر
کہ رہ نجائے تڑپنے کی آرزو باقی

کیا تھا آپنے وعدہ کہ بوسہ کل دینگے
اب اسمین آپکو کیا ہیگی گفتگو باقی

لو آج دل کے سبب اسکو بھی ڈبو بیٹھے
ذرا ہماری رہی تھی جو آبرو باقی

کنوین مین قید ہوے جبکہ حضرت یوسف
رہی نہ عشق مجازی کی آبرو باقی

غزل

شب ہجران کی طولانی نہ پوچھو
جو گذری ہے مرے جانی نہ پوچھو

حقیقت کیا بتاؤن چشم غم کی
ہوا جاتا ہے دل پانی نہ پوچھو

نکلنے ہی نہین پاتے مین گھر سے
عزیزون کی نگہبانی نہ پوچھو

بچایا لاکھ پر پھنس ہی گیا دل
دلِ نادان کی نادانی نہ پوچھو

بہرِ تپ کعبہ ممتاز حزین ہے — کوئی حالِ پریشانی نہ پوچھو

غزل

بہار آئی خیال آیا مجھے پھر خوش جمالونکا — لگی پھر آگ سینے مین ہوا پھر خوف نالونکا
فلق سے دم ہے یان الجھا ہوا آشفتہ حالونکا — اُدھر پھندا پڑا ہے پانو نمین زلفونکی بالونکا
غزالِ مجنون اسی جانب تڑپتا ہوگا ای لیلے — یہ غل زنجیر کا جس دشت مین ہی شور نالونکا
کہان اُترے کہان مسکن کیا مطلق نہین کہلتا — بتا یان کس سے پوچھین ہم عدم کے جانے والونکا
گران ہی گوشِ گل نا حق چمن مین غل مچاتے ہو — نہین یان سُننے والا کوئی بلبل تیرے نالونکا
جگر کے داغ سے ہر دم دہوان پیچیدہ اُٹھتا ہی — ہماری جان لیگا عشق گہونگر والے بالونکا

غزل عاشق

بھلا ہو تیرا اے ساقی رہے آباد میخانہ — مے گلرنگ سے بھر دی فقیرونکا بھی پیمانہ
کہون کیا تجھ سے اے زاہد مرا مشرب ہے رندانہ — کبھی جاتا ہون کعبہ کو کبھی مین سوے بتخانہ
مرا بھی قصد ہے صحرا نورد یکا مبارک ہو — کوئی کہدے یہ مجنون سے کہ او آتا ہے دیوانہ
سوال بوسۂ لب پر نکیونکر منہ پھیر لیتے ہو — مری عادت فقیرانہ مزاج اونکا امیرانہ
پسند آئے نہ کیون عاشق مزاجونکو یہ عاشق — کلام اپنا ہے رندانہ غزل اپنی ہے مستانہ

غزل

تڑپ رہا ہون مین جسکے فرقت مین اُسکو مطلق خبر نہین ہے
یہ کتنے نالے ہین میرے یارب کہ جنمین کچھ بھی اثر نہین ہے
نقاب رخ سے اٹھادو صاحب جمال اپنا دکھادو صاحب
نہ خوف کو دل مین جا دو صاحب یہان کوئی بد نظر نہین ہے

کرون کس زبان سے اوسے بیان کیا ارادہ جو کچھ تھا مرغ دل کا
پھر اڑ کے تم تک ابھی پہونچتا مگر ہے مجبور پر نہین ہے

لکھون مین کیا ان کو حال فرقت ہے مجھکو درد جگر بشدت
بڑی ہی تو اس مین ہے اب یہ دقت کہ کوئی پاس نامہ بر نہین ہے

مین کس سے پوچھون بہ چشم حیران رہ عدم کے پتنے کو اس آن
سوائے اندوہ یاس حرمان کوئی میرا ہمسفیر نہین ہے

بھرا ہے لاشون سے کوئی قاتل تڑپ رہے ہین ہزارون بسمل
عجب تماشہ ہے دیکھ اے دل کسیکے تن پر بھی سر نہین ہے

غزل مظہر

باہر نہین ہون حکم سے اے جان آپکے
دل سے نثار جان سے قربان آپکے

زلفون کی آڑ مین لئے ہو بغل اٹھے
نکلے اندھیری رات مین ارمان آپکے

اللہ رے ناز دیکھی جو پرچھائین زلف کے
ناگن سمجھ کے اوڑ گئے اوسان آپکے

صورت دیکھا کے ذبح کیا جان پڑ گئے
بندے کے سر پہ آنکھون پہ احسان آپکے

مظہر بغل مین رہتے ہین پریان تمام رات
رہتا ہے گھر مین روز پرستان آپکے

غزل نواب

ادھر وے ظالم و سرکش لئے تلوار بیٹھے ہین
ادھر ہم سر جھکائے ناتوان بیمار بیٹھے ہین

الٰہی خیر دن نے مرے قتل پر باندھی بسم اللہ
کہ جے دینے پہ ہم بھی مستعد تیار بیٹھے ہین

کدھر ہووے وہ متوجہ کدھر آنکھین ملاوے وہ
کہ چارون سمت اوسکے طالب دیدار بیٹھے ہین

سنا ہے ہینگے ای بلبل یہان آئیگا کل وہ گل
چمن مین اسکے پوشیدہ ہم چون خار بیٹھے ہین

ترا اب اوس بت سے کہدیا سمجھے کہان یہان قدم رکھے … کرکے کتنے یہان برہمن توڑکے زنار بیٹھے ہین

غزل

یک نقطہ مین بھی چاہنے والا تیرا … جس نے پیدا ابھی کیا وہ بھی ہے شیدا تیرا

جبکہ محشر مین وہ رشک مسیحا آیا … سب کے سب جی اوٹھے پڑہتے ہوے کلمہ تیرا

پھیر کر میرے گلے پر وہ چھری یون بولے … ہم بھی دیکھینگے تڑپنے کا تماشا تیرا

میرے زخمون پہ نمک چھڑکا بجاے پانی … ابھی ٹھنڈا ہوا قاتل نہ کلیجا تیرا

غزل گویا

کوئی لاشے پہ مرے آنہ پھرا میرے بعد … استخوان کھلنے بھی آیا نہ ہما میرے بعد

ذکر اوس مصحف عارض کا کیا میرے بعد … اسطرح یارون نے قرآن پڑھا میرے بعد

استخوان میرے سگ یار تلک پہونچادے … اتنا احسان کرے مجھپہ ہما میرے بعد

کیا ہے مرنے سے مرے شاد ہین اللہ اللہ … بت کیا کرتے ہین اب شکر خدا میرے بعد

چاک کرتا ہون اسی غم سے کفن مرقد مین … کھلے رہتے ہین ترے بند قبا میرے بعد

کبریائی تری ثابت نرہیگی او بت … کوئی کہنے کا نہین تجھکو خدا میرے بعد

نرہے بعد مرے نامہ و پیغام کی رسم … خاک اوڑاتی پھری گلیون مین صبا میرے بعد

ترے آنے کی دعا مانگی تھی اول مین نے … ساقیا ہاتھ سبو کا بھی اوٹھا میرے بعد

ولولہ جوش جنون کا تھا مجھے تک گویا … نظر آیا نہ کوئی آبلہ پا میرے بعد

غزل واسطی

تری تلوار نے موڑا اگر منہ کیا قباحت ہے … ملینگے سیکڑون قاتل جو اپنا سر سلامت ہے

قفا مین شور محشر ہے وفور عشق قامت ہے … جو داغ دل ہی سینے مین وہ خورشید قیامت ہے

مبارک زاہد و سجدہ تمہین محراب مسجد مین
خم ابروے جانان ہمکو محراب عبادت ہے

وہان تنگ سے اوسکے نہین غنچے کو کچھ نسبت
رگ گل مین بھلا موے کمر کی کب نزاکت ہے

فروغ حسن مین کیونکر مقابل ہو سکے کوئی
ترے کوچے کا جو ذرہ ہے وہ خورشید طلعت ہے

ہمارے زخم خندان دیکھکر روتے جو یک خون
تو ہم کہتے مقرر چشم سوزن مین بصارت ہے

تمنا نعمت الوان کی منعم مبارک ہو
ہمین تو واسطی نان جوین بھی نان نعمت ہے

غزل فیض صاحب

ہو جاوے صاف دل سے کدورت نکالکے
ہم دب گئے غبار مین رنج و ملال کے

صدقے ہم اس کلام کے اس بول چال کے
لیکن حضور بات کرین منہ سنبھال کے

دیکھین جو تیلیونکا تماشہ شب وصال
رکھدونگا مین حضور مین آنکھین نکال کے

ہر ہر قدم پہ چلتی ہے تلوار دمبدم
بگڑے ہین اندنون مین چلن انکے چال کے

اٹھین گے ہم جب آپ اٹھائینگے خاک سے
بیٹھے رہین فرشتے جواب و سوال کے

دندان یار کی ہے نزاکت تو دیکھیے
سونے کے تار بنگئے تنکے خلال کے

روشن ہوا ہے نام بزرگان عشق کا
پھر ہم فریفتہ ہوے اک خردسال کے

پھل ملا ہے کشتہ ابرو کو بعد مرگ
مرقد پہ لوگ رکھنے لگے پھول ڈھال کے

بوڑھے ہوے شباب گیا ای جناب فیض
رہنے کا لطف اب نہین گھر مین کلال کے

غزل اشک

یہ ہوتے ہین اشارے جسطرف سے ہم نکلتے ہین
جہانمین عاشق جانباز ایسے کم نکلتے ہین

گئے ہین نیم بسمل چھوڑکر کہدے کوئی انسے
تماشا آکے دیکھو کسطرح سے دم نکلتے ہین

چلین لیلی کے شوقینے عشق مین صحرانوردی کو
میان مجنونکی باری ہو چکی اب ہم نکلتے ہین

انہین پروا نہین کچھ طالبِ دیدار مرتے ہین
ہر اک سے منہ چھپاتے ہین محل سے کم نکلتے ہین

خرام ناز سے مرتے بھی ہین زندہ بھی ہوتے ہین
تمہارے اک ادا مین سیکڑون عالم نکلتے ہین

نہ کوئی یار مین رہنے دیا آخر رقیبون نے
جہان سے آج ہم بھی صورت آدم نکلتے ہین

کچھ اپنا حال دل ہم اشک ڈر سے کہہ نہین سکتے
نکلتے ہین جب اپنے گھر سے وہ برہم نکلتے ہین

قطعہ بند

آجا بادِ بہار آجا
کلیان چٹکین اور گلشن ہرا ہو

اور پھولین لال لال لالہ
سب صحن چمن بھرا بھرا ہو

کویل کوکے ادھر پپیہا
اُودھی اُودھی کہین گھٹا ہو

اوسوخت ہین پھر ہمین سلیمان
دینا ہو یار مہ لقا ہو

ہم تم بیٹھین برابری سے
قریب مسند کے بوریا ہو

ہم رند فقیر زاہدا ہین۔
گالی دیجا تیرا بھلا ہو

مین ہون وہ آن بان والا
سجدہ نکرون اگر خدا ہو

انگیا جو مسک گئی تو بولے
آنکھین پھوٹین جو دیکھتا ہو

اللہ رے آتشین دوپٹہ
شعلہ نکلین اگر ہوا ہو

غزل

تم غیر کی گھر بیٹھ کے دل شاد کروگے
ہم کون ہے ہمین کیون یاد کروگے

وہ کون ہے یون جسپہ کہ بیداد کروگے
لو دل ہے تمہین دیتے ہین کیا یاد کروگے

اک قطرۂ خون تھا سوتہ نوک مژہ ہے
ہم دل مین نہین رکھتے جو بیداد کروگے

کس ناز سے کہتے ہین وہ منہ منہ سے ملا کر
کس منہ سے بھلا شکوۂ بیداد کروگے

غزل اشک

ہمارے قتل کو آنکھوں میں وہ سرمہ لگاتے ہیں
فسونگر بعد دیوالی کے بھی جادو جگاتے ہیں

عوض تابوت کے کافر مرے ارتھی بناتے ہیں
محبت اللہ اکبر بعد مردن بھی جلاتے ہیں

مرے مرنے کا غم ہے دوستوں کو شادیاں ہیں دشمن
ہزاروں پیٹتے ہیں سیکڑوں نعلیں جلاتے ہیں

ابل پڑتے ہیں آنسو آنکھ سے گو ضبط کرتا ہوں
وہ دریا اور ہوتے ہیں جو کوزے میں سماتے ہیں

محبت ہیں جو اک گل پیرہن جادی ہے ہمیں
کفن لیکر ہمارے دوست پھولوں میں بساتے ہیں

فرشتہ بھی تمہارے ہجر میں گھٹ گھٹ کے مر جاتا
ہمارا بھی کلیجا ہے جو یہ صدمے اوٹھاتے ہیں

بہت عاشق تو جہاں تک ہو سکا اپنے سے گذرے
ہمارے بعد دیکھیں اب کسے وہ آزماتے ہیں

سر و سامان کیا مطلب عدم کے جانے والوں کو
وہاں سے ساتھ کیا لائے تھے جو یہاں چھوڑ جاتے ہیں

ترے اشعار بھی اے اشک کیا پر درد ہوتے ہیں
رولا دیتے ہیں وہ جب یہ غزل محفل میں گاتے ہیں

غزل کوکب

آج بے شبہ کوئی ہوئیگا گھایل قاتل
تیغ اسطرح جو کی تو نے حمایل قاتل

کہیں تلوار نہ پھر جاے مرے سینے پہ
ترے چتون سے دھڑکتا ہے مرا دل قاتل

خیر جسطرح سے جی چاہے ستا تو مجھے
قتل ہوئیگا خالق کے مقابل قاتل

قتل کرنا ہے مجھے نام مٹانے کے لئے
فر سے مرے صدا آئینگے قاتل قاتل

قتل کرنے کو مرے آپ سے آیا تو نہیں
کھینچ لایا ہے مرا جذبۂ کامل قاتل

تری ہر بات سے اک بانکپنا ثابت ہے
حلق پہ تیغ ہوئے جلتے ہیں بسمل قاتل

سخت جان سے مجھے خوب یقیں ہے اوسکا
کاٹنا سر کا مرے ہوئے گا مشکل قاتل

قتل کے بعد مرے خوب ستارو یا ظالم
مرے قسمت سے ملا ہے مجھے جلاد قاتل

تیغ تو ہے روز کے ظلم و ستم و جور و جفا
کسطرح ہوئے گا کوکب متحمل قاتل

غزل گویا

عطر مٹی کا لگایا چاہئے پوشاک مین
خاک سے رغبت رہے ملنا ہے اکدن خاک مین

کیون نہ دون تشبیہ پھر اوسکو قبائے گل سے مین
آتی ہے بے عطر خوشبو یار کے پوشاک مین

زندہ جاوید ہونے کی تمنا ہے اگر
چلے مرنے سے پہلے ملا دے آپ کو تو خاک مین

سر جھکایا مینے ہاتھ اوسنے جو ابرو پر رکھا
صاف سمجھا تیغ ہے دست بت سفاک مین

اسکے پھر جانے نے ظالم مجھکو سرگردان کیا
ملتے ہی آنکھو گئی گردش گردش افلاک مین

پھر تسکین دل سے کہتا ہون صبا کو بھیجکر
خط دیا ہے ہمنے دست قاصد چالاک مین

کیون نہ روئین اور جلین بلکہ کیون ہم برباد ہون
آب و آتش باد ہے اس اک مشت خاک مین

برق ہے بیتاب گویا رچیلاہٹ دیکھکر
کوٹکر شوخی بھری ہے اس بت بیباک مین

غزل کوکب

مینے جب اونسے کہا دل کو مرے کہان لے چلے
مسکرا کر صاف کہتے ہین کہ ہان ہان لے چلے

پاس تھین دو چیزین اونکی اب یہ کیفیت ہوئی
دل تو پہلے دے چکے اب نذر کو جان لے چلے

تری محفل سے خدا شاہد ہے اے جان جہان
درد دل مین آہ بر لب چشم گریان لے چلے

اسلئے آئے تھے صحبت مین تری اے شمع رو
دل جلانے کے لئے ہم آہ سوزان لے چلے

دوستون سے اوٹھ نہین سکتا جنازہ بعد مرگ
اسقدر ہم اس جہان سے بار عصیان لے چلے

آرزو ہے رہ گئی ایکبار دل ناشاد کو
گھر مین تم آکے بیٹھے ہین اک شب مہمان لے چلے

ہے نماز پنجگانہ مین دعا اوسکی بھی
جلد کوکب کو خدا اسوے خراسان لے چلے

غزل جوش

قتل گہ مین جو وہ کھینچے ہوئے تلوار آیا
سر بکف سامنے ہر ایک گنہگار آیا

جھومتا ابر بہاری سوئے گلزار آیا
رند ہر ایک طرف خانہ خمار آیا

کہ بلا خیز تھا اس رشک پری کا غم مین
دیو آنکھون کو نظر سایہ دیوار آیا

تیغ گردن پہ لگائے گلے ملنے کے عوض
مرے قاتل کو اگر مجھپہ کبھی پیار آیا

جلد آ دیکھ لین تجکو نظرے خوش گذرے
ورنہ پیغام یہان موت کا اسے بار آیا

گرد ابرو کے جو ہے کثرت خال مشکین
کعبہ ڈھانیکے لئے لشکر کفار آیا

ناوک غمزۂ معشوق جو ان خوش شر و
ہدف دل مین مرا تا لب سوفار آیا

عاشق خال و خط زلف رہا تا دم مرگ
کوئی مجھسا نہ زمانے مین سبکبار آیا

جنس دل یک نظر کس کو دکہاتی ایجوش
کوئی بازار جہان مین نہ خریدار آیا

غزل اسیر

کیا مزے حاصل ہین ہمکو ہاتھ سے جلاد کے
گھونٹ شربت کے ہین گر ٹکڑی خنجر فولاد کے

ہے عیان یہہ چار ابروسے ستم ایجاد کے
ایک جا لکھے ہین دو مطلع کسی استاد کے

کرکے قتل عام کیون متصل ہین اب جاتا نہین
پاؤن بھی کیا شل ہین ہاتھ کس طرح جلاد کے

عشق کامل کچھہ نہ کچھہ دیتا ہے پہل مرنیکے بعد
ہین غزہ شیرین نہال تربت فرہاد کے

دام مین دانے جنہین سمجھا تھا اپنا مرغ دل
تھی وہ کچھہ ذری غبار خاطر صیاد کے

مردم بینا کا کیا مذکور اونکو ہے بہت شرم
سامنے آتے نہین اعمائے مادر زاد کے

کیا بتائے چشم نرگس کیا بتائے گوش گل
ہاتھ چومون نخلبند گلشن ایجاد کے

گریہ آتا ہے جو اس نغمہ ہو جاتی ہے گم
سنکے معنے کاف دہا باد عین و صاد کے

تذکرہ کرتے ہین باہم حور و غلمان و ملک
خلد تک پہونچے ہین شہرے حسن آدمزاد کے

پہرہ در کامل سے جو ہیں ٹھوکریں کھاتے ہیں
کیا کنویں بنا کر دہانگیں گے جگت استاد کے

دام نکلا سبزہ جسکو جانتا تھا میں آشیانہ
رخصت کا ہے دام میں لایا مجھے صیاد کے

غزل داغ

آئے بھی تو وہ منہ کو چھپائے مرے آگے
اس طرح سے آئے کہ نہ آئے مرے آگے

کچھ تذکرہ رنجش معشوق جو آیا
دشمن کے ابھی آنسو نکل آئے مرے آگے

بچھڑے ہوئے معشوق ملیں سبکو الٰہی
تنہا کوئی جنت میں نہ جائے مرے آگے

دل میں لگا یا ہے مگر دیکھیے کیا ہو
سب جھکتے ہیں اپنے پرائے مرے آگے

کچھ داغ کا تذکرہ جو آیا تو وہ بولے
آئے تھے برا حال بنائے مرے آگے

غزل ذوق

ہے اونکی سادگی تو کس کس پھبن کے ساتھ
سدھی سی بات بھی ہے تو اک بانکپن کے ساتھ

یاد آگیا نہ اقدر عنا جو باغ میں
کیا کیا لپٹ کے روئے ہیں سرو چمن کے ساتھ

ناخن نہ دے خدا تجھے اے پنجۂ جنون
ٹکڑے اوڑادے جسم تو پیرہن کے ساتھ

افسردہ دل کیواسطے کیا چاندنی کا لطف
لپٹا پڑا ہے مردہ سا گویا کفن کے ساتھ

گندم ہے سنہ چاک فراق بہشت میں
آدم کیا نہ ہوگی محبت وطن کے ساتھ

اللہ لاغری کہ ترے ناتوان کی نعش
اوڑتے پھرے ہے بوعنبر کفن کے ساتھ

ممکن نہیں ہے ذوق علایق سے چھوٹنا
جب تک کہ روح کو ہے تعلق بدن کے ساتھ

غزل مرزا

بلبل سے کہو جائے گلستان کو دیکھنے
ہم جا رہے ہیں کوچۂ جانان کو دیکھنے

کیا پوچھتے ہو کیفیت اضطراب دل
بیٹھا نہیں لاسے کوچہ جانان کو دیکھنے

کیونکر نہ خاکساری سے ہوگی زمین کو فخر
گردون جھکا ہے رتبۂ انسان کو دیکھنے

حسرت سے بسملوں کے کشادہ ہیں چشم
مقتل میں اونکے خنجر بران کو دیکھنے

تیر اونکا آتے ہی دل مضطر نکل پڑا
آیا ہے میزبان یہ مہمان کو دیکھنے

وہ ہنستے ہنستے آتے ہیں جلوہ مثال برق
بجلی گرا کے دیدۂ گریان کو دیکھنے

تدبیر کیا دکھاتی ہے دیکھیں نجات وصال
جاتے ہیں آج ہم رخ جانان کو دیکھنے

دنیا سے انتقال کی تہمت ہی ہیہ جھوٹ
جاتے ہی اپنے مرجع ایمان کو دیکھنے

ہمزا نہیں کشش تری شعر و سخن میں گر
آتے ہیں لوگ کس لئے دیوان کو دیکھنے

غزل اسیر

وہ کشتہ ہون مری دشمن بھی مجکو یاد کرتے ہیں
زیارت روز مری قبر کی جلاد کرتے ہیں

بجز ذلت نہیں کچھہ خاک اظہار محبت میں
بہاتے ہیں جو آنسو آبرو برباد کرتے ہیں

خداوندا رہے آباد جلسہ دوستدارونکا
کبھی ہنس بولکر وہ گہڑی دلشاد کرتے ہیں

مظالم جو ہمارے تھے ہوئی سب غیر کے
خدا کا شکر زیر خنجر جلاد کرتے ہیں

قدم چلنے کے قابل ہیں نہ پر اڑنے کے لائق ہیں
ستم کرتے ہیں صیاد جب مجھے آزاد کرتے ہیں

وہ نالان ہون جو میری طرح دو نالی بھی کرتا ہی
تہ تسبیح برہمن ناقوس کی فریاد کرتے ہیں

اسیر احوال یاد آتا ہی جب شاہ خراسان کا
مرے آنکھوں کے آنسو جلوۂ بغداد کرتے ہیں

غزل جوش

جب کہا یہہ مینے دل وہ دشمن جان چاہئے
سو چکے کچھ او سنے فرمایا کہ ہان ہان چاہئے

جان دیکا ہی شعلہ رخسار پہ اک گبرنے
پہونکدی مردہ مرا یہہ اک مسلمان چاہئے

ملکے مہندی عاشقونکو قتل تو فرما چکے
رنگ لائے کچھ تو کچھ خون شہیدان چاہئے

مجکو سودا ہے کسی رخسارہ گلرنگ کا
واسطے تفریح کے سیر گلستان چاہئے

قوت و طاقت دماغ جان سے سب جاتی رہی
سونگھنا اب ہمکو وہ سب زنخدان چاہئے

چاک ہے جیب سحر وہ مہ سدہارا اپنے گہر
پہانسنا ہین یہہ تار گریبان چاہئے

جوشش عشق ابروے قاتل ہے سینہ پہر نہ تھم
مرد کو رخسار پر تلوار کہانا چاہئے

غزل امیر

کدہر آباد ہے ویران نہ یہہ جانو نہ وہ جانو
ہے وحشت عشق پہ نازان نہ یہہ جانو نہ وہ جانو

کوئی جوبن پہ شیدا ہی کوئی ہے حسن پہ شیدا
ترے ہین چال کے قربان نہ یہہ جانو نہ وہ جانو

محبت کسکو کہتے ہین عداوت کیسی ہوتی ہے
کدہر ہے کوچہ جانان نہ یہہ جانو نہ وہ جانو

کبھی ہے نور روبرو آنا کبھی پردہ مین چہپا جانا
یہہ جلگت کیسی ہے جانان نہ یہہ جانو نہ وہ جانو

کہان مجنون کہان لیلی کہان فرہاد شیرین ہے
عیان ہی عشق کا سامان نہ یہہ جانو نہ وہ جانو

نہ کچھ تحریر نامہ کی نہ قاصد کی زبانی ہاے
ستم ہے اے دل نادان نہ یہہ جانو نہ وہ جانو

خود دیکھو چہوڑ کر بیخود نہ ہو سیدا میر کیونکہ
عیان ہی ظاہرا جانان نہ یہہ جانو نہ وہ جانو

غزل نامعلوم

ارے وہ حسن زیبائی خدا جانے کہان ہے تو
شہنشاہ دل آرائی خدا جانے کہان ہے تو

ترے فرقت مین بیکل ہون ہے تیغ ابرو کہان بسمل
ذرا صورت نہ دکھلائی خدا جانے کہان ہے تو

ہویدا نام دنیا میں ترا عاشق ارے غافل کسیکو وہ نہیں ملتا ترے ہستی ہی کیا ضامن	کہا عسرت نہ کچھ انکی خدا جانے کہاں ہے تو ہوا ہے کیوں تو سودائی خدا جانے کہاں ہو تو

غزل اسیر

کوچہ جانان میں جانا ہو گیا	مرنے جینے کا ٹھکانا ہو گیا
پھر کسی معشوق پہ مرنے لگے	پھر مزاج عاشقانہ ہو گیا
ہاے وہ دل جس کو پالا ناز سے	تیر مژگان کا نشانہ ہو گیا
اون کے میرے رسم الفت اٹھ گئی	مدتیں گذرے زمانہ ہو گیا
مجھکو جنگل میں اکیلا چھوڑ کر	قافلہ مصطفے روانہ ہو گیا
آفتیں رہتی ہے دلمیں اے اسیر	دل ہمارا قید خانہ ہو گیا

غزل ناجی

چشم ابرو سے لگا تلوار یون	چشم ابرو کی چلی تلوار یون
اک اشارہ میں گرے دو چار یون	آفریں ایسے نگاہ یار یون
ہجر میں فولاد کی زنجیر سے	ٹپکیا کچھ آنسو نکا تار یون
غیر کے باتو نپہ غصہ آگیا	وصل میں اوس سے پڑی تکرار یون
اوسکے دل پر تو اثر کچھ بھی نہیں	دیکھے دیکھو ہاے اشتہار یون
میری حالت پہ اوسی رحم آگیا	جب پڑا اپا پایسے دیوار یون
کچھ نہ کچھ ہو جائیگا ناجی ترا	سہے رکھ تنہا یہ تجھے سرکار یون

غزل تیار

رفتم اندر ته خاک انس تنهاتم باقیست	عشق جانم میرود آفت جانم باقیست
سرو کساماں وجودم شد ز عشق لب سوخت	زیر خاکستر دل سوز نهانم باقیست
کار دانم همه بگذشت ز سیدان شهود	هیچو نقش کف نام و نشانم باقیست
هستم هیله حاست تمثال سراب	بالیقین من نیم در وهم و گمانم باقیست
طمع فاتحه از خلق ندارم نیاز	عشق اندر پس من فاتحه خوانم باقیست

غزل اسیر

کہدو کہ یوں ہی یہ وہ شمشیر نکالیں — کچھ جرم نکالیں کوئی تقصیر نکالیں

یہہ جال ہیں ہیطرح سے زلفوں کو بنائے — اس پیچ سے کیونکر دل دلگیر نکالیں

ہائے اگر آجائے جوانے پہ ہمارے — تیغیں ترے دم میں فلک پیر نکالیں

آئی میں مرقع نہ لئے مانی و بہزاد — جب جانے مقابل ترے تصویر نکالیں

سو جائے پروانہ ہوں اور شمع نہ نکلیں — جی بھی جو بدن سے دم تقدیر نکالیں

جب بیٹھتے ہی جی کھینچ لیا ہاتھ جہاں سے — پھر خاک سپر از مرگ کفن چیر نکالیں

یہ ضعف سے ہر دم ہیں سیر اٹھہ نہیں سکتا — کیا خاک بھلا پاؤں سے زنجیر نکالیں

غزل کوکب

حسینان جہاں عاشق اگر برباد کرتے ہیں	ہم اپنی قبر کی منزل کو بس آباد کرتے ہیں
خدا کو کس طرح منھ دکھائینگے قیامت میں	ارادہ خون ناحق کا جو یہہ جلاد کرتے ہیں
خدا کا خوف بھی جاتا رہا اللہ ری بیرحمی	قیامت کی دلوں پر نازنین بیداد کرتے ہیں
نہ پوچھو کس طرح فرقت کے شب ہمپر گذرتی ہے	بہت روتے ہیں جب پیارے تمہیں یاد کرتے ہیں
یہہ تاثیر محبت ہے وہ طرز کچھ یاد آگئی ہمکو	وہ خود بھی روتے ہیں ہمکو اگر برباد کرتے ہیں

نہین ہے انتہا کچھہ اونکی ظلم و جور و عہد کی
کبھی آنکھین دکھاتی ہین کبھی تیور چڑھاتی ہین
یہی حسرت رہی ہمکو نہ وصل اوس کا ہوا ممکن
نہین ہونا میسر وصل اوس گل کا جو اہو کو کب

کہانتک چپ رہین ہم ہی بس اب فریاد کرتے ہین
ہمارے واسطے کیا کیا ستم ایجاد کرتے ہین
سفر دنیا سے ہم یا خاطر ناشاد کرتے ہین
تصور ہی ہین اوس کی اپنی دلکو شاد کرتے ہین

غزل قطب

ہم دل سے اون پہ مرتے ہین اونکو یقین نہین
کہتے ہین کل رقیب سے وہ مسکرا کے کیا
ہے عشق دل لگی کا مزا کچھہ نہین ای جان
ہر بات پر غرور وہ کرتے ہین اسوجہ
اب قطب دل کو آگ لگی کر زبان کو بند

کیا ہان کہون وہ کہتے ہین ہر دم نہین نہین
دنیا مین کوئی مجھہ سے زیادہ حسین نہین
کیا لطف ہوگا جبکہ مکان مین مکین نہین
معشوق اون کے ثانی یہان کیا کہین نہین
دل مت جلا مزاج مرا آتشین نہین

غزل صبا

وجد قاتل نے کیا اثر بنیاد دیکھکر
مدعی ہنستے ہین ہر دم کا یہہ رونا دیکھکر
شرم کرتی ہے قضا کے سامنے جاتے ہوے
سوئی تر دلبر ہمارا رشتۂ جان بنگیا
بوریا لیکر بسر کی مجھہ فقیر مست نے
آئینہ دیکھا تو سوجھی خود پسندی یار کو

حال آیا رقص بسمل کا تماشا دیکھکر
اک ذرا اے چشم تر دنیا پرایا دیکھکر
روح اے دل جانب ہستی کو میلا دیکھکر
چھٹ گئین نبضین تری بالونکا جوڑا دیکھکر
پاون پھیلائے زمین پر اہل دنیا دیکھکر
اور ہی نقشہ ہوا اور دکھ صفا دیکھکر

صورت محراب کعبہ ابروے دلدار ہے
دل بجھاتا ہے زاہد کا مقلد دیکھکر
اے صبا اللہ اکبر کاٹ تیغ یار کا
غیر کو غش آگیا لاشا ہمارا دیکھکر

غزل خلیل

جلتے گر ہو گی یہ بیداد او ٹھتے بیٹھتے
ہم نہ ترے پاس اے جلاد او ٹھتے بیٹھتے
جستجو میں یار کے ہر دم بگولے کیطرح
پھرتے ہیں ہم خانمان برباد او ٹھتے بیٹھتے
ناتوانی میں پھراتی ہے مجھے آہ رسا
یہ چھیڑ کرتی ہے اب مدد او ٹھتے بیٹھتے
خیر ہو دی یا الٰہی بلبل گلزار کی
جعلسازی کرتے ہیں صیاد او ٹھتے بیٹھتے
ہے تماز نیمگانہ سے عیان از راہ درد
تم بھی کرتے ہو کسیکو یاد او ٹھتے بیٹھتے
اتنی تعظیم اے بت کم اس ضعیف نسیم نے
گر پڑینگے عاشق ناشاد او ٹھتے بیٹھتے
ہجر کی شب دل کی بیتابی سے کرتا ہوں خلیل
سوگواروں کی طرح فریاد او ٹھتے بیٹھتے

غزل تسلیم

میں نہ تو کیا ایمان جو دیتی جام صبا آپ سے
تسبیح کعبہ بھی نکرتا عذر تقوی آپ سے
آہ و فریاد شور زنجیر جنون سب تھی خفا
کون کہتا حال مرے بیکسی کا آپ سے
رہنے دو کیوں پھرتے ہو بند بند دل مرا
مانگتا ہے کچھ یہ محروم تمنا آپ سے
ہیں تڑپ بیٹھا ہوا تھا دل دکھانیکو لیے
قصہ شام شب غم تمنے چھڑایا آپ سے
پیچ ڈالا اٹھا تھا سے دود لونمیں پھر عدو
آپکا مجھے گلا کرتا ہے مرا آپ سے
بنیر بان پیدا ہوں ورنہ ترے بزم میں
صورت تصویر یوں خاموش ہنا آپ سے

حضرتِ دل شامِ غم کا ہے قدر دہر کا ہی کیون
انپی ہستی نیستی شادی و غم رکھتی نہین
اے خدا تسلیم کو خاک رہ سطین کر

سچ کہو کیا لکھ گئے حج تمنا آپ سے
منگئے خود بن کے موج آب دریا آپ سے
کیا کرے گا لیکے فردوس معلی آپ سے

غزل سحر

وضع مین فرق جو دیکھین تو محبت نکرین
تو خدا ہو تو کبھی تیری عبادت نکرین
غیر گھورین انہین وہ گھورا کرین غیر کو
گو کہ عاشق ہون مگر ایسا ہون معشوق مزاج
عمر بھر کچھ نہ کہا اونسے کبھی دل کا حال
جائین مسجد مین اٹھا نیکو جو تکلیف نماز
یار کے دام کی تسبیح اگر سکھلا دن
ایک معشوق ہین وہ اور زمانہ عاشق
آدمی ہم ہین پری وہ ہین نبھے گی نہ سحر

ہم تو بازار مین یوسف کی بھی قیمت نکرین
گھر ہو کعبہ بھی تو سجدہ کسی صورت نکرین
مرے جانب نظر چشم عنایت نکرین
مین نہ لون بوسہ جب تک مری منت نکرین
نزع مین بھی ہے ارادہ کہ وصیت نکرین
چین میخانے مین ساقی کے بدولت نکرین
آدمی کیا کیا فرشتے بھی عبادت نکرین
کیا کرین وعدہ فردا سے قیامت نکرین
اس سے پہلے ہی سے ہم ترک محبت نکرین

غزل قدر

وصل مین کہنے لگے کوئی کہانی یاد ہے
قید مین جی چھوٹتا ہے دیکھکر صیاد کو
شوق سے بیتاب ہین پھر دیکھیے لنگی خطا

مین یہ بولا قصہ فرقت تو جائے یاد ہی
کسکو دانہ یاد ہے اب کسکو پانی یاد ہے
کہدی اے قاصد جو پیغام زبانی یاد ہے

جوش وحشت جس دم جنون تھا کیا سبک عالم میں تھی
ہتکڑی بیڑی کی اتنک وہ گرانی یاد ہے

گرد یا بر باد مثل ذرہ اے خورشید رو
چال چلتے ہو کہ دور آسمانی یاد ہے

جب جوانی تھی لڑکپن کو کیا کرتے تھے یاد
پیری آئی تو اب عہد جوانی یاد ہے

پھنس چکے ہو قدر پھر بھی عشق کو سمجھو ہنسی
زرد چہرہ ہے اور رنگ زعفرانی یاد ہے

غزل وزیر

کوئی جیتا ہے اے صنم مر کے
آ تو دیکھ لیں نظر بھر کے

شکر ہے ان تو نکلے کوچے میں
پہنچے ہیں ہم خدا خدا کر کے

منہ دکھانے کا تو نے وعدہ کیا
منتظر ہیں جو روز محشر کے

کس خرابی سے کاٹی ہر شب ہجر
اب تلک ہم سمجھے ہیں مر مر کے

خاک ساری میں نقش پا کی طرح
رہنما ہیں ہر ایک رہبر کے

اے صنم ایک تو ہے غیرت گل
نخدا اور نہ بت ہی پتھر کے

نقشہ یار کھینچ اے مانی
چاند کا منہ ہو دانت اختر کے

سر کے طوفان بپا وزیر بحر
لکھوں مضمون جو دیدہ تر کے

غزل لاعلم

لامکاں میں غل مچایا یار نے
نعرہ یا ہو کا سنایا یار نے

کچھ کہیں ظاہر میں چھپ بیٹھا باطن
جلوہ دور نگی دکھایا یار نے

عشق میں تا جوش جوں ہے بحر باد ہم
خاک میں ہمکو ملایا یار نے

یارب لحد میں بھی مجھے شغل فغاں رہے
عضو بدن رہیں نہ رہیں پر زباں رہے

ہر وقت دل میں چاہیے یاد بتاں رہے
آسیب کا گذر ہو جو خالی مکاں رہے

بنواؤ گرد کعبہ دکانیں شراب کی
لازم ہے میکشو کہ خدا درمیاں رہے

کی عمر دشمنوں میں بسر ہمنے عمر بھر
کانٹوں میں پھول دانتوں کی اندر زباں رہے

موئے سپید رہ گئے رخصت ہوا شباب
باقی غبار جیسے پس کارواں رہے

ہمسایہ ہو تو بیچ کی دیوار کیا ضرور
پردہ نہ میرے آپکے اب درمیاں رہے

روکے جگر پہ تیر کہو اور کیا کریں
اسپر کھچی کھچی جو تمہاری کماں رہے

دونوں ہیں گھر ہمارے حرم ہو کہ دیر ہو
برسوں یہاں رہے تو مہینوں وہاں رہے

مجھ سخت جاں کے سینہ کو تاکا ہے بیطرح
اللہ ہے کہ نوک تری اے سناں رہے

کیونکر نہ دل کو ظلمت و عصیاں کرے سیاہ
تاریک ہو مکاں جو مکاں میں ہوں سیہ

غصہ کے وقت بھی نہ کسی کو کہے برا
لازم ہے اختیار بشر میں زباں رہے

پروا ہے کس کو مدرسہ و خانقاہ کی
آباد میفروش کی یارب دکاں رہے

سگ سے ہما نے سگ نے ہما سے لئے اسیر
جھگڑے میں بعد مرگ مرے استخواں رہے

غزل جوہر

خدا کے فضل سے یکتا ہیں الفت میں محبت میں
جو کچھ کہتا ہوں اکر مان جاتے ہیں مروت میں

نہیں کچھ لطف وصل ظاہری الکی کدورت میں
مزا ہے خاک ملنے کا جو فرق آیا محبت میں

میں اپنے فعل پر رویا تو آیا رحم خالق کو
مرے اشک ندامت ملگئے دریائے رحمت میں

خدا غفار ہے بخشے گا کیوں محروم رہتے ہیں
نہیں تنہا ہیں جو مے مبتلا ہیں وہ حمایت میں

سناؤ کر شہیداں جبکہ طوطی خلد کی ہونگی
وہ بولی ہم پکڑ لایا کرینگے جا کے جنت میں

نہ لائے حرف کچھ لب تک محبت گرچہ بکتا ہے
ذرا سی بات بڑھ جاتی ہے آخر کو شکایت میں

بنی گی قمری حق گوئی گلزار جنان جو ہر ہو اپنے روح سے نکلے عشق پاک سرو قامتین

غزل جوش

جلی سنکے تو پہر کیون کر دل مضطر اٹھے
زبانہ جانتا ہی آگ پر سیماب کیا ٹھہرے

تماشہ تیرون کے جو عاشق بنے تھے یار کی مژگان کا
قیامت مین خدا کے سامنے وہ بیٹھا ٹھہرے

لگائی زلف کے پھندے سے پہنسایا جبین کا کل
گناہ عشق پر ہم قابل قید سزا ٹھہرے

دکھایا بعد مردن جذب دل نے یہ اثر اپنا
کہ پہر فاتحہ تربت پہ وہ آکے ذرا ٹھہرے

تری بیمار غم کی اے مسیحا اب یہ حالت ہی
نہین ممکن او نر کر حلق سے دم بھر دوا ٹھہری

جو مانگا وقت رخصت اونسی بوسہ زلف مشکین کا
تو پیچ ہم ہو کے فرمانے لگے مرے بلا ٹھہرے

کہلا بر وقت مردن جوش دم بہر کو حباب سا
ہم اگر بحر ہستی مین اگر ٹھہرے تو کیا ٹھہرے

غزل داغ

دل لے کے پوچھتے ہو تری چیز کیا ہوئی
اچھی کہی یہ ایک ہی لے دل ربا کہی

جلوہ دکھا کے دیکھہ لیا بزم ناز مین
وہ مر گیا وہ روح کسی کی ہوا ہوئی

کیون بنی کی شکایت ہجران بجا درست
کہتا ہون ہاتہ جوڑ کے بخشو خطا ہوئی

خنجر مین تیرے خون کی بو آرہی ہے آج
کیا جانے کس غریب کی حاجت روا ہوئی

اتنا اثر تو نالہ پر درد نے کیا
چارون طرف سے حق مین ہماری دعا ہوئی

واعظ مے طہور کی قیمت گران سہی
مین دام پہر لونگا اگر بد مزا ہوئی

بالی پلا کے حضرت زاہد بھی رنگ لائے
یا یہہ ہوا کہ دختر رز پارسا ہوئی

قاتل نے بعد قتل پڑہی عید کی نماز
مرہو قضا کے ساتہ یہ اچھی ادا ہوئی

ای داغ کس کو دیکھہ لیا تو نے خیر ہے
اتنک تو ہوش مین تہا تجہے کیا بلا ہوئی

غزل اسیر

ہماری دل کی عیان تجہیر آرزو ہوجائے
خدا کرے کہین عاشق کسیکا تو ہوجائے

چمن سے مر کے نہ نکلے کسیطرح بلبل
بدن سے جان جو نکلے تو گل مین بو ہوجائے

ادب سے طور پہ جاتا نہین یہ ڈر ہے مجھے
کہین نہ حضرت موسیٰ سے گفتگو ہوجائے

خدا جو مجہسے بدل جانے یار کی چتون
پہرے جگر پہ چلے جون ارزدہ ہوجائے

کرون جو ترک تعلق نماز شکر پڑہون
طمع سے ہاتھ جو دہوؤن وہی وضو ہوجائے

گہٹے جو ایک تو پیدا ہو دوسرا مجہہ غم
جگر ہو چاک گریبان اگر رفو ہوجائے

یہی ہے گو یہی میدان کہ ہم ہین اور رقیب
کرو اشارہ جو ہونا ہو روبرو ہوجائے

وہ مست ہین ہمین تب ہو سرور بعد فنا
ہماری خاک جو صرف خم و سبو ہوجائے

اسیر بطن صدف مین یہ کہتا ہے گہر
کہ ہو جو گوشہ نشین اوس کی آبرو ہوجائے

غزل داغ

داد کس کی دون جو ہون دونو برابر سامنے
وہ جب آتے ہین تو آتا ہے مقدر سامنے

لین مرے دلمین کسی کافر نے کیا کیا چٹکیان
جب نظر آیا مجھے اللہ کا گہر سامنے

تازہ ہنگامے دکہاتا ہے ہمین وہ فتنہ گر
روز ہوتا ہے نیا سامان محشر سامنے

ہم اگر مانگین تو اے زاہد ہے بیشک ہے گناہ
بے طلب رکھدے جو کوئی بھر کے ساغر سامنے

دیدہ و دل کی یونہین تسکین ہونی چاہیے
ایک لب ہو لعل مین ایک لب سامنے

وہم ہے اس کہ کہین دام وفا مین آ نہ جاؤن
اسلئے رکھا ہی برائی سب کی لکھکر سامنے

بت پرستی سے تو کی توبہ مگر یہ حال ہے
سر ٹپکنے کے لئے رہتا ہے پتھر سامنے

اے نگاہ شوق برلاتی نہ تیری چاہتے
ہے یہی صورت تو ہونگے وہ مقرر سامنے

جب کہا یہہ مینے دل وہ دشمن جان چاہیے
سو چکے پچھہ اور سنے فرمایا کہ ہاں ہاں چاہیے

جان وہی ہی شعلہ رخسار پر اک گبرنے
پھونکدی مردہ مرا ہی اک مسلمان چاہیے

ملکے مہندی عاشقونکو قتل تو فرما چکے
رنگ لائے پچھہ نکچھہ خون شہیدان چاہیے

مجکو سودا ہی کسی رخسارہ گلرنگ کا
واسطے تفریح کے سیر گلستان چاہیے

قوت و طاقت دماغ جان سے سب جاتی رہی
سونگنا اب ہمکو وہ سب زنخدان چاہیے

چاک ہے جیب سحر وہ مہ سدہارا اپنی گہر
بہا نسان نبجا ہین یہہ تار گریبان چاہیے

جوشش عشق ابروے قاتل ہی سینہ پہر نہ تہم
مردکو رخسار پر تلوار کہانا چاہیے

غزل امیر

کدہر آباد ہے ویران نہ یہہ جانو نہ وہ جانو
ہے وحشت عشق پہ نازان نہ یہہ جانو نہ وہ جانو

کوئی جوبن پہ شیدا ہی کوئی ہے حسن پہ شیدا
ترے مین چال کے قربان نہ یہہ جانو نہ وہ جانو

محبت کسکو کہتی ہین عداوت کیسی ہوتی ہی
کدہر ہی کوچہ جانانہ یہہ جانو نہ وہ جانو

کبھی ہی نور و بر و آنا کبھی پردہ مین چھپ جانا
یہہ جلگست کیسی ہی جانانہ یہہ جانو نہ وہ جانو

کہان مجنون کہان لیلی کہان فرہاد شیرین ہے
عیان ہی عشق کا سامان نہ یہہ جانو نہ وہ جانو

نہ پچھہ تحریر نامہ کی نہ قاصد کی زبانی ہاے
ستم آمت ہی دل نادان نہ یہہ جانو نہ وہ جانو

خودیکو چہوڑکر بیخود نہ ہو سید امیر کیونکر
عیان ہی ظاہرا جانان نہ یہہ جانو نہ وہ جانو

غزل نامعلوم

ارے وہ حسن زیبائی خدا جانے کہان ہی تو
شہنشاہ دل آرائی خدا جانے کہان ہے تو

ترے فرقت مین بیکل ہون ہین تیغ ابرو کہان بسمل
در اصورت نہ دکھلا ہی خدا جانے کہان ہی تو

ہوا ہے پھر تجھے الفت کا حوصلہ اور دل
کوئی ستم ابھی خانۂ خراب باقی ہے

ابھی خیال نہ چھوڑونگا عشق بازی کا
ابھی ہے ولولے جبتک شباب باقی ہے

پلا دے بادہ کشو نکو اوٹھا نہ رکھ ساقی
صراحی ہین کئے ساغر شراب باقی ہے

جو تمکو آنا ہے جلد آؤ دیکھلون صورت
فقط دم آنکھو نمین مثل حباب باقی ہے

وہ بادہ نوش ہون ساقی نکاز نکا جبتک
کباب سیخ پہ خم مین شراب باقی ہے

وصال یار ہو کیا بے تکلفی سے رند
مجھے لحاظ ہے اوس کو حجاب باقی ہے

غزل قدرت

بڑے نازو نسے دلمین جلوۂ جانانہ آتا ہے
یہ گھر جسنے بنایا ہے وہ صاحب خانہ آتا ہے

اندھیری رات مین داغ جگر ایسے چمکتے ہین
کہ میرے بزم مین پروانے پہ پروانہ آتا ہے

وہ بھولی بھولی باتین نیچی نیچی نظرین حلقے ہین
سکھائے سے کہین انداز معشوقانہ آتا ہے

نگولہ دیکھکر صحرا مین بولا قیس وارفتہ
یہہ کیا لیلی کا ناقہ جانب ویرانہ آتا ہے

نکلتا ہے منہ سے نام اونکا باتون باتو نمین
زبان پر جو نہ آتا تھا وہ بیتابانہ آتا ہے

دل وحشی کو تیرے یاد مین کیا کیا نہین آتا
غضب ڈھاتا ہے جسدم پر بین یہ دیوانہ آتا ہے

بناوٹ سی بگڑ کر وہ بت عیار کہتا ہے
کسیکے گھر مین صاحب یون کوئی بیگانہ آتا ہے

لب میگون کے بوسے مجھکو اتنگ یاد آتے ہین
مین رو دیتا ہون جب منھ تون تلک پیمانہ آتا ہے

وہ ہمکو بھولے بیٹھے ہین ہم اون کو بھولے بیٹھے ہین
کہان ہے خط کتابت ہو کوئی جانا نہ آتا ہے

بہار آخر ہوئی ہے قدر کی تربت پہ میلا ہے
یہان بیڑی کا بڑھانے کو ہر ایک دیوانہ آتا ہے

غزل اشک

جنون نے خاک چھنوائی ہمین وشت و بیابانمین
بہت اچھے رہے وہ جا پڑے جو کوئی جانانمین

جلا کر خاک کر دی ہڈیاں تک سوز فرقت نے
مرے تقدیر یاور تھے جو قید ہجر سے چھوٹا
کیا شرمندہ ظالم سے ہمارے سخت جانی نے
ملی خدمت ہمین تب گیسو پیچان بنانیکی
جو وارفتہ تمہارے ہین ہمی وہ سنکے کہتے ہین
کہان جائیگا ظالم ذبح کرکے بیگنا ہونکو
ہوئی پرسش نہ کچہہ روز قیامت بیگنا ہونکی
نہ سر سے اشک اوٹھ جاتا اگر استاد کا سایہ

جہنم سے جلتے جی مجھکو ملا عشق حسینا نمین
سگر کر ایڑیان مر گئیے ہین لوگ زندانمین
تڑپنے مین لہو بہہ گیا قاتل کے دامانمین
دلا جب مدتون تنگے چہین ہین کوے جانانمین
خدا جانے یہہ کس محبوب کا ہے ذکر قرآنمین
ہزارون ہاتھ ہونگے ایک قاتل کے گریبانمین
کفن پہنے ہوئے سو یا کئیے گنج شہیدانمین
جگہہ اصلاح کی کا ہیکو رہتے اپنے دیوانمین

غزل بجہ

کھا کے کچہہ سو رہین تجویز مین آتا ہے یہی
جلوۂ قامت جانان کو قیامت سمجھو
جسنے دیکھا تجھے وہ تیرا خریدار ہوا
حال اسوقت مرے دل کا نہ پوچھو ایجان
آشنا تو نہین بہت بچھڑے گھٹے رہتے ہین

شب فرقت کے مریضونکا مداوا ہے یہی
مر دے اوٹھکر چلے دیکھین وہ تماشا ہی یہی
اے صنم تو ہے کہ یوسف مجھے دھوکا ہی یہی
دوڑکر تمسے لپٹ جاؤن ارادہ ہی یہی
جو کہ قطرے سے بھی کمتر ہے وہ دریا ہی یہی

غزل سحر

دیکھین سے گے کسی اور پہ بیداد کرینگے
ہے زیر زمین بھی جو یہی گردش افلاک
یہ روح لطیف اس تن خاکی مین نہ آتی
بالون کو پریشان کیا زلف مین پہنسکر

غیرونپہ وہ بہولے ہین بہت یاد کرینگے
مردے دہن گور سے فریاد کرینگے
کیا جانتے تھے یون ہمین برباد کرینگے
ویران ابھی خانۂ صیاد کرینگے

دور دنز کی مہمان ہے اے روح نہ گھبرا
اب قید حسد سے تجھے آزاد کرینگے

کفر اپنے تو مشرب میں ہی معشوق کا شکوہ
اللہ سے کیا ہم تری فریاد کرینگے

ظالم کی محبت بھی نہیں ظلم سے خالی
سو ہچکیاں آئیں گے اگر یاد کرینگے

جب مر گئے پھر کون اٹھاتا ہی کسی کے
بے جیتے ہیں تو کیا کیا نہ وہ بیداد کرینگے

سر شمع کے مانند ہتیلی پہ دھرا ہے
کب رحم مرے حال پہ جلاد کرینگے

مرقد کو پسند آئے زمین در جان
آباد یہاں ہم سحرا آباد کرینگے

غزل کوکب

بعد مردن بھی مری لاش پہ غربت ہوگی
غسل ہوگا نہ کفن ہوگا نہ تربت ہوگی

کرکے الفت بین حسینونکا گنہگار رہوا
یہ نہ سمجھا تہا کہ الفت مین قباحت ہوگی

کیا کرون مین ستم و جور کا اوس سے شکوہ
کچھہ زبان سے جو کہونگا تو شکایت ہوگی

دل کسی جا نہین لگتا ہے خدا خیر کرے
ہم نہ واقف تہے کہ الفت مین قباحت ہوگی

جب اجل آئیگی ہوگا نہ کوی صحرا مین
لاش کے ساتھہ مگر بیٹھے غربت ہوگی

حال دل اپنا بیان کس سے کرونگا یارو
دم آخر نہ مجھے بات کی طاقت ہوگی

غیر ممکن ہے کہ اوس کو نہ خبر ہو کوکب
دلمین تاثیر بھی ہوگی جو محبت ہوگی

غزل قدر

جب آنکھہ بند ہوگی دیدار دیکھہ لینگے
کب تک چھپو گے ہمسے ای یار دیکھہ لینگے

مئخانہ بند تو ہوگا تینگے حلق اپنا
آئے تو ماہ روزہ تلوار دیکھہ لینگے

مختار ہم نہین ہین مجبور تم نہین ہو
جو کچھہ دکھائیگا ناچار دیکھہ لینگے

کوہ طور پر آکے صاحب جلوہ دکھائے تو
غش ہونگے یا نہ ہونگے دیدار دیکھہ لینگے

اچھا کیا جو تمنے وعدے پہ کل کے ٹالا
موقوف آج پر کیا پھر یار دیکھ لینگے

وعدہ جو وصل کا ہے گور دکن ہین اچھا
نکلو نہ پردے سے تم اغیار دیکھ لینگے

آخر براہ دیدہ دل ہین سمائے گا
جب چھپنے آئیگا دیدار دیکھ لینگے

واعظ نہ میکدے ہین شیخی بگہار آکر
ساقی الگ رہیگا میخوار دیکھ لینگے

مرنے کے بعد کوئی ساتھی نہین کسیکا
سب لوگ اپنے اپنے کردار دیکھ لینگے

غیرونسے دل لگانا عاشق سے منہ چھپانا
اب ہم بھی اور کوئی اے یار دیکھ لینگے

کوچے ہین ان بتون کے انے قدر پھر اکر
ہم قدرت خدا کے اسرار دیکھ لینگے

غزل بحر

نقاب ہین نہین بیوجہ منہ چھپائے ہوئے
کسی غریب کا آتے ہین دل دکھائے ہوئے

نہ پوچھو کسلئے آنسو ہین ڈبڈبائے ہوئے
کسی جگہہ سے ہم آتے ہین چوٹ کھائے ہوئے

نہ گا داغ جگر ایکدن چراغ مراد
بتو ہم اپنے خدا سے ہین لو لگائے ہوئے

بنا دیا مرے قسمت نے پہول کو کانٹا
کھٹکتے ہین مرے آنکھونمین وہ سمائے ہوئے

کچھہ اعتبار نہین قول و فعل کا اونکے
کبھی ہمارے ہوئے وہ کبھی پرائے ہوئے

گلی ہین دیکھہ کر اوسنے کبھی نہ یہ پوچھا
یہ رو رہا ہی کھڑا کون سر جھکائے ہوئے

کچھہ اس کی فکر نہین کل سفر ہمارا ہے
سرائے دہر ہین بیٹھے ہین گھر بنائے ہوئے

کسیکے ہاتھ ہین جب سے دیا ہے دل ہمنے
ہم اپنی جان سے بیٹھے ہین ہاتھ اوٹھائے ہوئے

کہو یہ قافلے والون سے ہم بھی آتے ہین
ٹھہرنا نہ جاؤ خدارا قدم بڑھائے ہوئے

خدا پناہ مین رکھے تمہارے پلکون سے
ستم کی فوج کھڑی ہے پرے جمائے ہوئے

وہ ہٹ نہ جائے کسی کو کیجیے بدنام
ہزارون ہین لب شیرین پہ زہر کھائے ہوئے

کہا کسیکے نہ آتا ہمارے دفن کے وقت
کہ خاک ڈالو نہ اپنے یہ ہین نہائے ہوئے

لطافت ہند مین ہے مبتلا آکر جسب بیجے | رہائی اس سے مشکل یا علی معلوم ہوتی ہے

غزل

ہمارے آہ کی تاثیر دیکھو
ہلی وہ عرش کی زنجیر دیکھو

عدھر ہوتے ہے اسی جانب کو اپنا۔
کھنچا جاتا ہے دل تاثیر دیکھو

دیا داغِ جگر ہے جسنے ہمکو
ابھی ہے وہ بت بے پیر دیکھو

اُداسے چھا رہی ہے بیکسی ہے
مزارِ عاشق دلگیر دیکھو

جو خط جاتا ہے پڑھ سکتا نہین وہ
مری تقدیر کی تحریر دیکھو

پھر آیا یار سے در سے جاکر
مری الٹی ہوئی تقدیر دیکھو۔

گلے مین طوق دھرے پاؤن مین زنجیر
اسیر عشق کی توقیر دیکھو

وہ بن بنکے بگڑ جاتے ہین سلطان
مری بگڑی ہوئی تقدیر دیکھو

غزل

وہ میرے پہلو سے گھر سدھارے ادھر کی دنیا اُدھر ہوئی ہے
قیامت آئی ہے یا اٹھی یہ آج کیسی سحر ہوئی ہے
مریض الفت کی روح تن سے روانہ پچھلے پہر ہوئی ہے
تمام آفاق مین ہے چرچا تمھین کچھ اسکی خبر ہوئی ہے
تجھے ہے معلوم خاک زاہد کہ عاشقی مین ہے کیسی لذت
یہ پوچھ مجھسے کہ عمر میری اسی مین ساری بسر ہوئی ہے
خدا نے ایسا جمال روشن کیا ہے اس مہر کو عنایت
جو روی تابان سے زلف اٹھی تو شام کو بھی سحر ہوئی ہے

کبھی جو در تک میں اُنکے پھونچا تو مجھکو دربان نے دی یہ تسکین
بلائینگے وہ ضرور تمکو ذرا سا ٹھرو خبر ہوئی ہے
نصیب دیکھو کہ ایک دن بھی مزاج اُنکا نہ ہم سے بدلا۔
اگرچہ سو بار سے زیادہ ادھر کی دنیا اُدھر ہوئی ہے
گذر گئی جب شب جوانی تو کیا رہا لطف شعر خوانی۔
زبان ہے بند اپنی صفدرؔ خموش شمع سحر ہوئی ہے

غزل

عشق خدا کرون کہ مین یادِ خدا کرون
سجھ بن مین ای مسیح بھلا جی کی کیا کرون
ملجای آسمان و زمین تسپہ بھی صنم
کی لاکھ جستجو نہوا وصل بھی نصیب
گلشن مین جا کے اور بھی وحشت ہوی نصیب

دو دن کی زندگی مین تباہ مین کیا کرون
آجاے موت گر تو مین شکر خدا کرون
مجھکو قسم خدا کی نہ تجھکو خدا کرون
تقدیر مین لکھا نہیں تدبیر کیا کرون
اب قصد ہی کہ سیر بیابان کیا کرون

غزل

اک طرف عشق مین یارب دل نادان ہو جائے
مین تو کیا ہون کہ برہمن کبھی دہوکے سے
کیمیا کیسی اور اکسیر کہان تیری نگاہ۔
بر ملا زلف کو چہرے پہ جو ڈالے وہ صنم
عرض یہ ہے شہہ خادم سے خلیل احمد کی۔

یا تو آباد ہو یا کاش یہ ویران ہو جائے
تیری صورت کو جو دیکھے تو مسلمان ہو جائے
گر پڑے مور پہ وا نشہ سلیمان ہو جائے
کوئی کافر تبھی اور کوئی مسلمان ہو جائے
رنج سب دور ہون اور عیش کا سامان ہو جائے

حسن فیض صاحب

پچھے دنون سے یہہ حال ہوا اپنا
ناتوان بال بال ہے اپنا
تن لاغر ہلال ہے اپنا
کل سے پھر جی نڈھال ہوا اپنا
آج بچنا محال ہے اپنا

دم شمشیر دل ہوا گھایل
آہ سرد یکے بچگیا ہے دل
رنگ ہے زرد دیدۂ غم ہوا کاہل
جب سے دشمن ہوا ہے وہ قاتل
دوست بھی خال خال ہے اپنا

دیدہ تر لہو ہین برساتے
کاش کچھ کھا کے ہم تو مرجاتے
خواب کا لطف کچھ نہین پاتے
جب سے وہ خواب مین نہین آتے
اور بھی کچھ خیال ہوا اپنا

ایسی چال اور چلین کے پاؤن پڑے
آتے جاتے مین ایک روز ملے
کون ایسون سے راستا رکھے
مین نے پوچھا جو خیریت تو کہے
ہان مزاج اب بحال ہوا اپنا

ہمنے گردش کے دن لپٹ مین لائے
رہا اب بول تو بھی کہکے ہائے
کیا رہا انتظار اگر آپ آئے
فیض صاحب اگر جو صبح نہ آئے
شام تک انتقال ہے اپنا

خمسہ

نوجوان ہین اونہین خود سیکڑون ارمان ہونگے
بیحجابی کی دم صبح تو سامان ہون گے
نہ سہی شام کو ما تا کہ ہم اسان ہون گے
وصل کی رات ہی آخر کبھی عریان ہونگے
مین پشیمان ہون تو کیا وہ نہ پشیمان ہونگے

دور تو لوٹ ہی ہی دیکھئے کیسی ٹھہرے
کون ناکام رہے کس کی تمنا نکلے

دو گھڑی دن سے عجب طرح کا صدمہ ہے مجھے — شوق کہتا ہے کہ لوٹینگے مزے وصلت کے

درد کہتا ہے خبر کیا شبِ ہجراں ہونگے

چشمِ عاشق کو نہ سمجھیں کہ ہمیں تھا خالی — یہ نہیں مثلِ حبابِ لبِ دریا خالی
بعد و بھر جائیگی ہی جوشِ تمنا خالی — یاں نہیں جلوۂ جاناں سے ذرا جا خالی

اشک اگر میرے آنکھوں میں پشیماں ہونگے

بیکسی نے آتی ہے گھڑی اشک سی منہ دھونیکی — کنجِ تنہائی میں چپ چپ کے صدا رونیکی
وہ ہمدم ہو جائیگی بیوہ نہ زمیں ہونیکی — تجکو کر دینگی خبر زیرِ لحد سونے کی

سر ٹپکتے ترے در پہ مرے ارمان ہونگے

صبر کر صبر کہ رخصت ہے کوئی دم میں شتاب — پھر کہاں حسن کے بازار میں نرخ و حباب
اور کچھ روز سہی قہر و غضب ناز و عتاب — ناجوانی ہے گرانی نہ ہوا سے دل بیتاب

پھر تو بوسے لبِ جاں بخش کے ارزاں ہونگے

قتل سے کیوں طرب انگیز ہے اتنا قاتل — ڈر ہے مجکو کہیں شادی سے نہو غم حاصل
کہدے ہمدرد ذرا اسکے پیامِ بسمل — گریہ انجامِ تبسم ہے نہ ہنس او غافل

خون رو دینگی وہی زخم جو خنداں ہونگے

شوق پابوسیِ استاد اگر ہے تسلیم — بلبل سو گل وہیں ہونگے کسی عالم میں مقیم
کہہ گئی ہیں یہ دم رخصتِ جاں وقت تقسیم — طوف ہر نخل کرینگے صفتِ گردِ نسیم

ہم پسِ مرگ بھی قربانِ گلستاں ہونگے

خمسہ استاد

مجھسا بیکس کوئی پھر ہوگا بھلا میرے بعد — جکا دل یوں ہو غم و دورکی جا میرے بعد
دیکھ پچھتاؤ گے ہم اے اہلِ وفا میرے بعد — بیکسی ہی نے نہ دنیا کو تجا میرے بعد

غم بھی مرقد پہ مرے بیٹھ رہا میرے بعد

دردمندان محبت کا عجب عالم ہے — سمجھے یہہ زار وہی عشق سے جو محرم ہے
کیا کہوں نزع میں کیا چشم مرا پرنم ہے — اپنے مرنے کا مجھے غم نہیں پر یہ غم ہے

کون ہوگا ہدف تیر بلا میرے بعد

اے غم دور رہو تم مرے دل میں ساکن — ہوں جدا تمسے میں اللہ نہ دکھلاوہ دن
ایک دن چین نہیں ہے مرے دلکو تم بن — اتنو کرتے ہو بہت لطف و کرم ہم لیکن

بھول جانا نہ مجھے پھر خدا میرے بعد

خوبرویوں سے تجھے جی لگانا ہے خطا — چاہیے یہ کہ نہ لئے کوئی کبھی نام وفا
جائے عبرت ہے کہ جی جسکے لئے میں نے دیا — بسکہ باعث تھا میں اُس شوخکی بدنامی کا

سجدۂ شکر ادا اسنے کیا میرے بعد

زندگی میں نے وفائی میں بسر کی پیارے — لی خبر تمنے نہ مجھہ خستہ جگر کی پیارے
حال پر مرے نہ گو آج نظر کی پیارے — ہے جیتے جی قدر بشر کی نہیں ہوتی پیارے

یاد آوے گی تمہیں میری وفا میرے بعد

ضبط گریہ کا نہیں بسکہ مجھے ایک نفس — ابر ہر لحظہ مری چشم کا جاتا ہے برس
گلشن دہر مرے ذات سے شاداب ہے بس — اُٹھ گیا میں جو جہان گذران سے تو ہوس

خاک چھانی کی بہت باد صبا میرے بعد

خمسہ

پنج کرتے ہیں نئے ناز سے چلنے والے — آفت جان ہیں یہ دل پانوں سے ملنے والے

مار ڈالینگے سرِ شام نکلنے والے
سانپ کا زہر وہ گیسو ہین اُسکلنے والے
آہوئے چشم چھلاوے کو ہین چھلنے والے

رات کو یار کے آنیکی تمنا کی ہے
اک تڑپ سی بھی ہمارے دل شیدا کی ہے
گرمیان تھکی ہین نور کی چالاکی ہے
حسن نے روشنی خورشید کی پیدا کی ہے
شب کو باہر نہین وہ گھر سے نکلنے والے

نظرِ بد سے ذرا چاندسی صورت کو بچاؤ
غازہ مل ملکے نہ مل ہر کس و ناکس کا لبھاؤ
سنو اک خوشخبری مُنہ تو ذرا آگے لاؤ
آئینہ رکھکے کیا ہے جو کبھی تم بناؤ
خاک مین مل گئے ہین دیکھکے جلنے والے

راتدن ہجر کے صدمے ہین بہت ایسے سہے
یا رب رحم ہے احوال مرا کون کہے
دونو اُبلے ہوئے دریا تھے نشتر سے
اشک باقی جو نہ آنکھونمین رہی تو نہ رہے
جگر و دل مین لہو ہو گئے نکلنے والے

کیا کرون تیری صفت اور ثنا اے آتش
قلب آتش نفس و نکانہ جلائے آتش
عرض کرتا ہے ذکی سُنلے ذرا اے آتش
بس قلم صفحۂ ہستی سے اُٹھا اے آتش
ڈھل چکے شعر جو سانچے تھے فکر سے ڈھلنے والے

خمسہ

سر کو ہم تکیۂ زانو پہ دھرے رہتے ہین
خانۂ گور ہے گھر اوسمین مرے رہتے ہین
گلشن وصل سے سو کوس پرے رہتے ہین
رات بھر داغ فراق اپنے ہرے رہتے ہین
بند آنکھو نمین کہان اشک بھرے رہتے ہین

صورت آئینہ ہیجا ہین جو حیران کہین
وحشت قلب کی پیدا نہ ہو سامان کہین
خوف یہ بھی ہے نہ جاتے رہین اوسان کہین
دل بیتاب نکل آئے نہ ایجان کہین
ہاتھ ہم اسلیے سینہ پہ دہرے رہتے ہین

سنبل زلف کی خوشبو سے معطر ہے مشام
آنکھین اپنے چمن حسن مین گلچین ہین مدام
رخ کا نظارہ میسر ہے سحر سے تا شام
مغز خالی نکر اے ناصح بیہودہ کلام
وعدۂ وصل سے یان کان بھرے رہتے ہین

عیش و عشرت کا دکھائی نہین دیتا سامان
وصل کے دل ہی مین رہے جلتے ہین سارے ارمان
گھیرے رہتے ہین ہمین رنج و مصیبت ہر آن
زندگی موت سے بدتر ہے نہ پوچھو ایجان
نام کو جیتے ہین فرقت مین مرے رہتے ہین

عشق نے طرفہ بلا جوش پہ ڈالی اے عیش
خانۂ دل ہو نہ کیون عیش سے خالی اے عیش
عمر بھر ایک بھی حسرت نہ نکالی اے عیش
اوس کماندار نے کیا آنکھ چرائی اے عیش
تیر مژگان کے بھی زخم ہمیشہ ہرے رہتے ہین

خمسہ

عقل اس فکر مین حیران رہے یا نہ رہے
ہوش کو سونچ یہ ہر آن رہے یا نہ رہے
دل غمناک پریشان رہے یا نہ رہے
ہجر دلبر مین مری جان رہے یا نہ رہے
خانۂ تن مین یہ مہمان رہے یا نہ رہے

سر نہ اے واعظو بک بک کے پھراؤ میرا
پابزنجیر کر دیا مجھے وہ اور سرا
مین مانونگا نہ مانونگا تمہارا کہنا
ہاتھ اوٹھاؤنگا نہ الفت سے تبونکا جدا

اسمین جا ہے مرا ایمان رہے یا نہ رہے

آ کے لاحق ہوے جب نزع کی اعضا شکنی
حشر مین خالق عادل سے ندامت ہو گی
فکر او سدم یہ ہماری دل گمراہ تے کی
عمر سب اک بتِ کافر کی محبت مین لگی
ہم خدا جانے مسلمان رہے یا نہ رہے

صورتِ پیر فلک گردش بیکار نہ کہا
ڈہونڈہ اپنے لیے اک طفل حسین ماہ لقا
توڑ کے پاؤن نہ ہو گوشہ نشین صبح و شام
لطف ہستی کا دلا عہد جوانی مین اوٹھا
پھر زمانہ ارے ناداں رہے یا نہ رہے

حضرتِ جوش کا یہ قول نہین ہے بیجا
گہر مین زندہ نہ لحد مین کوئی مردہ خوش تھا
چال سے جسکے ہا تمین تھی قیامت برپا
دیکہے اوس فتنۂ محشر کو آسدل اپنا
حشر تک آپ پشیمان رہے یا نہ رہے

غزل وزیر

اسقدر ہم ناتوان وزار ہین
بازو اپنے پھپہولون کے خار ہین

چاک چاک اپنا گریبان ہو چکا
اندنون دستِ جنون بیکار ہین

جاتے ہین گلشن سے وہ باغبان
ہم اگر تیرے نظر مین خار ہین

خود دیکہو اپنا جنازہ ہے رواں
ہم پہ کیسکے کشتۂ رفتار ہین

روتے ہین اشکون کے بدلے خون گرم
ابر مین ہم لیکن آتشبار ہین

سرو شمشاد و صنوبر باغ مین
نقشہ ہائے قامتِ دلدار ہین

کون ہے بیزار ان سے او وزیر
ہم جو اپنے زیست سے بیزار ہین

غزل ظفر

جو آتا بھی نہیں جنت جان دو دو دن / تو ہمین دو دو برس ہوتی ہین ہان دو دو دن

رونا ایک پل بھی مرا کرتا ہے طوفان برپا / اشک آنکھون سے رہتے ہین رواں دو دو دن

آگے تم آتے تھے ایکدم یہان دو دو بار / اب تنہا و ہمین رہتے ہو کہان دو دو دن

ہاتھ رخسار تلے دہر کے نہ سویا کیجیے / رہتے عارض پہ ہین چھلون کے نشان دو دو دن

تم تو اکدن کو بھی جاتے تھے نہ گھر سے اپنے / خالی اب کسلیے رہتا ہے مکان دو دو دن

دو گھڑی کے لیے کس واسطے یہان آئے ہو / وہین تم جاو کے رہتے ہو جہان دو دو دن

ایکدن بھی جو ذرا اون کو خفا دیکھتے ہو / اے ظفر رہتا ہے ہمکو خفقان دو دو دن

غزل شوکت

مین نہ کعبہ جاونگا اب کوے جانا چھوڑ کر / کسطرح جاے بھلا بلبل گلستان چھوڑ کر

مایل گھر ہوا دل روے جانا چھوڑ کر / نگیا کافر مسلمانی مسلمان چھوڑ کر

ہاے کیا عبرت سرا ہے دار فانی غافلو / گور مین سوتے ہی کیسے کیسے ایوان چھوڑ کر

تھا مین دیوانہ مگر چھوڑا نہ پاس مفلسی / جیب کو پرزے کیا وحشت مین دامان چھوڑ کر

جوش وحشت مین مجھے صحرا نوردی چاہیے / کیا کرون صبح وطن شام غریبان چھوڑ کر

شست و شو مین عمر گذری حیف نادانی مری / گرد دھویا کیا مین داغ عصیان چھوڑ کر

ہو گئے محمل ہوا سن خمسہ ہجر یار مین / چل دیے پانچو اکیلا مجھکو حیران چھوڑ کر

ہین وہ عاشق ہون کہ بعد مرگ تم کو مرے / تا نہ آئینگے پریا بھی پرستان چھوڑ کر

شیوہ مردی کو ہمنے کر لیا ہے اختیار / چاہتے ہین نام شوکت خواہش نان چھوڑ کر

ٹھمرے

۱ کاہے کر موری گہ لینھی کلائی رے - اچھا موری نرم کلائی بل کھائے رے - دور دور جھپٹ مورے انگ سون لپٹ گیو کر پکرت چولیا مسکائی رے -

۲ سکھی ری اُن بن پڑت نہین چین - اُچاٹ اُچاٹ گذرت ساری رین - سرون نت چاہت سنت بیٹھے بنا - درس بن ترسے رہے مورے نین - بھولت نہین پیارے تھاری بین - برہ بپت مون کٹت دن رین - سکھی ری اُن بن -

۳ پیارے سنیان چھانڑو موری بھیان - بنتی کرت ہون پاؤن پڑت ہون بار بار سمجھاؤن چھنک چھنک موری پائل باجے جاگے ساس جٹھنیان - پیارے سنیان چھانڑو موری بھیان -

۴ پیاکیسی پریت لگائی - آپ تو جائے سوتن گھر چھائے ہم کا دین بھولائی - حافظ پیا سون جائے کہو کوؤ کاہے کرت نٹھرائی - پیا کیسی پریت لگائی -

۵ ہون جسپہ فدا گلہائے چمن - دیکھی شیام برن اک کامنیا - ہون جسپہ فدا گلہائے چمن عارض ہین قریب ماہ فلک لٹ جھوم رہی جیسے ناگنیا - وہ ابرسی دندان کی چمک گھن بیچ دمکے جیسے دامنیا - ہون جسپہ فدا گلہائے چمن گیسو مین پھنسائے طایر دل چنچل مرگ نینی بامینا - فرحت وہ ادا اپنے قہر دیلا من موہ لیت سنگہہ دابنیا - ہون جسپہ فدا -

۶ پن گھٹ پر موری گاگر یا - نردئی شیام نے توڑ دی پنگھٹ پر موری گاگریا - جب نیر بھرن گھر سے نکسی اک کاگ برن گیو کریا - دہنی دبھار بلا رگیو بائین کر چھینکت بیا گرپڑا نردئی شیام نے توڑ دی پنگھٹ پر موری گاگریا - مورے سنگ کی سکھی سب نکس گئی جو سب گن پوری آگریا - موہ جان اکیلی چھینک بیو سر باند سے ٹیڑی پاگریا - نردئے شیام نے توڑ دی پنگھٹ پر موری گاگریا -

۷ مورا چاتر شیام سے من اٹکا۔ تباؤ گو یان کوئی جادو لٹکا۔ مورا چاتر شیام سے من اٹکا۔ سلطان پیا بن چین نہ آوے مورا من رہت ہے بھٹکا بھٹکا۔ مورا چاتر شیام سوں اٹکا۔

۸ آج سنولیا مرلیا بجائی رے۔ سن دھن تان پران سکھ پائی رے۔ آج سنولیا مرلیا بجائی رے۔ دُرم دُرم درکٹ درکٹ گت باجے چھب چھلے من بھاونی چمک چمک پگ جمک دھرے تا تھئی تا تھئی کرت کنہائی رے۔ سنولیا مرلیا بجائی رے۔ نین درس لین پر سپر ہنس ہنس من بس کین رے۔ فرحت شیام موسے گھتیان کرے چھتیاں چھوٹ رس بتیان سنائی رے۔ سنولیا مرلیا بجائی رے۔

۹ قدر پیا آئے نہ سجیا مور۔ رہے کون سوتن کی اور۔ سگری رین موسے تلپھت بیتی اتنے مین ہوئے گیو بھور۔ قدر پیا آئے نہ سجیا مور۔

۱۰ ترچھی چتون بتیم پیارے من لورا نا مورا رے۔ ترچھی چتون اپنے پیا پر تن من وار و جھوار ون جو دار ون سو تھوڑا رے۔ جاہ پیا چاہے وہی سہاگن کیا سانور کیا گورا رے ترچھی چتون بتیم پیارے۔

۱۱ چھانڑو چھانڑو رے شیام موری بہیان مین تو پر تمھاری پیا۔ چھانڑو چھانڑو رے شیام موری بہیان۔ تم چنچل چپل گردھاری برج رسیا چتر بھلاری مین تو ابلا نپٹ اناری موری باری بتش لرکیان۔ چھانڑو چھانڑو شیام۔ موری چلیا مسک گئی ساری ٹوک ٹوکا کر ڈاری کھان آن پھنسی دئی ماری بھی با پر پچھتیان چھانڑو چھانڑو رے شیام۔

۱۲ چلی چمک جھمک برجناری۔ رہی جھوم جھوم متواری۔ چلی جھمک جھمک نینوں سے جادو ڈالا۔ سینوں سے مار گئی بھالا چتون بوندی کی کٹاری۔ چلی جھمک جھمک۔ کہین نجم کو رے سوہے ہردو اسر گاگر گاپر کو اجل بھرن چلی پنہاری۔ چلی جھمک جھمک۔

۱۳ نادان گاری دے گیو۔ نادان گاری دے گیو۔ ناہین وا سے بولی چالی گمان۔ سانورے نے پیت لگا کے بھئی بدنام۔ نادان گاری دے گیو رے۔

۱۴ ارے سیّان ہمسے جن کرو پریت۔ نیارے پھرت البیلے متوارے نرم ہو میت۔ ارے ہان رے سیّان ہمسے جن کرو پریت۔ سوتن کے گھر آوت جات ہو کون تمہاری ریت۔ ارے سیّان۔

۱۵ چلو ہٹو چھاڑو سناؤ جن سیان۔ دیکھو مرک موری جائے نہین بھیان کھا سوگند نظیر کہت ہون نیہہ لگاوت تمسے ڈرت ہون۔ او چھے کی پیت پیر ایسی سنت ہون جیسے رہت نرور کی چھیان۔ چلو ہٹو چھاڑو سناؤ جن۔

۱۶ پیا کے کارن ہوئی ہون فقیرن۔ اپنے پیا کو بن بن ڈھونڈھ ہون جب ہر ملین تب ہوئی ہون سہاگن۔ پیا کے کارن ہوئی ہو فقیرن۔ دوہا۔ ندی کنارے دہوان ہووت ہے مین جانی کچھ ہوئے۔ جیہ کارن جوگن بھئی او ہی نہ جلتا ہوئے۔ ہوئی ہون فقیرن ہوئی فقیرن۔ پیا کے کارن ہوئی ہون فقیرن۔

دوہا۔ چھانڈ اکیلی پیو ہمین گئے کون دیش۔ نا جانون کب آئے ہیں جٹا جوٹ بھئے کیش۔ ہوئی ہون فقیرن ہوئی ہون فقیرن۔ پیا کے کارن ہوئی ہو فقیرن

دوہا۔ جب سدہ آوے پیو کی ٹپ ٹپ ٹپکت نین۔ مورے چت ہوئے ہر گردن حافظ پڑے نہ چین۔ ہوئے ہون فقیرن ہوئے ہون فقیرن۔ پیا کے کا

۱۷ کیون کہہ امور ی جان اگیلا سے ہٹ جا۔ دوہا۔ جیسے چکنا پیر توا نیسے چکنا تیئے چکنا گوری کا جبن تڑپے ہمارا جی۔ کیون کہہ اموری جان اگیلا سے ہٹ جا۔ دوہا۔ چلے گلی سکوچ سے نین ملتے کو دارن۔ نین سے رس لیجے پیا نگر و گا نون کیون کہہ اموری جان اگیلا سے ہٹ جا۔

خمسه

سی مریم جہان اعجاز دکھلانیگے کیا — زندگی کافور ہے مرہم سے بہل پائنگے کیا
ستہ جان ہے نہین پہر زخم سلوانیگے کیا — دوست حال زار پر اب رحم فرمانیگے کیا

زخم کے بہرنے تلک ناخن نہ بڑہ جائینگے کیا

دین و ایمان ترک ہو پہ ترک اُلفت ہو آہ — عشق کی تدریس رہتی ہے یہان شام و پگاہ
ہن جہان دیدہ ہون کہ نادان نہین دل ہے گواہ — حضرت ناصح جو آوین دیدہ دل فرش راہ

پر مجھے یہہ کوئی تبلا دے کہ سمجھائینگے کیا

من و دل حسرت مین جانبازی کی بہ کہتا نہین — دم اُلجھتا ہے مرے سینہ مین گہبرا تا ہون مین
سرکف سبکہ حیران عقل نہی دوڑاتا ہون مین — آج وان تیغ و کفن باندہے ہوے جاتا ہون مین

عذر مرے قتل کرنے مین وہ اب لائینگے کیا

دہر کے غم سے نہین فارغ ہے گو ہر نیک بد — پر غم خوبان مین اب کچہہ بھی نہین ہے جد و کد
ہے غم عشق اسقدر عنقا کہ اللہ الصمد — ہے اب اس معمور مین محط غم اُلفت اسد

ہمنے یہہ مانا رہے دل مین پہر کہائینگے کیا

خمسه

جبکہ اللہ نے دی آپ کو یکتائی ہو — دل سے ہر شخص نہ کس طور سے شیدائی ہو
تمکو دیکہے جو زلیخا بھی تو سودائی ہو — تم وہ یوسف ہو کہ اندہا بھی تماشائی ہو

دیدہ حضرت یعقوب کی بینائی ہو

مرگ کا خوف نہین عشق مین جب ہو کامل — روز اک تازہ بلا ہوتی ہے سر پر نازل

ہے بہت عاشق بیتاب کا جینا مشکل
فتنۂ زلف و رخ یار سے بچ جاۓ جو دل
قد بالا کی بلا آفت بالائی ہو

جسکو منظور ہو یہہ قدرت باری دیکھے
ہین اعجاز کی وہ آپ ہین سارے دیکھو
آنکھہ کھل جاۓ جو رستے ہین سواری دیکھو
مردہ جی اٹھے اگر شکل تمہاری دیکھے
کور کو گرد قدم سرمۂ بینائی ہو

حوصلہ باقی نہین ہے مرا غم کھانے کا
قصد ہنسی سے ہے اب ملک عدم جانیکا
اسکے بے دیکھے یہہ دل چین نہین پانیکا
وعدہ ہے مرے مسیحا سے یہان آنیکا
ایکدم اور رآسکے جو اجل آئی ہو

ہم سکھے دیتے ہین تم کان اپنے سن لیجو ہو
اب نکل جلینگے اس شہر سے ہوتی ہو سو
سنگ اطفال سے فرصت نہین دم بھر مجھکو
وحشت دل کے تقاضے ہین کہ صحرا دیکھو
پاؤن کہتے ہین کہان بادیہ پیمائی ہو

حشر کے دن جو تری ظلم کے مارے اٹھین
شعلے آتش کے عجب وانکے پیارے اٹھین
مردے زندونکی طرح قبرون سے سارے اٹھین
تارے نکلے جو مرے دل سے شرارے اٹھین
آہ کھینچون تو دھوان گنبد مینائی ہو

اپنے بیمار کی اگر تو خبر لی ہوتی
اپنے عاشق کی بھی خاطر تو کبھی کی ہوتی
اک گلوری تو بنا کر کے بھیجی ہوتی
جھوٹے وعدون سے نہین دلکو تسلی ہوتی
صاف کہدیجیے جو آپ نے ٹھہرائی ہو

معذرت جناب ان شعرا کی خدمت مین خواستگار ہون جنکی غزلین بیچ گلدستہ مین طبع ہوئی ہین اکثر غزلونکے شعر تخفیف کر گئے ہین اور سوا اسکے بہت سی جا اشعار مین غلطی واقع ہوئی ہے لہذا امیدوار ہون کہ میرے عالیدماغ شاعر میرے اس معذرت کو قبول فرما کر اس ناچیز گلدستہ کی رونق دوبالا کرین۔ راقم مرتبہ گلدستہ